Qādrī, Burhānuddīn

Fauzul marām

ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما

بفضل قادر ذی الجلال والاکرام دریں ایام سعادت التیام نسخہ

فوز المرام

فی طبقات

اولیاء الکرام

از تالیف

جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول حافظ کلام مبین مولانا الحاج

السید برہان الدین قادری مہاجر حرمین شریفین

حسب الحکم

عالیجناب فضیلت انتساب مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی صدر الصدور و میر مجلس اشاعۃ العلوم

باہتمام

مولوی حافظ محمد ولی الدین صاحب فاروقی مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن

مفید دکن پریس چارمینار میں طبع ہوا

طبع اول ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲لحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیّدنا محمّد و آلہ وصحبہ سیّما علی ولدہ الشریف سیدنا ومولانا ووسیلتنا الی اللہ والی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم محی الدین ابو محمّد عبد القادر الجیلانی وبارک وسلم۔ **امّا بعد** خاکسار ایک مدت سے ارادہ رکھتا تھا کہ طبقات اولیاء اللہ میں کوئی کتاب لکھوں اور اُس میں کئی فوائد درج کروں جو عام نافع ہوں بعد اُس کے میرا ارادہ سیرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کی طرف منعطف ہوا پس وہ ویساہی رہ گیا لیکن جناب فضیلت مآب قاضی قضاۃ دکن حامی السنۃ قاطع البدعۃ مولانا محمد انوار اللہ خان بہادر معین المہام امور مذہبی نے جو آپکی ہمت عالی ہمیشہ اشاعت علوم اور رفاہ عام کی طرف مصروف ہے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اُس ارادے کو پورا کروں

تاکہ اس سے نفع عامۂ خلائق ہو لہذا میں بامتثال امر جناب ممدوح کے
اس طرف متوجہ ہوا اور اس مختصر کا نام **فوز المرام فی طبقات الاولیاء الکرام**
رکھا فالقبول بفضل اللہ مامول۔

معنی ولایت اور ولی کی

ولی اور ولایت کی تعریف

شیخ عبدالکریم جیلی رضی اللہ عنہ انسان کامل میں فرماتے ہیں۔ اعلم
ان الولایة عبارة عن تولی الحق سبحانہ تعالی عبدہ بظہور
اسماءہ وصفاتہ علیہ علماً وعیناً وحالاً واثراً ولذةً وتصرفاً
ونبوة الولایة رجاع الحق العبد الی الخلق لیقوم بامورھم
المصلحة لشئونھم فی ذالک الزمان علی شرط الحال فیدبر الخلق
بحالہ ویجرھم الی ما ھو الاصلح لھم فمن دعا الخلق منھم الی اللہ قبل
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان رسولا ومن دعاھم بعد محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کان خلیفة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا یستقل
فی دعواہ بنفسہ بل یکون تبعاً لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمن مضی من
ساداتنا الصوفیة مثل ابی یزید البسطامی والجنید والشیخ عبدالقادر
ومحی الدین ابن العربی وامثالھم رضی اللہ عنھم ومن لم یدع الی اللہ
بل وقف مع تدبیر امور الخلق حسب ما ینبئہ اللہ تعالی من احوالھم
فھو نبی نبوة ولایة ثم ھذا اذا کان علی طریق مستقلة من غیر اتباع
لمن قبلہ فھو نبی نبوة تشریع وقد انسد بابھا بمحمد صلی اللہ علیہ
علیہ وآلہ وسلم فظہر من ھذا جمیعہ ان الولایة اسم لوجہ

خاص الذی بین العبد وبین سائر الخلق انتہی۔

پہلے ترجمہ سے یہ امر معلوم کیا جائے کہ شیخ نے جو معنی ولایت کی بیان فرمائی ہے وہ شامل ہے ولایت انبیاء علیہم السلام اور بھی ولایت اولیاء اللہ کو رحمۃ اللہ علیہم **ترجمہ** جان تو کہ ولایت عبارت ہے حامی ہونے سے حقتعالیٰ کی لئے بندے کو ساتھ ظہور اپنے اسماء وصفات کے اُس پر پس یہ معنی ولایت کی شامل ہے ولایت انبیاء علیہم السلام اور ولایت اولیاء کو بھی۔ پھر شیخ فرماتے ہیں کہ ظہور اسماء وصفات الٰہیہ جو بندے پر ہوتا ہی تو کئی طرح سے ہوتا ہے۔ بندہ خدا کے اسماء وصفات کو بعلم الیقین جانتا ہے اور پھر بعین الیقین جانتا ہے یعنی اس کا مشاہدہ چشم بصیرت کرتا ہے خدا کے اسماء وصفات کے آثار اس پر نمود ہوتے ہیں اور سالک اسکی لذت سے متلذذ ہوتا ہے یہ مرتبہ حق الیقین کا ہے جب یہ مرتبہ حاصل ہوا تو سالک اسماء وصفات الٰہیہ کے ساتھ خلائق میں تصرف کرتا ہے یہی معنی ہے حدیث قدسی کی کہ ہمیشہ ہے بندہ کہ نزدیک ہوتا ہے ساتھ نوافل کے یہانتک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس جس وقت کہ میں نے اس کو دوست رکھا تو ہو جاتا ہوں میں اس کی سماعت اور بصارت۔ پس وہ میرے ساتھ دیکھتا ہے میرے ساتھ سنتا ہے الخ۔

پس اس قرب کو اصطلاح حضرات صوفیہ میں قرب نوافل کہتے ہیں۔ پھر شیخ فرماتے ہیں کہ نبوۃ ولایت رجوع کرنا حق تعالیٰ کا بندے کو طرف خلق کے

تاکہ وہ قائم ہو ساتھ اُن امور کے جس میں اُن کی مصلحت ہو اُن کے حسب حال اُس زمانہ میں اور یہ قیام مصلحت خلائق علی شرط الحال ہو یعنی جو حال کہ ظہور اسماء وصفات کا خدا نے ان پر کیا ہے اس حال کے ساتھ امور مصلحت خلائق پر قائم ہوں نہ از طرف خود پس تدبیر کریں وہ مصلحت خلائق میں اپنے حال کے ساتھ اور کھینچیں ان کو اس چیز کی طرف جن میں ان کے لئے زیادہ صلاح ہے۔ پس جو کہ خلق کی طرف بلادیں قبل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو وہ رسول ہیں اور جو کہ خدا کی طرف بعد آپ کے بلائیں تو وہ آپ کے نائب ہیں۔ مگر وہ بلانے میں مستقل نہونگے بلکہ آپ کے تابع ہوں گے مثل ہمارے سادات کے جو گذرے ابویزید بسطامی اور جنید بغدادی اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور محی الدین ابن عربی کے رضی اللہ عنہم اور جو کہ نہ بلائیں طرف خدا کے بلکہ وہ تدبیر امور خلائق پر توقف کریں موافق اس طریقہ کے جیسا کہ خدا نے ان کو مطلع کیا خلائق کے احوال سے پس وہ نبی ہیں بہ نبوت ولایت عامہ یعنی مثل خضر علیہ السلام کے بنابر ایک قول کے پھر وہ اگر مستقل ہوں بغیر اتباع ان حضرات کے جو اُن کے قبل ہیں۔ پس وہ نبی ہیں بہ نبوۃ تشریع اور بہ تحقیق دروازہ اس کا بند ہوگیا ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس اس تمام تقریر سے ظاہر ہوا کہ ولایت نام ہے ایک وجہ خاص کا جو فیما بین بندہ اور اس کے پروردگار کے ہے اور نبوۃ ولایت نام ہے وجہ مشترک کا جو فیما بین حق اور خلق کے ہی ولی ہیں اور نبوت تشریع نام ہے وجہ استقلال کا انکی عبادات

نفس ہیں بغیر احتیاج کے طرف دوسرے کے اور رسالت نام اس وجہ کا ہے
جو فیما بین حق تعالیٰ اور سائر خلق کے ہے امام عبد الوہاب شعرانی اپنی کتاب
الانوار القدسیہ فی آثار العبودیۃ میں لکھتے ہیں۔

ان درجۃ الولایۃ مرتبۃ عظیمۃ حتی ان من جملتہا ان یعرف ولایۃ
اہل السموات والارض والحیوانات والنباتات وتحبہ الخلق
اجمعون الا من شاء اللہ من الثقلین لمحبۃ اللہ لہ قال بعض العارفین
رضی اللہ عنہم مشیت انا وبعض اخوانی فی جبل قاف فمررنا
علی الحیۃ المحیطۃ بالبحر فسلمنا علیہ فردت السلام علینا ثم قالت
ما حال ابی مدین شعیب مع اہلہا وکان بیجایۃ من ارض
المغرب اذ ذالک فقلنا لہا ترکناہا فی عافیۃ ومن اعلمک بہ
فقالت وہل علی وجہ الارض من یجہلہ انہ ولی اللہ ممن اتخذہ اللہ
وانزل محبتہ فی قلوب جمیع المخلوقات من ناطق وصامت ولقد
الفنا کتابا ذکرنا فیہ جملۃ المنازل تنزل بہا الاولیاء مائتا
الف وثمانیۃ واربعون منزلا وذکرنا فیہا من المنازل
عدد سور القرآن العظیم وذکرنا فی کل منزل بعض علومہ
خوفا ان ینکر وجود المنازل وعلومہا۔ ترجمہ تحقیق کہ درجۂ ولایت کا
بڑا مرتبہ ہے یہانتک کہ درجۂ ولایت سے یہ ہے کہ جانے اسکی ولایت کو
اہل آسمان وزمین وحیوانات اور نباتات اور محبت رکھیں اس سے تمام
خلائق مگر جسکو خدا چاہے جن وانس سے بباعث محبت رکھنے خدا کے

اس کے ساتھ کہا بعض عارفین نے رضی اللہ عنہم چلا میں اور بعض میرے برادر کوہ قاف میں پس گذرے گئے ہم ایک سانپ پر جو گھیرا ہوا تھا دریا کو پس ہم نے اس پر سلام کیا اس نے جواب دیا اور کہا کہ ابو مدین شعیب کا کیا حال ہے اہل قریہ کے ساتھ اور وہ اسوقت قریہ بجایہ میں تھے جو ملک مغرب میں ہے پس ہم نے اس سانپ سے کہا کہ ابو مدین کا حال تجھکو کس نے معلوم کرادیا اگر وہ خیر و عافیت سے ہیں پس سانپ نے کہا کہ آیا کوئی مخلوقات سے خواہ ناطق ہو یا غیر ناطق ہوں ایسے بھی ہیں کہ ابو مدین کو نہ جانتے ہوں کہ وہ خدا کے ولی ہیں اور خدا نے ان کو ولی کیا ہے خدا نے انکی محبت جمیع خلائق کے دل میں اتاری ہے اور تحقیق کہ ہم نے کتاب تالیف کی ہے اور ذکر کیا اس میں منازل کو جس میں اولیاء مقام کرتے ہیں دو لاکھ اڑتالیس ہزار ہیں اور ذکر کیا ہم نے اس کتاب میں منازل اولیاء اللہ کے موافق شمار سورہاے قرآن مجید کے اور ذکر کیا ہر منزل میں بعض علوم کو ہر منزل کے بسبب خوف اہانت کے کہ انکار کیا جاوے وجود منازل اور اس کے علوم کا۔

شعرانی نے اُسی کتاب میں لکھا ہے

قال الکامل المحقق الفاضل المدقق الشیخ محی الدین رضی اللہ عنہ ان علی قدم کل نبی ولیا وارثاله فما زاد فلابد ان یکون فی کل عصر مائۃ الف ولی واربعۃ وعشرون الف ولی علی عدد الانبیاء ویزیدون ولا ینقصون فان زاد قسم اللہ تعالیٰ علم ذلک النبی

من سو در ثته - ترجمہ کہا کامل محقق فاضل مدقق شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ نے تحقیق کہ اوپر قدم ہر نبی کے ولی ہیں کہ وارث ہیں ان کے مقام کے پس ضرور ہے کہ ہوں ہر عصر میں ایک لاکھ چوبیس ہزار ولی موافق عدد انبیا علیہم السلام کے اور جو اولیا کہ اس سے زیادہ ہوں تو تقسیم کریگا خدا یتعالی علم ان نبی کا اُن اولیا پر جو ان کے وارث ہوں -

ایضا اسی کتاب میں ہے

واعلم انہ لا ینافی اصل الزھد تجارتھم وبیعھم وسفرھم فی امور الدنیا الظاھرۃ لان دنیاھم لآخرتھم وآخرتھم لمولاھم وعلی ذالک عمل اصحاب التجارات والاموال من الصحابۃ والسلف الصالحین والیہ الاشارۃ بقولہ تعالی رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ وبقولہ تعالی وابتغوا من فضل اللہ وغیرھا من الآیات - ترجمہ جان تو کہ منافی نہیں ہے مقام اصل زہد کو تجارت زاہدین کی اور بیع وشرا انکا اور سفر ان کا دنیا کے ظاہری امور میں اسلئے کہ دنیا ان کی واسطے اُنکی آخرت کے ہے اور آخرت ان کی واسطے ان کے مولا کے ہے - اسی پر حمل کیا جائے عمل اصحاب تجارات کا اور اموال کا یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف سالحین کا اور اسطرف اشارہ ہے ساتھ قول خدائے تعالی کے کہ مردان خدا وہ ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہے اُن کو تجارت اور نہ بیع وشرا خدا کی ذکر سے اور ساتھ کے قول حق تعالی کا کہ طلب کرو تم خدا کے فضل سے -

اشتغال امور دنیوی ازہد کے منافی نہیں -

شعرانی طبقات کبری میں شیخ ابوالعباس قریشی شاذلی سے روایت کرتے ہیں

لو کشف الغطاء عن نور المومن العاصی لطبق ما بین السماء والارض فما ظنك بنور المومن المطیع۔ ترجمہ اگر ظاہر ہو نور مومن عاصی کا تو برابر ہوجائیگا اس مسافت کو جو درمیان آسمان اور زمین کے ہے پس کیا گمان کرتے ہو ساتھ نور مومن مطیع کے۔

ایضا اسی کتاب میں ولی سید علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے

زمن خاتم الانبیاء یکون عدد اولیاء زمانه بعدد اولیاء الازمنة کلها لکن ظهورهم کظهور الکواکب مع الشمس۔ ترجمہ زمانہ میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتی ہے عدد اولیاء آپکے زمانہ کی موافق عدد اولیاء کل زمانوں کے لیکن ان کا ظہور مثل ظہور ستاروں کی آفتاب کے ساتھ اسی لئے حدیث میں ہے کہ میرے اصحاب مانند ستاروں کے ہیں

ایضا اسی کتاب میں انہیں سے روایت ہے

لا یحل لاحد ان یمکن الخلق من تقبیل یدہ ورجله الا اذا صحب من الحق ما صحبه الحجر الاسود من حفظ عهد الحق تعالی فی الخلق وحده والتطهر من لوث تحکم الوهم البهیمی وعدم الشهوة المغفلة والحظوظ المشغلة والرعونات المضلة وتحمل خطایا الخلق ولا یبالی ان یسود دینا کرهم برهم لتبیض قلوبهم فمن جمع هذه الصفات

فهو يمين الرحمن في الارض ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله
وكان يقول من خليفته مرشدك ومربيك فهو خليفة ربك
وهاديك فاعرف يا مريد من هو مرادك ويا تلميذ من هو
استاذك والزم تغتنم وكان يقول خاتم الاولياء على
قلب خاتم الانبياء صلى الله عليه وآله وسلم ومن علامته
ان يتحقق مواجد الاولياء كلهم ويختص عنهم بوجه كما تحقق
خاتم الانبياء مواجد الانبياء واختص بخصوصيته صلى الله عليه وسلم فافهم

ترجمہ نہیں جائز ہے کسیکو کہ اجازت دے خلق کو کہ اسکے ہاتھ اور
پیر کو بوسہ دیں مگر اسوقت کہ صحبت رکھے حق تعالی کی طرف مثل صحبت
رکھنے حجر اسود کے حفظ عہد حق تعالی خلق ہیں تہنا حدیث میں وارد ہے
کہ حجر اسود حافظ عہد الہی ہے خلق کا بروز قیامت ظاہر کریگا اور طہارت حاصل
ہو اسکو لوث سے وہم حیوانی کے اور نہ ہونا خواہش نفسانی کا جو غفلت
میں ڈالنے والی ہے اور نہ ہونا خواہش لذات نفسانی کی طرف جو پھیرنیوالی
ہے یاد حق تعالی سے اور پاکی ہو تکبر سے جو گمراہ کرنیوالا ہے۔ اور برداشت
کرنا خطایای خلق کا اور نہ پروا کرے کہ سیاہ ہو جاسکا حدیث میں وارد ہے
کہ حجر اسود سفید تھا سیاہ کیا اس کو خطایای بنی آدم نے یعنی بباعث بوسہ دینے
کے اور ان کو پروردگار کے پاس یاد کرے ان کے دل روشن کرنیکے لئے یعنی
انکا شفیع حق تعالی کے پاس ہو حدیث میں آیا ہے کہ حجر اسود بوسہ دینے والوںکا شفیع ہوگا)
پس جو شخص کہ جامع ہو ان صفات کا پس وہ یمین رحمن ہے زمین میں حدیث میں

آیا ہے کہ حجر اسود یمین رحمان ہے مصافحہ کرتا ہے خدا جس کے ساتھ
جس سے کہ چاہتا ہے آیت قرآنی ہے کہ جو شخص کہ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ
خدا سے بیعت کرتے ہیں اور بھی سید علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو شخص خدا کا خلیفہ ہے
وہ تیرا مرشد ہے تربیت کرنیوالا ہے پس وہ تیرے رب کا خلیفہ ہے
اور تیرا ہادی ہے پس پہچان رکھ تو اے مرید کہ کون تیرا مرشد ہے اور اے
تلمیذ کہ کون تیرا استاد ہے اور اس کی ملازمت اختیار کر اور اسکو غنیمت جان
اور سمجھ رکھ اور بھی آپ فرماتے تھے کہ خاتم اولیاء قلب پر خاتم انبیاء صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہیں اور علامت سے خاتم الاولیاء کے ہے کہ
پائے جاویں مراتب کل اولیاء کے انہیں اور خاص ہوں ایک مرتبہ
کیساتھ علاوہ ان سب کے جیسا کہ متحقق ہیں مراتب کل انبیاء کے خاتم انبیاء
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور خاص ہیں آپ ایک مرتبہ کیساتھ جو علاوہ ہے
ان سب کے مراتب کے انتہی پس اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت غوث اعظم
رضی اللہ عنہ جو جامع ہیں مراتب دوازدہ امام کے جیسا کہ آپ کے کتب تراجم میں مذکور
ہے اور دوازدہ امام جامع ہیں مراتب کل اولیاء کو پس آپ خاتم اولیاء
ہیں۔

اسی کتاب میں حضرت ابویزید بسطامی رض سے روایت ہے

الاولیاء علی اختلاف مراتبہم یکونون مظاہرا لاربعۃ اسماء
الاول[۱] الاٰخر[۲] الظاہر[۳] الباطن[۴] وکل فریق لہ منہا اسم فمن
فنی بعد ملاحظتہا فہو الکامل التام فاصحاب اسمہ الظاہر

یلاحظون عجائب قدرتہ واصحاب اسمہ الباطن یلاحظون

مایجری فی السرائر واصحاب اسمہ الاول شغلھم بما

سبق واصحاب اسمہ الآخر مترصون بما یستقبلون

فکل یکاشف علی قدر طاقتہ الا من تولی الحق سبحانہ

تعالیٰ تدبیرہ۔ ترجمہ اولیا باوجود اختلاف مراتب انکے ہوتے ہیں

مظاہر خاص چار اسمائے الٰہی کے اول آخر ظاہر باطن اور ہر ایک

فریق کے لیے اس میں سے ایک اسم ہے پس جو ولی کہ فانی ہو

بعد ملابست ان سب اسمار کے پس وہ ولی کامل تام ہے پس اصحاب

اسم ظاہر مشاہدہ کرتے ہیں عجائب قدرت کو اور اصحاب اسم باطن

مشاہدہ کرتے ہیں ان امور کو جو مخفی میں جاری ہوتے ہیں اور اصحاب

اسم اول کام ان کا اُن امور کے ساتھ متعلق ہے جو گذرے اور اصحاب

اسم آخر منتظر ہیں ان امور کے جو آئندہ آنیوالے ہیں پس ہر ایک کیلئے

کشف کیا جاتا ہے اُن کی طاقت کے موافق مگر وہ ولی جو متولی ہو

حق تعالیٰ اس کی تدبیر کا۔

اسی کتاب میں سید احمد رفاعی قدس سرہٗ سے روایت ہے

اذا اراد اللہ عزوجل ان یرقی العبد الی مقامات الرجال یکلفہ

بامر نفسہ اولا فاذا ادب نفسہ واستقامت معہ کلفہ

باھلہ فان احسن الیھم واحسن عشرتھم کلفہ بجیرانہ

واهل محلته فان هو احسن اليهم كلفه ببلده فان هو احسن اليهم و اما اهم كلفه جهة من البلاد فان هو دارا هم واحسن عشر نفسهم و الشيخ سهرورده مع الله كلفه مابين السماء والارض فما بينهن خلقا لا يعلمهم الا الله ثم لا يزال يرتفع من سماء الى سماء حتى يصل الى محل الغوث ثم ترتفع صفته الى ان تصير من صفات الحق تعالى واطلعه على غيبه حتى لا تنبت شجرة ولا تخضر ورقة الا بنظره وهناك يتكلم عن الله تعالى بكلام لا يسعه عقول الخلائق لانه بحر عميق غرق في ساحله خلق كثير وذهب ايمان جماعة من العلماء فضلا عن غيرهم - ترجمہ جب خدا ارادہ کرتا ہے کہ ترقی دیوے بندے کو طرف مقامات اولیاء اللہ کے تو متوجہ کرتا ہے اسکو تادیب نفس کی طرف پس اگر اس نے تادیب نفس کی اور نفس طریق استقامت پر ہو گیا تو متوجہ کرتا ہے اسکو ادای حقوق کیلئے اسکے اہل کیطرف پس اگر وہ اپنے اہل کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آیا تو متوجہ کرتا ہے اسکو ادائی حقوق اہل محلہ و ہمسایہ کیطرف پس اگر وہ ان کے ساتھ احسان کیا تو متوجہ کرتا ہے اسکو اس کے اہل بلدہ کیطرف پس اگر وہ اُن کے ساتھ احسان اور مدارات کے ساتھ پیش آیا تو متوجہ کرتا ہے اسکو ایک جہۃ بلاد کی طرف پس اگر وہ ان کے ساتھ حسن معاشرت کا عمل کیا اور اپنی نیت کو خدا کیساتھ درست رکھا تو متوجہ کرتا ہے اسکو ان مخلوقات کی طرف

جو فیما بین آسمان اور زمین کے ہے کہ فیما بین آسمان اور زمین کے مخلوقات ہین کہ خدا کے سوا انکو کوئی نہیں جانتا پھر ترقی دیتا ہی اسکو ایک آسمان سے دوسری آسمان کیطرف یہانتک کہ وہ پہونچتا ہے مقام غوثیت کو پھر ترقی پاتی ہی اس کی صفت یہانتک کہ ہوتی ہی اسکی صفت صفات حق تعالی سے اور مطلع کرتا ہے اسکو اپنے غیب پر یہانتک کہ نہیں اُگتا ہے کوئی درخت اور نہیں سبز ہوتا ہے کوئی پتا گر اسکی نظر میں اسوقت وہ کلام کرتا ہے خدا کی طرف سے کہ اسکو عقل خلائق کی گنجائش نہیں رکھتی اس لئے کہ وہ بحر عمیق ہے جو اس کے کنارہ پر خلق کثیر غرق ہوئی اور گیا اس کیساتھ ایمان جماعت علماء کا پس غیر علماء کی کہاں گنجائش - انتہی - یہ معاملہ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ سے پیش آیا کہ علمائے آپکے کلام کو نہ سمجھ کر بے ادبی کی -

اسی کتاب میں عطا ابن رباح رضؔ سے روایت ہے

وکان احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ یقول خزائن العلم لا یقسمہا اللہ الا لمن احب ولو کان یخص بالعلم احد الکان اھل النسب اولی وکان عطاء عبدا حبشیا وکان ابن سیرین مولی للانصار وکان یزید ابن حبیب نوبیا وکان الحسن البصری نوبیا انتھی اقول ومن الموالی مکحول طاؤس والنخعی ومیمون ابن مھران والضحاک ابن مزاحم قالہ الزھری - ترجمہ حضرت احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خزانہائے علم کو خدا جسکو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اگر خدا کسی کو علم کے ساتھ خاص کرتا تو البتہ اہل نسب اولی تھے اور تھے عطا عبد حبشی

اور تھے یزید ابن حبیب نوبی نوبی ایک قوم حبشی ہے اور حسن بصری نوبی تھے اور ابن سیرین عبد آزاد انصار کے تھے رضی اللہ عنہم شعرانی فرماتے ہیں کہ عبد آزاد شدگان میں سے مکحول اور طاؤس اور نخعی اور میمون ابن مہران اور ضحاک ابن مزاحم تھے اسکو زہری نے کہا انتہی۔ یہ سب بڑے علمائے محدثین گذرے ہیں۔

طبقات کبریٰ میں ابوقابل رضؓ سے روایت ہے

مادام قلب الرجل یذکر اللہ فہو فی الصلوٰۃ وان کان فی السوق وان تحرکت شفتاہ فہو اعلم **ترجمہ** جب تک کہ آدمی کا دل خدا کو یاد کرتا ہے تو وہ نماز میں ہے اگرچہ وہ بازار میں ہو اگر لب ہلیں تو وہ زیادہ علم والا ہے۔

ایضا طبقات کبریٰ میں شیخ ابوالعباسؒ سے روایت ہے

طریقنا ہذا لا ینسب الی المشارقۃ ولا المغاربۃ بل واحدا الی واحد الی الحسن اول الاقطاب رضی اللہ عنہ **ترجمہ** طریقہ ہمارا نہیں منسوب ہے طرف اہل مشرق کے اور نہ طرف اہل مغرب کے بلکہ سینہ بسینہ طرف امام حسن رضی اللہ عنہ کے جو اول اقطاب ہیں۔

طبقات میں سیدی علیؓ سے روایت ہے جو اولیا اللہ سے ہیں

القلب بیت الرب دفی قولہ تعالیٰ ان اول بیت وضع للناس الذی ببکۃ مبارکا فاعرف بیت الرب من بیت الناس وتوجہ الی کل منہما بالنسبۃ ظاہر وقم لہ بحقہ واستقبلہ وطف ہو لہ

واد خلہ غائبا بجسم منک فالجسم بالجسم والقلب بالقلب والروح بالروح ولکل مجال رجال فافہم ترجمہ قلب خانۂ خدا ہے اور خدا کے قول میں تحقیق کہ اول بیت جو رکھا گیا آدمیوں کے لیئے وہ ہے جو مکّہ میں ہے بابرکت پس پہچان تو بیت رب کو بیت ناس سے اور متوجہ ہو تو طرف ہر ایک کے دونوں سے اسکی شرط کے ساتھ اور قائم ہو تو اس کے حق کے ساتھ اور متوجہ ہو تو اس کی طرف اور طواف کر تو اس کے اطراف اور داخل ہو تو اس میں جو تو از خود غائب ہے اپنے جسم کے پس جسم جسم کے ساتھ قلب قلب کے ساتھ روح روح کے ساتھ اور ہر مقام کے لئے مرد ہیں۔

ایضاً طبقات کبریٰ میں ولی سید علیؒ سے روایت ہے

من کان مع استاذہ بلا ایاہ کان استاذہ معہ باللہ ترجمہ جو شخص کے اپنے استاد کے ساتھ بیخود ہو تو استاد اسکے ساتھ بحق تعالیٰ ہوتا ہے انتہیٰ یہ اشارہ ہے طرف مقام فنا فی الشیخ کے جیسا کہ ہمارے مرشد غوث الثقلینؓ کا ارشاد ہے موتوا فیّ وفدانبہتکم فانی ہوجاؤ تم میرے میں اور میں تم کو خواب غفلت سے بیدار کروں گا مشاہدہ الٰہی کے ساتھ یہ امر ذوقی ہے جبتک کہ حال وارد نہ ہو سمجھ میں نہیں آتا پس اگر ذوق نہ ہو تو انکار نہ کرے بلکہ تصدیق کرکے معنی اسکی بفوض بہ قائل کرے تو بہ برکت اس تصدیق کے خدا اسکو ذوق صحیح اس امر کا عنایت کرے گا ورنہ محرومی دامنگیر حال ہے۔ معاذ اللہ من ذلک

طبقات کبریٰ میں شیخ ابوالراہب شاذلیؓ سے روایت ہے

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی سطح الجامع الازہر عام خمسة وعشرین وثمانمائة فوضع صلعم یدہ صلعم علی قلبی وقال یا ولدی الغیبة حرام الم تسمع قول اللہ عز وجل ولا یغتب بعضکم بعضا ثم قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان کان لابدّ من سماعك غیبة الناس فاقرأ الاخلاص والمعوذتین واھدِ ثوابھا للمغتاب فان الغیبة والثواب یتوارثان ان شاء اللہ تعالیٰ وکان قد جلس والناس اغتابوا بعضھم بعضًا وکان رضی اللہ عنہ یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ھات یدك ابایعك قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا قدرة لی اخاف ان تقع فی معصیة بعد المبایعة فقال ھات یدك فیما یعنی ولا تضرك الفلتة والزلة ان وقعت وتبت معھا کانه یشیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ان العبد قد یصلح اللہ حاله لیسد ثلمة فی دینه بعجب اوکبر اوغیرھما ھذا منقول من خطه رضی اللہ عنه وکان رضی اللہ عنه یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قل عند النوم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم خمسا ثم قل اللھم بحق

محمد امانی وجه محمد حالاً وما آلا فانی اتی عندك ولا اتخلف
ثم قال وما احسن من رقیته و لمن امن به هذا منقول
من خطه رضی الله عنه - ترجمہ دیکھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو اوپر سقف جامع ازہر کے (جو جامع مسجد مصر ہے) سنہ آٹھ سو
پچیس میں پس رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست شریف اپنا میرے
دل پر اور فرمایا کہ اے میرے فرزند غیبت حرام ہے کیا نہیں سنا تم نے
قول حق تعالیٰ کو کہ نہ غیبت کرے تم میں سے ایک ایک کی اگر بمجبوری
غیبت سنا ہو تو سورۂ اخلاص اور ہر دو قل اعوذ پڑھکر جس کی غیبت
کی ہو اسکی روح پر ثواب بخشو یعنی خواہ زندہ ہو یا مردہ پس بدلہ غیبت کا
ثواب بخشنا ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی شیخ فرماتے ہیں کہ دیکھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں اور آپ نے فرمایا کہ اپنا
ہاتھ مجھکو دو اور بیعت کرو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مجھکو قدرت آپ سے بیعت کرنے پر نہیں ہے میں خوف کرتا ہوں کہ
بعد بیعت کے مجھ سے لغزش واقع ہو جائے پس حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ دراز کرو پس نہیں مضر ہوگی تمکو تھوڑی
سی لغزش اگر تم سے واقع ہو جائے اور تم اس سے توبہ کرو گویا حضرت
اشارہ فرماتے ہیں اس معنی کیطرف کہ خدا بندہ کا حال درست فرماتا ہے
بوجہ نقصان کے جو اس کے دین میں واقع ہو یہ منقول ہے خط سے
شیخ رضی اللہ عنہ کے اور بھی شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ سے فرمایا کہ تم وقت خواب پانچ بار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور پھر کہو اللھم بحق محمد اسئلک وببلہ محمد حالاً و مالاً پس جب اسکو تم کہو تو میں تمہارے پاس ضرور آؤنگا شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا اچھا منتر ہے میرے لئے اور جو میرے ساتھ اس پر ایمان لائے اور شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ فرمائے جس وقت کہ تمہارے واسطے کوئی حاجت پیش آئے تو نفیسہ طاہرہ کے لئے نذر مانو اگرچہ ایک پیسہ ہو تمہاری حاجت بر آوے گی انشاء اللہ تعالی انتھی اس جگہہ میں نے عربی عبارت اختصاراً چھوڑدیا پس خیال کیا جائے کہ حضرت شیخ ابوالمواہب شاذلی رضی اللہ عنہ جو اولیائے کبار سے ہیں انکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے قضائے حاجت کے نذر نفیسہ رضی اللہ عنہا کیلئے حکم فرمائے کہ پس نذر اولیاء اللہ کی انجاح مرام کے لئے کسدرجہ مفید ثابت ہوئی۔ اور راوی اس روایت کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اولیائے کبار سے ہیں اور اُنسے راوی امام عبدالوہاب شعرانی ہیں جو جامع علوم ظاہر اور باطن ہیں پس کسدرجہ اس روایت کا وثوق ہے۔

ف

سیدتنا نفیسہ رضی اللہ عنہا اولیاء اہل بیت سے ہیں ایکی کرامات مصر میں مشہور و معروف ہیں آپکا مزار شریف مصر میں ہے سب لوگ آپ سے انجاح مرام کے لئے امداد چاہتے ہیں اور خلائق کثیر کی امداد آپ سے انجاح مرام میں ہوتی ہے۔

ایضاً طبقات کبریٰ میں بشر حافی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

الفقراء ثلثۃ فقیر لا یسأل وان اعطی لا یاخذ فھذا من الروحانیین وفقیر لا یسأل وان اعطی قبل ذلک فذلک فی اوسط القوم وفقیر اعتقد الصبر ومدافعۃ الوقت فاذا طرقۃ الحاجۃ خرج الی عبد اللہ وقلبہ الی اللہ بالسوال فکفارتہ مسئلۃ صدقہ فی السوال

ترجمہ - فقرا تین قسم کے ہیں ایک فقیر وہ ہیں کہ سوال نہیں کرتے اگر کوئی ان کو دے تو لیتے نہیں پس یہ لوگ روحانیین سے ہیں دوسرے فقیر وہ ہیں کہ سوال نہیں کرتے اگر کوئی ان کو دے تو قبول کر لیتے ہیں پس یہ لوگ اوسط قوم اولیاء اللہ ہیں تیسرے فقیر وہ ہیں کہ جو صبر اور دفع وقت کو اختیار کئے یعنی بے ضرورت سوال نہیں کرتے بلکہ صبر کرتے ہیں اور بوقت ضرورت اپنی حاجت بندۂ خدا کو ظاہر کرتے ہیں اور دل سے ان کا سوال خدا ہی سے ہوتا ہے پس کفارہ ان کے سوال کا سچا ہونا ہے انکا ضرورت میں سوال کرنیکے انتہی - پس یہ تین قسمیں فقرا کی باعتبار توکل بر ذات حق تعالے کے ہیں اور ایک اعلی ہے ان تینوں قسموں سے وہ یہ ہے کہ بامتثال امر الہی ہدیہ کو قبول فرماتے ہیں یہ مقام ہمارے پیرو مرشد غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا ہے بہجۃ الاسرار میں اسناد صحیحہ سے روایت ہے کہ کھانا پینا وغیرہ ہر کام میرا کام بحکم الہی ہوتا ہے آپ قدم بقدم جد امجد کے ہیں آپکا کلام وحی الہی ہے آپکو غنی بھی جو حاصل ہوا خدا کی طرف سے حاصل ہوا خدا نے فرمایا ووجدک عائلا فاغنی - خدا نے آپ کو بے مال پایا پس غنی کیا -

کواکب ظاہرہ میں ساھرۃ الابرار ابن عربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
ان کل ولی اللہ تعالیٰ یاخذ ما یاخذ بواسطۃ روحانیۃ بنیہ الذی
ھو علی شریعتہ ومن ذلک المقام یشھد فمنھم من یعرف ذالک
ومنھم من لا یعرفہ ویقول قال لی اللہ ولیس غیر روحانیۃ
ذلک النبی وثمنا اسرار لطیفۃ تضیق ھذہ الاوراق عنھا لما اوردناہ
من التقریب والاختصار غیر ان الاولیاء من امۃ محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الجامع لمقامات الانبیاء علیہم
السلام قد یرث الواحد منہم موسیٰ علیہ السلام ولکن
من النور المحمدی لا من النور الموسوی فیکون حالہ من محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ ترجمہ - ہر ولی خدا کا فیضان
حاصل کرتے جو حاصل کرتے بواسطہ روحانیت ان نبی کے جو وہ انکی
شریعت پر ہے اسی مقام سے ان کو مشاہدہ الٰہی حاصل ہوتا پس
کوئی اس امر کو جانتا ہے اور بعض نہیں جانتا اور کہتا ہے کہ مجھکو خدا نے
کہا اور نہیں ہے سوائے اس روحانیت کے اور اس جگہ اسرار ہیں
کہ تنگ ہیں ان کے بیان سے یہ اوراق مگر اولیاء جو جامع ہیں مقامات
انبیاء علیہم السلام امت محمدی سے بعض ان سے وارث ہوتے ہیں
موسیٰ علیہ السلام سے لیکن نور محمدی سے نہ نور موسوی سے پس ہوتا ہے
حال ان کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مثل موسیٰ علیہ السلام کے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہیٰ - مؤلف شرح میں بیت قصیدہ

غوثیہ سے جو کل ولی لہ قدم ہے اسی مضمون کے موافق بغیر کسی کتاب دیکھے لکھا تھا پس میرا خیال حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے موافق ہوا والحمد للہ علی ذلک۔ پھر شیخ اکبر فرماتے ہیں وربما یظہر من ولی عند موتہ ملاحظۃ موسی وعیسی علیہم السلام فتخیل لعامی ومن لا معرفۃ لہ انہ یہود و تنصر لکونہ یذکر ہولاء الانبیاء علیہم السلام۔ ترجمہ۔ اور بسا وقت ظاہر ہوتا ہے ولی سے وقت اسکی موت کے ملاحظہ موسی اور عیسی علیہم السلام کا پس خیال کرتا ہے عامی اور وہ شخص جسکو معرفت نہیں ہے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہوئے بسبب ذکر اُن انبیاء علیہم السلام کے اور نہیں ہے یہ امر مگر بسبب قوی ہونے معرفت کے انکے مقام کے ساتھ۔ پھر شیخ اکبر فرماتے الا القلب فانہ علی قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا یذکرہ لا اصحابنا۔ ترجمہ۔ یعنی ہر ولی وارث ہر نبی کا ہے اور ہر ایک کے قلب پر ہوتے ہیں مگر قطب کہ وہ اوپر قلب شریف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتا ہے اور نہیں یاد کرتے ہیں مگر ہمارے اصحاب کو۔ پھر شیخ اکبر رض فرماتے ہیں واعلم ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو الذی جمیع الانبیاء والرسل مقاماتہم فی عالم اسم داج حتی بعث بجسمہ الشریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واستغاہ والمحق بنا من الانبیاء من شاہدہ ونزل بعد فاولیاء الانبیاء الذین سلفوا یاخذون من محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنشا کت الاولیا

بالانبیاء فی الاخذ عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہذا اورد فی
الخبر علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وقال تعالیٰ فینا لتکونوا شہداء
علی الناس وقال فی حق الرسل ویوم یبعث من کل امۃ شہیدا
من انفسہم نحن والانبیاء شہداء علی انبیاء ہم فاصرف ہمۃ
فی الخلوۃ للوراثۃ الکلیۃ المحمدیہ - ترجمہ جان کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم دیئے گئے مقامات جمیع انبیاء ورسولوں کے عالم ارواح میں یہانتک کہ
آپ بجسم شریف اپنے مبعوث ہوئے اور ہم نے آپ کا اتباع کیا اور لاحق
ہوئے ہمارے ساتھ بعض انبیاء جو آپ کو دیکھے مثل خضر علیہ السلام کے
بنا بر ایک قول کے یا نازل ہوئے آپ کے بعد مثل عیسیٰ علیہ السلام کے
پس اولیاء ان انبیاء کے جو گذرے اخذ فیض محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے
ہیں پس شریک ہوئے اولیاء انبیاء علیہم السلام کے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے فیضان لینے میں اسی لئے حدیث میں وارد ہوا کہ میرے
اولیاء امت مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں اور فرمایا خدا نے رسولوں کے
حق میں کہ وہ روز کہ اٹھائینگے ہم ہر امت سے گواہ اور ہمارے حق میں فرمایا
تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر پس ہم اور انبیاء گواہ ہیں انکے تابعین پر پس مصروف
کر تو اپنی ہمت کو خلوت اختیار کرنے میں وراثت کلیہ محمدیہ کی طرف -

کواکب ظاہرہ میں ہے -

قال العارفون افشاء سر الربوبیۃ کفر - ترجمہ کہا عارفوں نے
ظاہر کرنا سر ربوبیت کا کفر ہے جب سالک کی خودی اور انانیت

مرتفع ہو جاتی ہے تو سالک پر بعض وہ اسرار الٰہی منکشف ہوتے ہیں کہ اگر وہ ظاہر کئے جائیں تو علمائے شرع ان کو ارتداد کا حکم دیتے ہیں۔ اسی معنی میں آئے قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ میرے پاس بعض علوم ایسے ہیں کہ اگر میں اس کو ظاہر کروں تو برابر حلق کاٹا جائے۔ جیساکہ حضرت منصور حلاج رضی اللہ عنہ اگرچہ بحالت محویت فرمائے جو کچھ کہ فرمائے مگر آپ کو کمال محویت ابھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ لہذا آپ سے اس میں لغزش واقع ہوئی جیساکہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منصور کے وقت میں اگر میں ہوتا تو اُنکی لغزش کو میں تھام لیتا۔ بعض اولیاء اللہ بھی آپ کے قتل کے فتوے میں شریک ہوئے اور آلات جارحہ کا بھی آپ پر اثر ہوا اور جب کمال محویت ہو تو احکام شرعیہ ان سے مرتفع ہو جاتے ہیں اس لئے کہ مدار تکالیف شرعیہ کا عقل ہے جبکہ عقل بالکلیہ محویت تامہ میں اُٹھ جاتی ہے اسوقت تکالیف شرعیہ بھی مرتفع ہو جاتے ہیں پس اگر مجنوں سے یا طفل نابالغ سے کوئی کلمہ کفر سرزد ہو جائے تو اسپر ارتداد یا کفر کا حکم جاری نہیں ہوتا پس یہ حالت محویت تامہ کی حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی کہ آپ کی زبان مبارک سے اس سے زیادہ تصریح سے کلمات نکلے جو حضرت منصور حلاج رضی اللہ عنہ سے نکلے تھے جب لوگوں نے آپ پر آلات جارحہ چلایا تو ان کا اثر آپ پر کچھ بھی نہ ہوا بلکہ جنکا اثر انہیں پر عود کیا۔ قصہ اسکا مثنوی مولانا روم میں مفصلاً مذکور ہے مگر حضرت بایزید کو آداب شریعت اسقدر تھا کہ جب آپ ہوش میں آتے تو اُن کلمات سے توبہ کرتے اور فرماتے

کہ اگر میں ایسا کہا ہوں تو مجھکو قتل کرو۔ یہ تقریر میں نے علماء شریعت کے موافق بیان کیا اگر علماے حقیقت کے موافق بیان کروں تو عام فہم نہیں ہے لہذا میں اسی پر اکتفا کیا۔

ایضاً کواکب ظاہر میں ہے

قال الاستاذ ابو علی الدقاق یجوز للولی ان یعلم انه ولی قال القشیری وهو الذی لیس بواجب فی جمیع الاولیاء بل یجوز ان یعلم ذلک کما یجوز ان لا یعلم بعضهم فاذا علم بعضهم انه ولی کانت معرفته لذلک کرامة انفرد بها ولو لم تکن للولی کرامة ظاهرة فی الدنیا لم یقدح عدمها فی کونه ولیا بخلاف الانبیاء علیهم فانه یجب ان یکون لهم معجزات لان الحاجة مست الی معرفة صدقهم ولا یعرف ذلک الا بالمعجزة ولیس کذلک الولی اقول وقال عبد السلام المقدسی وحدثنا ابو یعقوب السجستانی باسناده عن سفیان ابن عیینه قال ان هذه الامة خلفاء لسائر الانبیاء علیهم السلام یسلکون طریقهم الی یوم القیمة ثم تلی فبهداهم اقتده وبه سمعت الفضل ابن عیاض رضی الله عنه یقول ما من نبی الا وله نظیر من امته وقال فی الکواکب ایضاً نقلاً عن اخبار الاذکیاء باخبار الاولیاء للشیخ ابی المواهب القریشی الشاذلی رضی الله عنه۔ اما بعد فان اسرار الالهیة

والانوار الربانیه جعل الحق تعالی محل ظهورها باللطیفة الانسانیة فمنها ماهو ظاهر معلوم ومنها ماهو خفی مکتوم فالظاهر الرسل المشرفون المقربون والاخفیاء بعض الخلفاء من الاولیاء لکل قدم من الرسل والانبیاء وارث یقوم فیه بحسب استعداد فلهذا اختلفت المقامات وتباینت الحالات وتعدد المسالک وکان مقام هذا المرید غیر مقام هذا السالک فمن رأیته مجدد احکام الطریق متکلما فیها بالمعنی الدقیق فهو من ورثة المرسلین ومن رأیته سالکا مسالک من کان قبله من القوم من غیر تجدید فهو ورثة الانبیاء وهؤلاء الاکثرون الاتری ان الرسل اقل عددا ولکنهم اعظم من الانبیاء مددا وههنا فائدة وهی ان قوله علیه الصلوة والسلام العلماء ورثة الانبیاء ولم یقل ورثة الرسل لان الانبیاء لم یوذن لهم بالتجدید کما اذن لهم بالتقریر فلهذا شارک العلماء الانبیاء وفی هذه الصفة فقط والوراثة تطلق بادنی نصیب فان قلت قد اطلقت علی بعض اهل الباطن انهم ورثة الرسل و وصاحب الشرع انما جعل الوراثة فی النبوة لا فی الرسالة قلت انما اطلقنا فیهم لتجدید آداب الوحی الالهام لا لنسخ الشرائع و الاحکام ثم قال اعلم ان الولایة مقولة بالتشکیک فمن امن بالله وما جاء به صلی الله علیه وآله وسلم فهو

ولی قال اللہ تعالیٰ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات
الی النور فالایمان بدایتھا والصدیقۃ القصوی غایتھا
ومابین الغایۃ والبدایۃ مراتب ومقامات واحوال
تتفاوت منھا اقدام الرجال ثم یلی علماء الظاھر اصحاب
الاقتداء باقوالھم وھم العباد والزھاد واھل الورع
والاجتھاد وتری احدھم ینقطع فی الجبال وینعزل عن النساء
والرجال ویسیح فی الارض الطول منھا والعرض ولیس
عندہ رائحۃ من المعرفۃ ومنھم الصوفیۃ وھم
اعلی درجۃ من اولئک لسلوکھم علی قوانین المعرفۃ وھم
یقلون مرۃ ویکثرون اخری۔ ترجمہ کہا استاد ابوعلی دقاق نے
جائز ہے ولی کے لئے کہ وہ خود کو ولی جانے کہا امام قشیری نے کہ
یہ واجب نہیں ہے جمیع اولیا میں بلکہ جائز ہے کہ بعض ان کے جانے
اور بعض ان کے نہ جانے پس اگر کوئی ولی جانے کہ وہ ولی ہے تو یہ
اس کی کرامت ہے جس میں وہ منفرد ہے اگر نہ ہو ولی کے لئے کرامت
ظاہرہ دنیا میں تو نہیں ہے یہ امر مانع اس کے ولی ہونے میں بخلاف
انبیاء کے کہ واجب ہے ان کے لئے معجزات اس لئے کہ ضرورت ہے
کہ ان کا صدق جانا جائے اور نہیں جانا جاتا ان کا صدق دعوی نبوت
میں مگر معجزہ سے اور نہیں ہے ایسا ولی میں رکھتا ہوں میں کہ عبدالسلام
مقدسی نے کہا اور روایت کیا ابویعقوب سجستانی نے اپنے استاد کلیاتھ

سفیان بن عیینہ سے انہوں نے کہا کہ تحقیق اس امت میں خلفا ہیں تمام انبیاء کے جو ان کے طریقہ پر یعنی مرتبہ ولایت میں ان کے قدم پر نہ ان کی شریعت پہ چلتے ہیں قیامت تک پھر تلاوت کی فبھداھم اقتدہ اور مثل اس کے سنا ہے میں نے فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے اور نقل کیا صاحب کواکب ظاہرہ نے اخبار اذکیاء سے شیخ ابوالمواہب شاذلی رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ اسرار الٰہیہ اور انوار ربانیہ کیلئے خدا نے لطیفہ انسانیہ کو محل ظہور کیا پس بعض انسے ظاہر اور معلوم ہیں اور بعض ان سے مخفی ہیں پس ظاہر رسولان بزرگ ہیں جو مقربان الٰہی ہیں اور پوشیدہ ان میں سے بعض خلفاء انبیاء علیہم السلام ہیں جو اولیاء ہیں اور واسطے ہر ایک کے ایک مرتبہ ہے وراثت رسولوں اور انبیاء علیہم السلام سے کہ قائم ہوتے ہیں بحسب استعداد اپنے اسی لئے مختلف ہوئے مقامات اور جدا جدا ہو حالات اور ہوا مسلک اس مرید کا سوائے مسلک دوسرے سالک کے پس جنکو تو دیکھے کہ طریق سلوک میں احکام سلوک کی تجدید کرتے ہیں اور باریک معنی اس میں بیان کرتے ہیں پس وہ وارث ہیں مرسلین کے اور جنکو تو دیکھے کہ اپنی ماقبل کے اولیاء کے طریقوں پر چلتے ہیں اور کچھ تجدید اسمیں نہیں کرتے وہ وارث ہیں انبیاء کی اور یہی اکثر ہیں کیا تو نہیں دیکھا ہے کہ مرسلین عدد میں انبیاء سے کم ہیں لیکن مرتبہ میں بڑے ہیں اس مقام میں ایک

فائدہ ہے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا العلماء ورثۃ الانبیاء ہے اور نہیں فرمائے حضرت ورثۃ الرسل اسلئے کہ انبیاء مجاز تجدید احکام کے

نہیں ہیں جیسا کہ وہ مرسلین سابق کے دین کے ثابت کرنیکے مجاز ہیں پس
اسی لئے ملا آپ کی امت کو ایسی صفت میں انبیاء علیہم السلام کی شرکت کا حصہ اور
وراثت کا حصہ۔ اور اطلاق وراثت کا ادنیٰ حصہ وراثت پر ہوتا ہے پس
اگر تم کہو کہ تم نے اطلاق کیا بعض اہل باطن پر کہ وہ وارث ہیں مرسلین کے
اور صاحب شرح لئےوراثت مقدمہ نبوت میں انبیت ممالی در رسالت میں کہوں گا میں
اس کے جواب میں کہ ہم نے ان میں وراثت تائید تجدید دین الہام الٰہی کا اطلاق
کیا ہے بسبب نسخ شرائع اور احکام کے۔ پھر شیخ فرماتے ہیں کہ جان تو کہ ولایت
کلی مشکک ہے۔ ف کلی مشکک منطقین کی اصطلاح میں اس کلی کو کہتے
کہ جس کلی کا اطلاق اس کے افراد پر علی السویہ نہ ہو بلکہ بعض افراد پر بہ اولیت
اور بعد اولویت ہو اور بعض پر بہ قوت اور ضعف ہو پس جو شخص کہ خدا پر
ایمان لائے پس وہ ولی ہے۔ خدا نے فرمایا کہ اللہ ولی ہے ان لوگونکا
جو ایمان لائے۔ نکالتا ہے ان کو تاریکی سے طرف روشنی کے پس ایمان
ابتدائے ولایت ہے اور صدیقیت کبریٰ اسکی نہایت اور درمیان
بدایت اور نہایت کے مراتب اور مقامات ہیں جو متفاوت ہیں پس نزدیک
ہیں اولیاء کے علمائے ظاہر جو اقتداء کی جاتی ہے ان کے اقوال کیساتھ
وہ عباد اور زہاد ہیں وصاحب ورع واجتہاد تو دیکھتا ہے بعض ان لوگوں کو
کہ پہاڑوں میں تنہائی اختیار کرتے ہیں اور عورتوں اور مردوں سے علیحدہ
ہوتے ہیں اور عرض وطول زمین میں سفر کرتے ہیں نہیں ہے ان کے پاس
بوئے معرفت سے ان علماء سے صوفیہ بھی ہیں وہ اعلیٰ درجہ پر ہیں۔

مقام علماے ظاہر سے بسبب چلنے ان کے قوانین پر معرفت الٰہی کے وہ کبھی زیادہ ہوتے ہیں کبھی کم ہوتے ہیں۔

ایضاً کواکب ظاہرہ میں ہے

اعلم ان الغیب المشترک بین الانبیاء والاولیاء غیبان غیب مقید وغیب مطلق فاما المقید فہو الکشف عن الشئ الموجود الآن والذی کان فی الزمن السابق الماضی فکل من منحہ اللہ تعالیٰ فہو الغیب لم یکشف لہ الا فی ھذین الزمانین فقط لان کشفہ مقید بہما واما الغیب المطلق فہو الترقی من المقید الی شہود ما سیوجد فی الزمن المستقبل فصاحب ھذا المقام لیس قاصر کشفہ علی الزمن المستقبل بل یقع کشفہ عن غیوب الازمنۃ الثلاثۃ لان لازم وجود الاعم لازم وجود الاخص ولا عکس وھذین الکشفین قد جمع بینہما اکابر الاولیاء ممن جمع بین الشریعۃ والحقیقۃ کامامنا الشافعی رضی اللہ عنہ۔ ترجمہ۔ جان تو کہ علم غیب جو مشترک ہے فیما بین انبیاء علیہم السلام کے اور اولیاء اللہ کے دو قسم پر ہے ایک علم غیب مقید دوسرا علم غیب مطلق لیکن علم غیب مقید پس وہ کشف ہے اس شئے سے جو فی الحال موجود ہے یا زمانہ ماضی میں تھی دوسرا علم غیب مقید ہے جو وہ ترقی ہے مقید سے طرف شہود اس چیز کے جو آئندہ پائی جائی گی زمانہ مستقبل میں پس صاحب اس مقام کا نہیں ہے کشف اس کا قاصر زمانہ مستقبل پر بلکہ واقع ہوتا ہے کشف اس کا غیوب ازمنہ ثلاثہ پر اس لئے لازم وجود اعم وہ لازم وجود اخص ہے اور عکس نہیں

اور یہ دونوں کشف تحقیق جمع کئے گئے ہیں اکابر اولیا سے ان میں جو کہ جامع ہیں درمیان علم شریعت اور حقیقت کے جیسا کہ ہمارے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالے علیہ ہیں۔ نفحات میں ہے

الولی مشتق من الولایۃ وھی قسمان خاصۃ وعامۃ فالولایۃ العامۃ مشترکۃ بین العام من المومنین قال اللہ تعالی۔ اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور والولایۃ الخاصۃ مخصوص بواصلین الحق من ارباب السلوک وھی عبارۃ عن فناء العبد فی الحق وبقاءہ بہ فالولی ھو الفانی فیہ والباقی بہ۔

ترجمہ۔ ولی مشتق ہے ولایت سے وہ دو قسم پر ہے ایک ولایت خاصہ دوسری ولایت عامہ پس ولایت عامہ مشترک ہے درمیان عام مومنین کے فرمایا خدا نے کہ اللہ ولی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے نکالتا ہے ان کو تاریکی سے طرف نور کے اور ولایت خاصہ مخصوص ہے واصلین حق کیلئے جو اصحاب سلوک ہیں وہ عبارت ہے فنا ہونے سے بندہ کے ذات حق تعالیٰ میں اور بقا بندہ کے ذات حق کیساتھ پس ولی وہ فانی ہے ذات حق تعالیٰ میں باقی ہے ساتھ ذات حق تعالیٰ کے۔

رسالہ قشیریہ میں ہے

فان قیل فما معنی الولی قیل یحتمل امرین احدھما ان یکون فعیلا مبالغۃ کالعلیم والقدیر ویکون معناہ من توالت طاعتہ من غیر تخلل معصیۃ ویجوز ان یکون فعیل بمعنی مفعول کجریح بمعنی مجروح

وهو الذی یتولی الحق تعالی حفظه وحراسته علی الادامة بالتوالی فلا یخلق له الخذلان الذی هو قدرة علی العصیان ویدیم توفیقه الذی هو قدرة علی الطاعة قال الله تعالی وهو یتولی الصلحین فان قیل فهل یکون الولی معصوما قیل اما وجوبا کما قیل فی الانبیاء فلا واما ان یکون محفوظا حتی لا یصر علی الذنوب ان حصلت فیتاب او آفات او زلات فلا یمتنع ذلک فی وصفهم وقد قیل للجنید یا ابا القاسم العارف یزنی فاطرق ملیا ثم رفع راسه وقال وکان ذلک امر الله قدرا مقدورا فان قیل فهل یسقط الخوف من الاولیاء قیل اما الغالب علی الاکابر فکان الخوف وذلک الذی قلنا فیما تقدم علی جهة الندرة غیر ممتنع وهذا السری السقطی یقول لو ان واحدا دخل بستانا فیه اشجار کثیرة وعلی کل شجرة طیر یقول بلسان فصیح السلام علیک یا ولی الله فلو لم یخف انه مکر لکان ممکورا وامثال ذلک من حکایاتهم کثیرة فان قیل هل یزال من الولی خوف المکر قیل ان کان مصطلما عن مشاهدة تجلیاته مختطفا من الاحساس فهو مستهلک فیما استولی علیه والخوف من صفات الحاضرین یقول المومن فانظر الی مقام سیدنا عبد القادر الجیلانی رضی الله عنه مع کونه رضی الله عنه فی مقام الصحو اخذ سبعین موثقا من الله ان لا یمکر به

وشاهد ذلك شيخه الشيخ حماد وباس رضی الله عنه حتی اقر وقال ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء كما فی البهجة ثم قال القشيری رضی الله عنه فان قيل فما الغالب علی الولی فی حال صحوه قيل صدقه فی اداء حقوقه سبحانه تعالی ثم رفقه وشفقته علی الخلق فی جميع احواله ثم انبساط رحمة لكافة الخلق ثم دوام تحمله منهم بجميل الخلق وابتداءه لطلب الاحسان اليهم من الله عز وجل من غير التماس منهم وتعليق الهمة بنجاة الخلق وترك الانتقام منهم والتوقی عن استعار حقد عليهم مع قصر اليد عن اموالهم وترك الطمع بكل وجه وقبض اللسان من ذكر السوء فيهم والتصاؤن عن شهود مساويهم ولا يكون خصما عليهم لا فی الدنيا ولا فی الاخرة وقيل ان ابراهيم ابن ادهم قال لرجل اتحب ان تكون وليا فقال نعم قال لا ترغب فی شئی من الدنيا والآخرة وفرغ نفسك لله تعالی واقبل وجهك اليه ليقبل عليك ويواليك وقال يحيی ابن معاذ فی صفة الاولياء هم عباد فرحون بالانس بعد المكابدة واعتنقوا الروح بعد المجاهدة بوصولهم الی مقام الولاية سمعت ابا عبد الرحمن السلمی يقول سمعت منصور ابن عبد الله يقول سمعت عمی البسطامی يقول سمعت ابی يقول اولياء الله عرائس الرحمن ولا يری العرائس الا المحرمون فهم محذرون

عنده فی حجاب الانس لا یراهم احد فی الدنیا ولا فی الآخرة سمعت ابا بکر الصیدلانی وکان رجلا صناعا قال کنت اصلح اللوح فی قبر ابی بکر الطمستانی انقر فیه اسمه فی مقبرة الحیرة کثیرا وکان یقام ذلك اللوح ویسرق ولم یقلع من غیره من القبور فکنت اتعجب منه فسالت ابا علی الدقاق الاستاذ رحمة الله علیه یوما من ذلك فقال هو اثر الخفاء فی الدنیا وانت ترید ان تظهره باللوح الذی تصلحه وان الحق سبحانه تعالیٰ یابی الا الاخفاء کما هو اثر ستر نفسه وقال ابو عثمان المغربی ان الولی قد یکون مشهورا ولکن لا یکون مفتونا اقول قال شیخ الاسلام فی معنی لا یکون مفتونا بان یکون شهرته له برکة علیه وعلی غیره بان لا تشغل الشهرة عن ربه فیسعد بها وتضاعف اعماله بکثرة من تصدق له بخلاف من اشغلته شهرته ان ربه فانه یکون مفتونا بها ثم قال العلامة القشیری عن ابا عبد الرحمن السامی یقول سمعت النصرابادی یقول لیس للاولیاء سوال انما هو الذبول والخمول اقول قال شیخ الاسلام معنی قوله لیس للاولیاء سوال فی اغلب احوالهم بالسنتهم انما سوالهم فی بواطنهم وقال یحیی بن معاذ الولی ریحان الله تعالیٰ فی الارض یشمه الصدیقون فتصل رائحته الی قلوبهم فیشتاقون

به الی مولاه هم ویزدادون علی تفاوت اخلاقهم عبادة وسئل
الواسطی کیف یغذی الولی فی ولایته فقال فی بدایته بعبادته
وفی کهولته یستره بلطافته ثم یجذبه الی ما سبق من نعوته
وصفاته ثم یذیقه قیامه به فی اوقاته وقیل علامة الولی
ثلثة مسئلته بالله وفراره الی الله وهمه الی الله ادخل قال الخیر
زاد اذا اراد الله تعالی ان یوالی عبدا من عبیده فتح علیه
باب ذکره فاذا استلذ الذکر فتح علیه باب القرب ثم رفعه
الی مجالس القرب ثم یدنیه الی مجالس الانس به ثم اجلسه
علی کرسی التوحید ثم رفع عنه الحجب فادخله دار الفردانیة
وکشف له من الجلال والعظمة وبقی بلا هو فحینئذ یری العبد زمنا
فوقع فی حفظه تعالی وبرئ من دعاوی نفسه ویقال صفة
الولی ان لا یکون له خوف لان الخوف ترقب مکروه یحل
فی المستقبل او انتظار محبوب یفوت فی المستانف والولی
ابو وقته لیس له مستقبل فیخاف شیئا وکما لا خوف له لا رجا
له لان الرجاء انتظار محبوب یحصل او مکروه یکشف وذلك
فی التراقی من الوقت وکذلك لا حزن له لان الحزن من حزانة
الوقت ومن کان فی ضیاء الرضاء وبرد الموافقة فانی له
حزن قال الله تعالی الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم
یحزنون یقول المؤلف لعل هذا من حال اولیاء الله تعالی

وقت ارتفاعهم عن البشریة وعدم شعورهم بوجودهم فح یرتفع عنهم التکلیف باحکام الشریعة والخوف من احکام الشریعة القلبیة فاذا رجعوا الی بشریتهم وحصل لهم احساسهم بوجودهم یلحقهم الخوف والرجاء لرجوع التکالیف الشرعیة علیهم لان الایمان بین الخوف والرجاء ولقد ورد فی حال اولیاء الله تعالیٰ وعلاماتهم انهم اذا رُأُوا ذکر الله

ترجمہ۔ اگر کہا جائے کہ لفظ ولی کے کیا معنی ہیں تو کہا گیا کہ لفظ ولی کا محتمل دو معنوں کا ہے ایک یہ کہ اسم فاعل سے صیغہ مبالغہ کا ہو مثل علیہم اور قدیر کے پس ہوں گے معنی ولی کے اسوقت ہیں کہ جو پے درپے طاعت کریں بغیر عارض ہونے معصیت کے اور جائز ہے کہ لفظ ولی کا بمعنی مفعول کے ہو مثل جریح بمعنی مجروح کے معنی اس کے جنکا خدا حامی اور مددگار ہو ان کی حفظ کا اطاعت پے درپے پس نہ پیدا کرے ان کے لئے خذلان جو وہ قدرت ہے نافرمانی الٰہی پر اور اپنی توفیق ان کے ہمراہ ہمیشہ رکھے جو وہ قدرت ہے طاعت پر فرمایا خدا نے کہ وہ حامی اور مددگار صالحین کا ہے پس اگر کہا جائے کہ آیا ولی معصوم ہوتے ہیں کہا گیا لیکن وجوباً مثل انبیاء علیہم السلام کے پس نہیں اور لیکن وہ محفوظ ہوں کہ نہ مصر ہوں گناہوں پر اگر گناہ کے فاعل ہوں پھر وہ مقبول التوبہ ہوں یا آفات اور لغزشیں ان کو لاحق ہوں تو ممکن ہے۔

کسی نے حضرت جنید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا عارف زنا میں ملوث ہو سکتا ہے تو آپ نے تھوڑا سا تامل فرمایا اور سرنگوں ہوئے پھر سر بلند کرکے فرمایا کہ

جو تقدیر الٰہی سے ہے سو جاری ہوتی ہے۔ پس اگر کہا جائے کہ ایا اولیار سے
خوف ساقط ہوتا ہے کہا گیا لیکن غالب اکابر پس خوف ہے اور جو کہ
عبارت ما تقدم میں کہا سو وہ نادر ہے منع نہیں ہے انتہی شائد اس کے
پہلے آپ فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ پر خوف کا نہونا ممکن ہے اور حضرت
سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی باغ میں داخل
ہو کہ اس میں بہت سے درخت ہوں اور ہر درخت پر پرندہ زبان فصیح سے
کہے کہ اے خدا کے ولی پس اگر وہ خوف نہ کرے کہ شائد یہ خدا کا امتحان
ہے پس وہ دھوکا کھایا اور مثل اس کے حکایات اولیار کے بہت ہیں اگر
کہا جائے کہ کیا ولی سے خوف امتحان الٰہی کا زایل بھی ہوتا ہے کہا جاتا
ہے کہ اگر وہ ولی مشاہدہ تجلیات الٰہیہ سے بے خوف ہو اور مسوب العقل
والحواس ہو تو وہ فانی ہے اس چیز میں جو ان پر مشاہدہ تجلیات الٰہیہ
غالب ہوئے۔ پس وہ اس مشاہدہ میں اپنی خودی سے غائب ہو گئے
اور خوف صفات سے ان لوگوں کے ہے جو کہ حاضر اپنی خودی میں
ہیں انتہی۔ مولف کہتا ہے کہ یہاں دیکھا جائے مرتبہ سیدنا غوث اعظم
محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا کہ آپ کو ہمیشہ حالت صحو و سلوک
رہتے پر آپ نے ستر بار خدا سے عہد لیا کہ آپ کو امن مکر الٰہی سے رہے
اور اس امر کو اپنے شیخ صحبت حضرت شیخ حماد دباس رضی اللہ عنہ کو اپنے
کف دست میں بتادیا اور شیخ نے دیکھ کر فرمایا ذالك فضل الله يؤتيه
من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ یہ روایت بہجۃ الاسرار میں باسناد صحیحہ

مذکور ہے۔ انتہی پس اگر کہا جائے کہ ولی کو اس کی حالت صحو اور ہشیاری میں سے
کیا بات غالب رہتی ہے۔ کہا گیا کہ صدق اس کا ادائی حقوق الٰہی میں پھر
شفقت اسکی خلائق پر اپنے جمیع احوال میں پر کشادگی اسکی رحمت کی تمام
مخلوق الٰہی پر پھر برداشت اسکی ایذا خلق پر اخلاق جمیلہ کیساتھ اور خدا سے
اس کی بہتری کو بغیر اس کی طلب کے چاہنا اور مصروف رکھنا اپنی ہمت کو
واسطے نجات اس کے اور بدلہ نہ لینا اس کی برائی کا اس سے کینہ رکھنے سے
بچنا اور اس کے مال سے اپنا ہاتھ کوتاہ کرنا اور ہر طرح سے اس سے طمع نہ کرنا
اور روکنا اپنی زبان کو اس کی برائی کرنے سے اور چشم پوشی کرنا اس کی برائی
دیکھنے سے اور مدعی نہ ہونا اس کا نہ دنیا اور نہ آخرت میں۔

یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اولیاء اللہ کی صفت میں کہا ہے کہ وہ بندے
ہیں کہ انس الٰہی کے ساتھ خوش ہیں بعد مشقت کے اور خوش ہیں ساتھ بغل گیری ارواح
کے بعد مجاہدہ کے بسبب پہنچنے ان کے مقام ولایت کو۔ سنا ہوں میں عبد الرحمٰن
سلمی سے کہ وہ باسناد خود حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے راوی ہیں کہ وہ کہتے تھے اولیاء اللہ
عرائس حق تعالیٰ کے ہیں اور نہیں دیکھتے ہیں ان کو مگر جو کہ عرائس کے محرم
ہیں پس اولیاء اللہ پردہ نشین ہیں خدا کے پاس حجاب انس میں نہیں دیکھتا
ہے ان کو یعنی ان کی حقیقت انس کو کوئی شخص نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

سنا ہوں میں ابوبکر صیدلانی سے کہ وہ ایک مرد کاریگر تھے کہا کہ میں نے
ایک تختہ بنایا واسطے قبر ابوبکر طلمسانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور ان کا نام اس پر
کندہ کر کے کھڑے کیا پس وہ چوری گیا ایسا ہی کئی بار واقعہ ہوا اور انکی قبر دوسرے

دوسری قبروں کے تختے چوری نہیں جاتے پس میں نے اس امر کو استاد
ابو علی دقاق کے روبرو ذکر کیا انہوں نے کہا کہ شیخ نے دنیا میں پوشیدگی
اختیار کی تم چاہتے ہو کہ ان کی قبر کو ظاہر کرو اس تختے کے ساتھ جو تم بناتے ہو
اور تحقیق کہ خدا تعالیٰ ان کا اظہار نہیں چاہتا جیسا کہ انہوں نے اپنا اظہار نہیں چاہا۔
اور کہا ابو عثمان مغربی نے کہ ولی کبھی مشہور ہوتے ہیں اور مفتون نہیں ہوتے
اور معنی مفتون نہ ہونیکا یہ ہے کہ ان کا اظہار ان کے لئے اور لوگوں کے لئے
برکت ہوتا ہے کہ بباعث ان کی شہرت کے یاد حق تعالیٰ سے غافل نہیں
ہوتے اور لوگ بباعث حضوری خدمت ان کی سعادت دارین حاصل کرتے
ہیں بخلاف اس کے کہ جنکو شہرت یاد حق تعالیٰ سے غافل کرتی ہے پس وہ
بباعث شہرت کے مفتون ہیں۔

میں نے عبد الرحمن سلمی سے سنا ہے کہ اولیاء سے سوال نہیں ہوتا یعنی حوائج
دارین کو خدا سے چاہتے نہیں ہیں بلکہ خوشی اور سکوت ہے شیخ الاسلام نے
اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ اکثر احوال میں سوال نہیں ہے زبان سے بلکہ سوال
انکا باطن میں ہے یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے کہ دل خدا کے ریحان ہیں خوشبوئی حاصل کرتے ہیں انسے
صدیقین۔ پس مشتاق ہوتے ہیں صدیقین بسبب اس خوشبوئی کے اپنے مولا کی طرف اور زیادہ مصروف عبادت ہوتے ہیں
میں۔ کسی نے پوچھا کہ ولی اپنی ولایت میں کیسی غذا کھاتے ہیں تو انہوں نے
کہا کہ ابتدائی حال میں ان کو عبادت الٰہی کی غذا دیجاتی ہے پھر خدا ان کو
پوشیدہ کرتا ہے اپنی لطافت کے ساتھ پھر کشش کرتا ہے خدا ان کو ان
صفات اور نعوت کی طرف جو پہلے سے ان کے لئے مقدر کئے گئے تھے پھر وہ

خدائتعالی کے ساتھ قائم ہوتے ہیں اپنے اوقات میں کہا گیا کہ علامت ولی کی
تین ہیں مشغولی ان کی خدا کیساتھ اور قرار ان کا طرف خدائتعالی کے اور
قصد ان کا طرف خدا کے جمیع امور میں اس کو بہت دخل ہے۔ خیرزاد نے
کہا کہ جب خدائتعالی چاہتا ہے کہ اپنی محبت و قرب کسی بندہ کو عنایت فرمائے
تو کشادہ کرتا ہے اس پر دروازہ اپنے ذکر کا پھر وہ بندہ جبکہ خدا کے ذکر سے
لذت حاصل کیا تو پھر اپنی قرب کا دروازہ اس پر کشادہ کرتا ہے پھر بلند کرتا ہے
اس کو مجالس قرب سے طرف مجالس انس کے پھر بٹھاتا ہے اسکو توحید کی
کرسی پہ پھر دور کرتا ہے اس سے پردے پس داخل کرتا ہے اسکو دار فردانیت
میں اور ظاہر کرتا ہے اسمیں صفت جلال اور عظمت کی پس باقی رہتا ہے بغیر
اپنی خودی کے پس دیکھتا ہے بندہ اپنے تئیں لنجہ بے دست و پا پس واقع
ہوتا ہے بندہ خدا کے حفظ میں اور بری ہوتا ہے اپنے نفس کے دعوؤں
سے بعضوں نے کہا ہے کہ ولی وہ ہے کہ جس کے لئے خوف نہو اس لیے
امید بکروہ کی جو زمانہ مستقبل میں آئے یا انکہ فوت مکروہ کا زمانہ آئندہ میں ہو وہ
خوف ہے اور ولی ابو الوقت ہے اس کے لئے مستقبل نہیں ہے کہ کسی شئے سے
خوف کرے جیسا کہ ولی کو خوف نہیں ہے ویسا رجا نہیں ہے اس لئے کہ
رجا انتظار شئی محبوب کا یا دور ہونا مکروہ کا ہے اور یہ بھی دیری وقت آئندہ ہے
اور ولی ابو الوقت ہے۔ ایسا ہی ولی کو حزن نہیں ہے اس لئے کہ سختی وقت
کے معنی حزن ہیں جو تاریکی وقت ہے جو کہ روشنی رضا میں ہوں اور سردی
میں موافقت ارادہ الٰہی کے ہو اس کو حزن کہاں ہے فرمایا خدا نے تحقیق کہ

اولیار اللہ نہ ان کو خوف ہے اور نہ حزن ہے انتہی مولف کہتا ہے شاید کہ
یہ وہ اولیا راللہ کا خیال ہے کہ جب وہ اپنی بشریت سے اٹھ جاتے ہیں
اور اپنے وجود کا شعور ان کو باقی نہیں رہتا پس اسوقت میں وہ مکلف باحکام
شرعیہ نہیں رہتے اور خوف اور رجا احکام شرعیہ قلبیہ سے ہے یہ بھی ان سے
اٹھ جاتے ہیں اور جسوقت کہ وہ اپنی بشریت کی طرف عود کرتے ہیں
اور ان کے وجود کا احساس ان کو ہوتا ہے تو ان کو خوف اور رجا حاصل ہوتی ہے
اس لئے کہ ایمان درمیان خوف و رجا کے ہے اور صفات اولیار میں یہ حدیث
وارد ہے کہ جب نظر آئیں تو خدا یاد آئے۔
جامع اصول اولیار میں لکھتے ہیں۔ کہ کہا سہل تستری رضی اللہ عنہ نے
کہ معجزہ انبیار علیہم السلام کے لئے اور کرامت اولیاء کے لئے اور معونت
مریدین کے لئے اور مقام تمکین اہل خصوص کے لئے ہے یعنے جو
خرق عادت انبیار علیہم السلام سے ظاہر ہو وہ معجزہ ہے اور جو اولیائے سے
ظاہر ہو وہ کرامت ہے اور جو مریدین سے ظاہر ہو وہ معونت ہے عقوبت
انبیا علیہم السلام کی وحی کا رک جانا ہے اور عقوبت اولیار کی اظہار کرامت ہے
یعنی بوقت عدم ضرورت یا عدم امر الٰہی کے اظہار کرامت کریں اور عقوبت
مریدین کی قصور ان کا طاعات میں۔ پھر ظہور کرامت کا کبھی بقصد ولی ہوتا ہے
کبھی بلا قصد ولی کے ہوتا ہے۔ الفتح الربانی میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ
کا ارشاد منقول ہے واللہ ثم واللہ ان احوال الاولیاء کا حوال
الانبیاء لکن نقلهم غیر الحق بهم الانبیاء والرسل لا ینزل الیهم

منکیر و نکر لانہم شفعاء الخلق ھکذا ھؤلاء لایحاسبون لانہم خواص الخلق۔ ترجمہ قسم ہے خدا کی پھر قسم ہے خدا کی کہ احوال اولیا کے مثل احوال انبیاء کے ہیں لیکن لقب اولیاء کا غیر لقب انبیاء اور مرسلین ہے نہیں اترتے ہیں ان کی طرف منکر و نکیر اس لئے کہ وہ شفاعت کرنیوالے خلق کے ہیں ایسا ہی ان سے حساب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ خاص مخلوقات الٰہی سے ہیں

ایضاً فتح الربانی میں ہے

من الاولیاء من تسجد له الملائکة ترجمہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ ان کو فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ انتہیٰ۔

مؤلف کہتا ہے کہ یہ خلافت آدم علیہ السلام کی ہے جو پہلے خلیفہ حق تعالیٰ کے ہیں خدا نے اپنے فرشتوں کو حکم کیا کہ وہ ان کو سجدہ کریں یہ کنایہ اپنے نفس شریف سے ہے جو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آپ کا اولیاء اللہ میں بڑا رتبہ ہے۔ بہجۃ الاسرار کی روایات سے ثابت ہے کہ آپکی مجلس وعظ کو فرشتے گھیر لیتے اور ازدحام کرتے اور ایک روایت سے ثابت ہے کہ فرشتے آسمان سے اترے اور آپ سے مصافحہ کئے۔

اخذ بیعت مشائخین متعددین سے

فتاوی حدیثیہ میں ہے شیخ ابن حجر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ جو بیعت کہ مقرر ہے فیمابین حضرات صوفیہ کے وہ بیعت مشائخین متعددین کے ہاتھ پر کرنا جائز ہے یا نہیں خواہ پہلے مرشد کا انتقال ہو یا پہلے مرشد سے نفع حاصل کرکے دوسرے مرشد سے منتفع ہو اور آیا یہ بیعت محض توبہ سے ہے

یا یہ توبہ باستحکام ہے یا وہ دونوں ایک ہی شئ ہے پس شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ
علیہ نے جواب دیا کہ بیعت مشائخین متعددین کا حال مختلف ہے بعض بیعت
بہ نیت برکت حاصل کرنیکے ہوتی ہے اور بعض بیعت بہ نیت تربیت راہ حق تعالےٰ
اور سلوک طریقت کے ہوتی ہے پس جو بیعت کہ بہ نیت اخذ برکت کے ہوتی ہے
وہ بیعت جس سے چاہے کرے کہ اسمیں اس کو کچھ ممانعت نہیں ہے اور جو بیعت
کہ بارادہ تربیت پانے اور سلوک راہ حق تعالیٰ کے ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ
یہ بیعت ایسے مرشدین کے ہاتھ پر کرے کہ جن میں قدرت ہو کہ قوم کی اصلاح
کر سکیں اور وہ ممنوعات شرعیہ سے اور عقائد فاسدہ سے بچے ہوں خدا ہمارا حشر
ان کے زمرے میں کرے۔ آمین اگر وہ مرشدین ایسے صفات سے بھی موصوف ہوں
تو بیعت تربیت میں ایک اور شرط ہے کہ ان مرشدین سے ایسے مرشد
کے ہاتھ پر بیعت کرے کہ جس مرشد کا حال مرید کو اپنی طرف کھینچ لے جبراً و قہراً
اس طور پر کہ مرشد کے حال کی روشنی اس کے نفس کو مضمحل کر دے اور اس کے
وجود میں محو اور فنا کے آثار نمودار ہوں کہ مرید کا نفس خواہشات نفسانیہ وارادات
سے نفس کے جدا ہو جاوے پس اسوقت میں مرید پر یہ امر مقرر ہے کہ اس مرشد کی
خصلت کی پیروی کرے اور اس کے جمیع اوامر اور نواہی کا اتباع اپنے پر لازم
کرے اور اُن کے رسوم کا بھی یہانتک کہ مثل میت کے ہوجاوے غاسل کے
روبرو یعنی وہ جسطرح پلٹا دے پلٹ جائے پس اگر ایسے مرشد میسر نہ ہوں کہ
جس کا حال اسکو کشش کرے پس اختیار کرے ایسے مرشد کو جو فیما بین مشائخین
کے ورع و تقویٰ زیادہ رکھتا ہو اور قوانین شریعت اور علم حقیقت سے زیادہ

واقف ہو۔ پس داخل ہونا اسکے اشارات اور رسوم کے تحت میں ایسا ہی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ پس جو شخص کہ پائے مرشد کو ساتھ وصف اول یا ثانی کے پس حرام ہے اس پر نزدیک مشائخین کے کہ اس کو چھوڑے اور منتقل ہو دوسرے مرشد کی طرف اگرچہ نفس میں وسوسہ آئے کہ اس سے زیادہ کامل ہے کیونکہ کبھی تنگ ہو جاتا ہے نفس ادائی میں حقوق مرشد کے تو مائل ہوتا ہے طرف اس کے غیر کے اور پہلے سے اسکو چاہیئے تھا کہ سب سے زیادہ صالح عارف پرہیزگار کو اختیار کرتا لیکن بعد داخل ہونے اس کے تحت میں احاطۂ عارف کے جو اہل بیعت کا ہے پس اجازت نہیں کہ اس مرشد کے تحت سے خارج ہو بلکہ مشائخین کے نزدیک دوسرے مرشد کو جائز نہیں ہے کہ اس کو تربیت سلوک طریقت کی کرے جبکہ جان لے کہ جو مرید کہ بیعت کرنیکا قصد کرتا ہے اس کے لئے مرشد کامل ہے بلکہ اسکو حکم کرے کہ اسی مرشد کے پاس جائے اور اس مرید کو معلوم کرائے کہ وہ مرشد اگر حق پر نہ ہوتا تو تیرا نفس اس سے نفرت نہ کرتا اور اس سے جدائی نہ چاہتا اور اس کے غیر کی طرف متوجہ نہ ہوتا پس یہ بڑی دلیل ہے اس کے کامل ہونیکی ہے طریق حقیقت۔ کہ بہت سے نفوس جنکو خدا کی توفیق نہیں ہے جب وہ تربیت میں شدت دیکھتے ہیں تو مرشد سے نفرت کرتے ہیں اور اس کو قبائح کے ساتھ متہم کرتے ہیں حالانکہ وہ اس سے بری ہے پس پرہیز کر تو اس بات سے اے مومن کہ نفس نہیں ارادہ کرتا ہے مگر اپنے صاحب کی ہلاکی کا۔ پس اطاعت نہ کرے تو اپنے نفس کی، پلٹ جانے میں

اپنے مرشد سے اگرچہ دیکھے تو اپنے مرشد کو کہ وہ کمترین احوال میں ہے جسوقت کہ ممکن ہو کہ اس کے احوال کی تاویل ہوسکے اور مقصد مقبول شرعی پر اس کے افعال بن سکتے ہوں کہ جو شخص کہ کشادہ کرے باب تاویل کا مشائخین کے لیئے اور چشم پوشی کرے ان پر اُن کے احوال سے جو خلاف نظر آئیں اور سپرد کریں ان کے امور کو خدا کی طرف اور متوجہ ہو اپنے نفس کی طرف اور مجاہدہ کرے بقدر طاقت پس وہ امیدوار ہے کہ جلد اپنے مقصود سے کامیاب ہو اور جو شخص کہ دروازہ اعتراض کا مشائخین پر کشادہ کرے اور تجسس کرے ان کے افعال اور احوال میں اور اسمیں بحث کرے پس یہ علامت اسکی محرومی اور سوء عاقبت کی ہے اس کو کوئی نتیجہ نہ ملے گا اسیواسطے کہتے ہیں کہ جو شخص کہ اپنے مرشد کے ارشاد میں چون وچرا کرے اس کو کبھی فلاح نہ ہوگی پس تحقیق کہ آتش حق مرشد کی پاک کرتی ہے خباثت کو اور باقی رکھتی ہے پاکیزہ چیز کو اور ظاہر کرتی ہے صفائی جوہر کو اور نفاست کو اس کی جنس کے اور مراد ساتھ ارادت اور استواری توبہ کے اور مثل اس کے یہ ہے کہ جو شخص کہ ارادہ کرے سلوک طریقت کا ہاتھ پر بعض واصلین کے اور میسر کرے خدا اسکو وہ مرشد جو واصلین سے ہے تو اسکو لازم ہے کہ اپنے نفس پر اس کی طاعت کو لازم کرے اور داخل ہوسکے امر ونواہی کے تحت میں پھر ارتباط مرید کے ساتھ جو ہے اس کی کیفیت مشائخین کے پاس مختلف ہے بعض ان سے ذکر کا حکم کرتے ہیں بعض ان سے خرقہ پہناتے ہیں بعض انکی اس کے سوا کرتے ہیں اپنے طریقے کے موافق اور مشائخین کے طریق تربیت کے بہت ہیں یقیناً یہانتک کہ کہا گیا کہ طریقے راہ خدا کے موافق

تمام نفوس خلائق کے ہیں اور معین ہے اوپر اس شخص کے جسکو خدا نے
توفیق دیا کہ نہ داخل ہو کسی کی تربیت میں مگر بعد ظاہر ہونے اسکے احاطے کے
ساتھ ہر دو علم شریعت اور حقیقت کے اس لیئے کہ کا ذبین اور دھوکا دینے
والے بہت سے ہیں جو دعوی کرتے ہیں طریق مشائخین کا اور حالانکہ وہ اس سے دور
ہیں اور دوزخ کی طرف جانیوالے ہیں بسبب بداعمالی اُن کے اور برائی
ان کے افعال اور اقوال کے اور خواہش ان کی طرف دنیائے فانیہ کے
اور روگردانی ان کی آخرت باقیہ سے کیونکہ نہیں ہے قصد اُن کا ساتھ
دعوی کرنے اس طریقت عالیہ کے مگر جمع کرنا اسباب دنیوی کا اور پانا خواہش
نفس کا اور حاصل کرنا اکل حرام کا اور بسر کرنا عمر کا جہالت میں اور معصیتوں میں
پس بچو ایسے لوگوں سے اور ان کے اقوال اور افعال پر دھوکا کھانے سے
جو شخص کہ ان کا اتباع کیا اس کا قدم لغزش کھایا اور معصیت میں پڑا اور
حرام ہوا اس کا پہنچنا کمال کو اور آئے گا اس کے پاس خدا کی طرف سے عذاب
اور بلا کی اگر تو چاہتا ہے کہ امر حق تجھ پر ظاہر ہو تو اپنے پر لازم کر مطالعہ کتاب
احیاء امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اور رسالہ امام قیشری کا اور قدوۃ ابو طالب مکی
کی پس یہ کتابیں نافع ہیں بیان کرتے ہیں احوال صادقین کو بچاتے ہیں
اہل باطل کے دھوکے سے رغبت دلانے والے ہیں عمدہ اخلاق کیطرف
اور اختیار کرنیکو فقر و املاق کے اور مداومت کرنیکو طاعات پر اور لازم کرنا
عبادات اور مجاہدات کا اور روگردانی لغویات سے ان اقوام کی جن پر شیطان
مسلط ہے جو بتلایا ہے شیطان نے انکو قبیح کو نیک اور نیک کو قبیح

اور حرام کو حلال اور برے کو اچھا پس غرق ہوئے وہ نفس کی خواہشوں کے دریا میں اور برے اعتقادات اور بد ارادوں کے اندر با ایں ہمہ وہ جانتے ہیں کہ وہ اچھا کام کرتے ہیں حق تعالی ہم کو توفیق دے کہ ہماری نفسوں کے عیبوں کو ہم جانیں اور ہمیشہ اپنی رضامندی میں رکھے اور سلامت رکھے ہم کو دنیا اور آخرت کے فتنوں سے اور محنت سے اس دنیا میں یہانتک کہ ہم اس سے ملیں تحقیق کہ وہ جواد کریم رؤف الرحیم ہے انتہی۔

علامات مرشد کامل کی

خزینۃ الاسرار میں لکھتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین سہروردی اپنی وصایا میں لکھتے ہیں

ضرور ہے تیرے لئے مرشد جو خدا کی طرف راہ بتائے شرطیں مرشد کی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب ہونیکی صلاحیت رکھے یہ ہے کہ وہ تابع ہو۔ ایسے مرشد کے جو صاحب دل ہو۔ اور سلسلہ اس کے مرشدین کا سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہو اور عالم ہو۔ کیونکہ جاہل مرشد ہونیکی صلاحیت نہیں رکھتا اور روگرداں ہو دنیا کے اور جاہ کی محبت سے اور ریاضت نفس کی اچھی طرح کرے قلت طعام قلت خواب قلت کلام اور کثرت صلاۃ وصوم وصدقہ سے اور متصف ہو ساتھ صفت محاسن اخلاق کے مثل صبر اور شکر اور توکل اور یقین اور سخاوت اور قناعت اور علم اور تواضع اور صدق اور حیاء اور وفا اور وقار اور سکون

اور اس کے مثل سے اور مثل ایسے مرشدین کے نور ہیں انوار نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے جو پیروی کی صلاحیت رکھتے ہیں اور لائق ہے کہ انکی پیروی
کیجائے لیکن پایا جانا ایسے مرشدین نادر ہے اور کمتر ہے اکسیر سے اگر
سعادت یاوری کرے اور تو ایسے مرشد کو پائے تو اس کا خادم ہو جا کہ خدمت
کر اس کی ہاتھ سے مال سے جاہ سے یعنی تیری جاہ اس کی خدمت کے کام آئے
تو اپنی جاہ سے بھی اس کی خدمت کر اور اس کے قلب کی حفاظت کر یعنی ہر طور
اس کے دل کو خوش رکھ کہ تیری طرف دعا سے متوجہ رہے اور خلاف مرضی کام
سے بچا رہ کہ باعث مضرت کا ہوگا یا اس سے نفع نہ پہنچیگا اور اس کی سیرت
اختیار کر کہ خدا تعالی نے فرمایا کہ اے ایمان والو تم صادقین کے ساتھ ہو اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خدا کے ساتھ ہو اگر خدا کے ساتھ
ہونا نہ ہو سکے تو ان لوگوں کے ساتھ ہو جو کہ خدا کیساتھ ہیں اگر تو ان کے
ساتھ ہوگا وہ تجھکو خدا کی طرف پہنچائیں گے دوسری حدیث میں آیا ہے کہ
مرشد اپنے قوم میں مثل نبی کے ہے اپنی امت میں ایسا ہی ہے عوارف المعارف
میں اور تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ مرید کو اہتمام عظیم ادائی فرائض میں
ہونا چاہیئے بطور کمال کے پھر اہتمام عظیم ادائی واجبات اور سنن موکدات
کی طرف ہونا چاہیئے پھر توجہ اسکی ادائی نوافل کی طرف ہو بہت سے لوگ
ہیں کہ ادائی فرائض میں سستی کرتے ہیں اور ادائی نوافل میں کوشش
کرتے ہیں یہ غلط ہے اور کتاب الحکم عطائیہ میں لکھا ہے کہ علامت اتباع
ہوائے نفس سے یہ امر ہے کہ نوافل نیکیوں کی طرف جلدی کرنا اور حقوق

واجبات اور فرائض کی ادائی میں سستی کرنا اور یہ لوگ اکثر ہیں مگر جس شخص کو کہ خدا بچاسے۔ اور تم بہت بیوقوفوں کو دیکھتے ہو کہ ادائی نوافل کبیرہ کیساتھ قائم ہوتے ہیں اور ایک فرض کو بھی بوجہ لائق قائم نہیں کرتے۔

شفا میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امام اعظم ہیں یعنی سب اماموں کے سردار ہیں جب تک آپ اس عالم میں تشریف فرما تھے پھر جبتک آپکی سنت اس عالم میں ثابت اور باقی ہے آپ حکماً اس عالم میں تشریف فرما ہیں بسبب باقی رہنے آپکے حکم کے اور جب آپ کی سنت اس عالم میں معدوم ہو اور چھوڑ دی جائے تو بلا کے منتظر رہو اعوذ باللہ من ذالک البلاء۔ روایت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہ تو دنیا میں مانند مسافر تاجر کے جو آیا ہے عالم روحانی دنیا کی طرف تاکہ تجارت خدا کی عرفان کی اور اس کے ساتھ انس کی کرے اور اسباب قرب کے خدا کی طرف پیدا کرے اور نہ التفات کرے نقوش دنیا کی طرف اور زینت پر اس کے تا آنکہ نہ غروب ہو آفتاب سعادت الہی کا اور نہ منقطع ہو جائے وہ شخص ہدایت کے راستہ سے اور قرب الہی سے پس جبکہ مومن عارف اس حدیث کے سر کو جانتا تو وہ دنیا میں اپنی زندگی مثل مسافر کے بسر کرے گا اور اپنے مقصود کو جلد پہنچ جائیگا اور وہ ایسا کیوں نہ ہوگا کہ وہ مسافر ہے عالم لاہوت کا۔ ایسا ہی نقل کیا اسکو شیخ اکبر قدس سرہ نے۔ انتہی۔

فتاوی حدیثیہ میں ابن حجر مکی ہیتمی نے رسالہ قشیریہ سے نقل کی ہے

جانو تم اے مسلمانو کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضل وقت نہیں نام رکھے جاتے تھے سوائے صحابہ کے اس لئے کہ مرتبہ صحابیت سے زیادہ کوئی مرتبہ نہیں ہے بعد اس کے جو صحابہ کو پائے وہ تابعین کے نامزد ہوے پھر جو تابعین کو پائے وہ تبع تابعین کے نامزد ہوے پھر مراتب مختلف ہوے۔ پس جن کی سخت توجہ دین کی طرف ہوئی وہ لوگ نامزد زہّاد اور عبّاد کے ساتھ ہوئے۔ پھر ظاہر ہوئی بدعتیں اور دعوے ہر فریق میں۔ پس ہر شخص ہر فریق کا مدّعی زہد ہوا۔ اوس وقت اہل سنّت جو خدا کی یاد میں مشغول رہتے اور غفلت سے اپنے قلوب کی محافظت کرتے اون کا نام صوفی رکھا گیا اور وہ لوگ اس نام کے ساتھ مشہور ہوے اور یہ امر قبل دوسو سال ہجری کے واقع ہوا۔

طبقات اولیاء واصلین واصناف السالکین وغیرہم

نفحات میں نقل ترجمہ عوارف المعارف سے منقول ہے جان تو کہ انسان باوجود اختلاف درجات تین قسم پر ہے۔

قسم اوّل۔ واصلین کاملین اور وہ اعلیٰ طبقہ میں ہیں۔

قسم دوم۔ سالکین طریق کمال وہ طبقہٗ اوسط میں ہیں۔

قسم سوم۔ مقیم درجۂ نقصان میں وہ طبقۂ اسفل میں ہیں۔ پس واصلین

وہ سابقین مقربین ہیں اور سالکین وہ ابرار اصحاب یمین ہیں اور مقیم درجہ نقصان ہیں اشرار اور اصحابِ شمال ہیں۔ پھر واصلین بعد انبیا علیہ السلام کے دو فریق ہیں۔

فریق اوّل بعد وصول کمال کے مامور بدعوت خلق ہوئے وہ کاملین مکملین ہیں طائفہ ثانیہ بعد وصول کمال کے مامور بدعوت خلق نہیں ہوا۔ پھر طائفہ ثانیہ سالکین کی دو قسم ہیں۔ ایک طالب مولےٰ جن کو خدا نے یریدون وجہہ فرمایا۔ دوسرے طالب جنّت و آخرت جن کو خدا نے منکم من یرید الاخرۃ فرمایا۔ پھر طالب مولےٰ دو قسم پر ہے۔ متصوّفہ و ملامتیہ۔ متصوّفہ وہ ہیں کہ بعض صفات نفسانیہ سے خلاص پائے اور بعض صفات صوفیہ اور اون کے احوال کے ساتھ متّصف ہوئے اور بھی اون کی نہایت احوال پر مطّلع ہوئے۔ لیکن تقاضائے صفاتِ نفوس اون میں ابھی باقی ہے۔ اسی وجہ سے وہ وصول غایاتِ اہل قرب و صوفیہ اور نہایات پر اون کے مختلف ہیں۔ طائفہ ثانیہ ملامتیہ ہے یہ وہ سالکین ہیں کہ جنہوں نے بہت کوشش کی غایت درجۂ اخلاص اور محافظت فائدہ صدق میں اور واجب کئے اپنے نفسوں پر پوشیدہ رکھنا طاعات کا اور اخفا نیکیوں کا چشمِ خلق سے باوجودیکہ اونہوں نے کوئی دقیقہ اعمال فرائض اور نوافل سے درگذر نہیں کئے مشرب اون کا ہر عبادات میں ثابت کرنا معنی اخلاص کا ہے اون کو اسی امر میں لذّت ہے کہ اون کے عبادات اور احوال پر سوائے خدا کے کوئی مطلع نہو جیسا کہ عاصی اپنے معصیت کو مخفی رکھتا ہے

ویسا ہی وہ لوگ اپنے عبادات اور اعمال صالحہ کو مخفی رکھتے ہیں بسبب
خوف ریا کے جس کے اظہار سے اون کی اخلاص میں خلل نہ آئے اور یہ
لوگ اگرچہ عزیز الوجود شریف الحال ہیں لیکن ابھی اون کا حجابِ وجود مرتفع
نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے جمال توحید سے وہ لوگ محجوب ہیں اس لئے کہ ستر حال
اور اخفاء اعمال نظر خلق سے اس بات کی آگاہی کرتا ہے کہ وہ خلق کو بھی
دیکھتے ہیں اور اپنے وجودِ نفس کو بھی اور یہ امر مانع ہے۔ مشاہدۂ توحید سے
اس لئے کہ نفس اون کا از جملۂ اغیار ہے جب کہ اون کی نظر اون کے حال
کی طرف ہوی تو اونہوں نے اغیار کو بالکلیہ نہیں دور کیا مطالبہ سے اپنے
احوال اور اعمال کے بعضوں نے کہا ہے کہ ملامتیہ طائفۂ علیا مقربین
کا ہے جیسا کہ متفق ہیں اس امر پر شیخ اکبر رضی اللہ عنہ۔ مؤلف عرض کرتا
ہے شاید کہ یہ معنے ماخوذ ہیں قول سے خداے عزّ وجل کے لا یخافون
لومۃ لائم فرمایا امام شعرانی رہ نے طبقات کبرے میں ترجمہ حمدون ابن
احمد قصار رضی اللہ عنہ میں کہ وہ شیخ ملامتیہ ہیں اونہی سے مذہب ملامتیہ
منتشر ہوا صحبت میں رہے۔ ابو تراب نخشبی اور سفر آبادی رضی اللہ عنہما کے اور
تھے فقیہ عالم تتبع مسائل شرعیہ میں مذہب ثوری کے رضی اللہ عنہم انتہی۔
ما قال اور فرق فیما بین ملامتیہ اور صوفیہ کے یہ ہے کہ وجودِ صوفیہ کو جذبۂ
حق تعالے نے بالکلیہ اوٹھا دیا اور حجاب خلق اون کی چشم بصیرت سے
بالکلیہ مرتفع ہو گیا اور وہ امن میں ہوے اس بات سے کہ نظر خلق اون پر
پڑے اور نہیں مقید ہوے اپنے اخفاء اعمال اور ستر احوال سے اس طور پر

کہ اگر مصلحت اون کی اخفاء اعمال میں ہو تو اخفا کرتے ہیں اگر مصلحت اظہار اعمال میں ہو تو اعمال کو ظاہر کرتے ہیں۔ پس ملامتیہ مخلصین بکسر اللام ہیں اور صوفیہ مخلصین بفتح اللام لیکن طالب آخرت۔ پس چار طوائف ہیں زہّاد اور فقرا اور خدّام اور عُبّاد لیکن زہّاد وہ لوگ ہیں کہ نور ایمان وایقان سے اپنے آخرت کا جمال مشاہدہ کئے اور دنیا کو بُری صورت پر دیکھے پس دنیا کو چھوڑے اور آخرت اختیار کئے وجہ کم ہونے اس فرقہ کا صوفیہ سے کہ زہّاد فقط دنیا کو چھوڑکر آخرت اختیار کئے اور صوفیہ دنیا و آخرت کو چھوڑ کر خدا کو اختیار کئے یعنے جو اعمال اون سے ہوتے ہیں دُنیا کے لئے نہیں ہوتے جو وہ رہا ہے اوس میں وہ زہّاد کے مساوی ہیں اور زہّاد اعمال حسنہ جنّت کے لئے کرتے ہیں صوفیہ جنّت کے لئے نہیں کرتے بلکہ خدا کے لئے کرتے ہیں۔ لیکن فقرا۔ پس وہ لوگ ہیں کہ دنیا کے اسباب کو چھوڑ دئے واسطے تخفیف حساب کے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فقرا قبل اغنیا پانسو برس جنّت میں داخل ہونگے اور یہ لوگ کم درجہ ہیں صوفیہ اور ملامتیہ سے کہ فقرا طالبِ جنّت ہیں جو یہ بھی حظّ نفسانی ہے۔ مولّف عرض کرتا ہے کہ طائفہ زہّاد بھی طالبِ جنّت ہے اور دنیا کو چھوڑ دئے ہیں۔ پھر زہّاد اور فقرا میں کیا فرق ہے شاید یہ فرق ہو کہ فقرا کو ترک اسباب ظاہری دنیا لازم ہے اور زہّاد کو نہیں کہ دل سے رغبت اسباب دنیا کی طرف نہیں ہے۔ اگرچہ بظاہر اسباب دنیا ہو جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں۔

چیست دنیا از خدا غافل بُدن (مخفف بودن)	نے قماش نقرہ و فرزند و زن

پھر فوق اس مرتبہ کے مقام فقر کا ہے جو فوق ہے متصوفہ اور ملامتیہ کے
یہ وصف خاص صوفی کا ہے اگرچہ مرتبۂ صوفی فوق مرتبۂ فقیر ہے ولیکن باعتبار
خاص مقام فقر مندرج ہے مقام صوفی میں اس کی وجہ یہ ہے کہ صوفی کو
عبور مقام فقرا میں ضرور ہے اس لئے کہ صوفی ایک مقام سے دوسرے
مقام کی طرف ترقی کرتے ہیں تو جُدا ہو جاتے ہیں سعادت اور شقاوت مقام
اوّل سے اور عطا کرتا ہے مقام ثانی صوفی کو جمیع مقام سے اپنے جو ساتھ
فقرا کے ہے یعنے صوفی جب ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی کرتا ہے
تو مقام اوّل کو مثل لاشئی جانتا ہے اور مقام اوّل سے نفور اور علحدہ ہوتا
ہے کہ اوسکو وہ ناچیز جانتا ہے اور صوفی کے لئے سوائے اوس کے اور
وصف زائد ہے وہ سلب جمیع اعمال و احوال کا اور نہ شک کرنا اون کے
سات یہاں تک کہ نہیں اعتقاد کرتا ہے حال یا مقام کا اپنے نفس میں اور نہیں
خاص کرتا ہے اوسکو اپنے نفس کے ساتھ۔ پس اوس کے تصوّر میں نہ اوسکا
وجود ہے نہ اوس کی ذات ہے نہ اوس کی صفت ہے پس وہ محو در محو اور
فنا در فنا ہے۔ پس یہ وہی فقر ہے جسکے فضائل اور مناقب مشائخین نے
بیان فرمائے ہیں۔ فقر جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے وہ فقر رسمی ہے وجہ فوقیت
مقام صوفی کی مقام فقر پر یہ ہے کہ فقیر بارادۂ خود فقر اختیار کرتا ہے محجوب ہے
حق تعالےٰ سے اور صوفی نہیں ارادہ کرتا اس کے لئے بلکہ ارادہ اوس کا محو
ہے ارادۂ حق میں وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین
وجہ فرق فیما بین فقر اور زہد کے عموم خصوص من وجہٍ کی بنا پر ہے کہ زہد یعنی

ترک رغبت قلبی کے ساتھ مالدار ہو اور فقر کے ساتھ رغبت مال کی طرف ہو
اور ہر دو جمع ہوں جس وقت کہ خدا ارادہ کرتا ہے کہ بعض اپنے اولیاء کو محجوب
عن عین الاغیار کرے اور اپنے قبۂ ہائے عزت کے اندر بٹھا دے تو اون کو
لباس اغنیا کا پہناتا ہے تاکہ اہل ظاہر اون کو اپنے مثل سمجھیں۔ پس فقر حقیقی
اور زہد حقیقی وصف خاص صوفی کا ہے اور لازم حال اوسکا ہے لیکن فقر
ظاہری رسمی جو بعض مشائخ صوفیہ نے اختیار کیا وہ باقتداء انبیاء علیہم السلام
اختیار کیے نہ واسطے طلب حظ آخرت کے۔ لیکن خدام۔ پس وہ اختیار کیے
خدمت فقراء اور طالبان حق کی۔ فرمایا خداے تعالیٰ داؤد علیہ السلام کو اے داؤد جس وقت
تم طالب حق کو دیکھو تو اوس کے خادم ہو جاؤ۔ پس خادمین طالب
حق بعد فرائض کے اپنے اوقات کو صرف کرتے ہیں رفاہ قلوب طالبان حق
میں اور فارغ کریں انکے امور معاش اور مہیا کریں انکے مایحتاج کے تاکہ وہ طالب راہ حق میں مستعد
رہیں کبھی وہ خادمین کسب سے اجرت پیدا کرتے ہیں کبھی لوگوں سے سوال کرتے ہیں کبھی جو انکے
پاس فتوح آوے وہ طالبین پر صرف کرتے ہیں اسکو ادائے نوافل پر مقدم جانتے ہیں اور اس خدمت کو
باعث قبول حق سبحانہ تعالیٰ سمجھتے ہیں اور صاحبان اس مقام کے شیخ کو خادمین مریدین سے
بظاہر تمیز نہیں کر سکتے۔ مگر مریدین وخادمین مقام ابرار میں ہیں اور شیخ مقام
مقربین میں ہیں اس لئے کہ خادمین اور مریدین خدمت طالبین حق واسطے
ثواب اخروی کے کرتے ہیں اور شیخ قائم ہیں بمراد حق نہ بمراد اپنے نفس کے
لیکن عُبّاد وہ لوگ ہیں جو عبادات الٰہی میں مشغول ہوے واسطے طلب ثواب
اخروی کے اور یہ وصف اگرچہ صوفی میں موجود ہے مگر عبادت اون کی صرف

حق تعالیٰ کیلئے ہے نہ واسطے طلب ثواب اُخروی کے پس فرق فیما بین عُبّاد اور زہّاد یہ ہے کہ زہد باوجود رغبت دُنیا کے ممکن نہیں ہی بخلاف عُبّاد کے کہ وہ باوجود رغبت دُنیا کے ممکن ہی اور فرق فیما بین عُبّاد اور فقرا کے یہ ہی کہ ممکن ہی کہ مرد عابد ہو اور غنی بھی ہو۔ پس جانا گیا اس تقریر سے کہ واصلین ان سب گروہ میں مشائخ صوفیہ سے صرف دو گروہ ہیں جو دعوت کرتے والے ہیں خدا کی راہ کی طرف اور مستہلک ہیں بحر فنا میں اور سالکوں کے چھ گروہ ہیں اور طالبان حق اون میں سے دو گروہ ہیں متصوفہ اور ملامتیہ اور طالبان آخرت اور جنّت اون میں چار ہیں زہّاد و فقرا و عُبّاد و خدام اور واسطے ہر ایک کے ان آٹھ گروہ کے دو قسم کے متشبہ ہیں۔ ایک متشبہ محق اور دوسرا متشبہ مبطل لیکن متشبہ محق صوفیہ سے وہ گروہ متصوفہ ہے جن کا ہم نے ذکر کیا۔ لیکن متشبہ مبطل صوفیہ کے ساتھ۔ پس وہ لوگ ہیں کہ فقط اپنے ظاہر کو مشابہ صوفیہ کے ساتھ کئے اور باطن اون کا خالی ہے اعمال صوفیہ سے اور اونکے احوال سے اور نکالی اونہوں نے رسن اطاعت اپنے گردنوں سے اور کہے کہ مقیّد ہونا اعمال شرعیہ کے ساتھ وظیفہ عوام کا ہے اور خاص نظر اون کی باطن کی طرف ہے اور نام رکھا جاتا ہے یہ گروہ باطنیہ اور مباہمیہ کے ساتھ اور متشبہ محق۔ مجذوبین وہ لوگ ہیں جو واصل اور مستہلک ہیں بحر فنا میں جن کو خدا نے قطع منازل صفات نفوس میں سیر کرایا ہے اور حرارت سے طلب کے اون کے وجود میں قلق و اضطراب ہے کبھی ظاہر ہوتا ہے نور کشف ذات اور فنا کا اور کبھی پوشیدہ ہوتا ہے۔ پس عود کرتے ہیں اون میں ظہور صفات نفوس کے اور حرارت طلب کی اون میں پس مشتاق ہوتے ہیں کہ

خلاصی پاویں صفات نفوس سے پس راحت پاویں تعب سے اپنے وجود
کے لیکن اون کو ابھی یہ مقام حاصل نہیں ہوا الحمد اون کا متشبہین محق
بہ مجذوبین نام رکھا گیا لیکن متشبہین مبطل مجذوبین کے ساتھ یہ وہ لوگ ہیں
کہ دعوے کرتے ہیں استغراق کا بحر فنا میں اور استہلاک اپنا بحر توحید میں اور
نہیں نسبت کرتے ہیں اپنے حرکات اور سکنات کو اپنی ذاتوں کی طرف اور
کہتے ہیں کہ حرکات ہمارے مثل حرکات کونجی کے ہیں کہ نہیں حرکت کرتی ہے
مگر ہاتھ کی حرکت کے ساتھ اور یہ معنے اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے لیکن یہ اون کا
قول موافق اون کے حال کے نہیں ہے اور مقصود اون کا رفع ملامت
ہے اپنے نفسوں سے بسبب ارتکاب مناہی کے اور یہ طائفہ زنادقہ ہے
سوال کئے گئے عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہ ایک مرد کہتا ہے کہ نسبت افعال
کی ہماری جانب مثل نسبت حرکت ابواب کے ہے محرک کی طرف۔ پس عبد اللہ
علیہ الرحمہ نے فرمایے کہ قائل اس قول کا اگر پابند احکام شرع کا اور محافظ
عبودیت ہے تو وہ صدیقوں سے ہے یعنے معنے اوس کے قول کے یہ ہوتے
ہیں کہ ہم سے افعال حسنہ بتوفیق خدا ہوتے ہیں اگر قائل اس
قول کا منہمک مناہی شرع میں ہے تو وہ دفع کرتا ہے ملامت کو اپنے نفس
سے پس وہ زندیق ہے لیکن متشبہ محق ملامتیہ پس یہ وہ لوگ ہیں کہ اونکو
پروا نہیں ہے کہ نظر خلق میں اچھے رہیں یا خراب اکثر سعی اون کی
تخریب رسوم اور عادات میں رہتی ہے اور یہ کوشش اون کی اس لئے ہے
کہ اون کی خاطر فراغ اور آسودہ اور خوشدل رہے اور نہیں ظاہر ہوتا ہے

اُن سے التزام ہمراسم زہاد آور عباد کا اکثار طاعات اور نوافل ہیں سوائے مواظبت اون کے اداءِ فرائض
میں اور نہیں متوجہ ہوتے ہیں وہ لوگ طرف جمع کرنے اسباب دنیوی کے
اور نہ یہ لوگ زیادتی اپنے احوال میں چاہتے ہیں اور وہ ملقب بہ قلندریہ ہیں
اور بباعث عدم ریا کے مُشابہ بملامتیہ ہیں اور فرق فیمابین ملامتیہ اور متشبہ بملامتیہ
کے یہ ہے کہ ملامتیہ تمسک کرتے ہیں ساتھ جمیع فرائض اور نوافل کے لیکن
لوگوں کی نظر سے اخفاء کرتے ہیں لیکن قلندریہ۔ پس حد فرائض سے تجاوز نہیں
کرتے اور وہ اس امر کے مقیّد نہیں ہیں کہ اپنے اعمال کو لوگوں کی نظر میں ظاہر
کریں یا اون سے اخفا کریں اور اس زمانہ میں ایک فرقہ جو اپنا نام قلندریہ رکھا
ہے لیکن وہ رسن اسلام کو اپنی گردن سے نکالا اور خالی ہیں وہ قلندریہ کے
اوصاف سے۔ پس نام قلندریہ اون کا عاریتہً ہے اور فرقہ مشوبیہ جو ایک
طائفہ زنادقہ ہے اون سے اقرب ہیں لیکن متشبہین مبطل بملامتیہ وہ طائفہ زنادقہ
کا ہے کہ وہ اخلاص کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے فسق کو بطریق مبالغہ و اہتمام
ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اشتغال ہمارا ملاہی۔ میں بسبب ستر حال ہمارے
ہے نظر خلائق سے اور خدا غنی ہے ہماری عبادت سے اور معصیت کو منحصر کرتے
ہیں ایذاء خلق اور عبادت کو خلق کے ساتھ نیکی کرنے میں۔ لیکن متشبہ محق زاہدین
کے ساتھ یہ وہ لوگ ہیں جن کی رغبت دنیا کی طرف سے بالکلیہ نہیں اوٹھی لیکن
وہ کوشش کرتے ہیں کہ دُنیا کی رغبت اون کے دل سے بالکلیہ اوٹھ جائے
لیکن متشبہ مبطل زاہدین سے وہ لوگ ہیں کہ دنیا اور اوس کے اسباب کو ترک
کیے تاکہ لوگ اون کی تعظیم کریں اور وہ اپنے کو تارکِ دنیا خیال کرتے ہیں اور

حقیقت میں اس کا عکس ہے یعنے وہ دُنیا دار ہیں۔ لیکن متشبہ محق فقراء سے
وہ لوگ ہیں کہ ترک اسباب دُنیا ظاہر میں کیئے اور اپنے دل سے چاہتے ہیں کہ
حقیقت فقر اون کو حاصل ہو لیکن اوس کی خواہش اون کے دلوں میں باقی ہے
اور تکلیف فقر پر صبر کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ فقر نعمت خاص خدا کی ہے
اور خدا کا شکر فقر پر ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن متشبہ مبطل فقراء وہ لوگ ہیں کہ وہ
بظاہر رسم فقراء اختیار کیئے لیکن وہ لوگ حقیقت فقر سے ناواقف ہیں اور غرض
اون کی دعوے فقر سے شہرت ہے آدمیوں کے نزدیک۔ لیکن متشبہ محق خادم
سے وہ لوگ ہیں کہ خالصاً یہ لوگ خلائق کی خدمت کرتے ہیں لیکن یہ خلوص
اون کے قلوب میں متمکن اور مستقیم نہیں ہوتا کبھی یہ خلوص اون کو حاصل ہوتا ہے کبھی حاصل نہیں ہوتا لیکن متشبہ
مبطل خادم وہ لوگ ہیں کہ اون کی خدمت خلائق ثواب کے لئے نہیں ہے
بلکہ استجلاب اسباب دنیوی کے لئے ہے۔ لیکن متشبہ محق عابدین سے وہ
لوگ ہیں کہ اپنے اوقات کو عبادتِ الٰہی میں صرف کرتے لیکن بباعث عدم تزکیہ
کلّیۂ نفوس اون کی عبادت الٰہی میں تعویقات اور فتور واقع ہوتے ہیں۔ لیکن
متشبہ مبطل عابدین سے وہ لوگ ہیں کہ ان کی عبادت میں ثوابِ آخرت کی نیّت
نہو خدا ہم کو ریا اور سمعہ سے بچاوے اور ہم بحولہ و قوّتہ گناہوں سے محفوظ رہیں۔
فرمایا شیخ طریقت **شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ** نے ایک گروہ اولیاء
کا ہے جن کا نام مشایخ طریقت نے اویسیہ رکھا ہے کہ وہ محتاج مرشد کے نہیں
ہیں اور باطن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت میں وہ ترتیب پاتے
ہیں۔ پس حال اون کا تربیت باطن میں مثل حال **حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ**

کے ہے اور یہ بہت بڑا مقام ہے جو فائز ہوے اس مقام پر اولیاء اللہ۔ اور یہ خدا کا فضل ہے جن کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے مؤلف عرض کرتا ہے کہ ہمارے مرشد ہمارے سردار سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ اس مقام سے باکتساب ذاتی فائز ہوے بہجۃ الاسرار میں باسناد صحیحہ قطب الوقت ابو عمرو عثمان قرشی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ آپ کے مناقب میں کہے کہ طریق راہِ خدا میں آپ پر کسی کا احسان نہیں ہے سوائے خدا اور اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس لئے کہ مراتب مقامات باطنی آپ کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ہاتھ پر ہوے بلکہ آپ کو تربیت باطنی نبویہ میں بھی فضیلت حاصل ہے جیسا آپ کو مقام غوثیت میں فضیلت حاصل ہے اور آپ غوث اعظم ہیں اسلئے کہ اولیاء اللہ جن کو تربیت باطنی نبویہ ہوی۔ آپ کے قدم کے لئے وضع رقاب کرے اس کا بیان مفصلاً ہمنے خصائص غوثیہ میں لکھا ہے۔ حیدرآباد دکن میں طبع ہوی جو چاہیں مطالعہ فرمالیں۔ اسی وجہ سے فیما بین اغواث آپ غوث اعظم ہوے انتہیٰ پھر صاحب نفحات فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولیاء امت بھی تربیت روحانیت فرماتے ہیں طالبان حق کے لئے کہ اون کے لئے کوئی مرشد نہیں ہے نہیں ہیں۔ ظاہر میں اون کو بھی اویسی کہتے ہیں۔ مثل شیخ کبیر ابو القاسم گرگانی۔ مشائخ سلسلۂ ابو الجناب یعنی شیخ نجم الدین کبری اور طبقہ سے شیخ ابو سعید ابو الخیر اور شیخ ابو الحسن خرقانی رضی اللہ عنہم کہ وہ ابتداء احوال میں اپنے اویسی تھے۔

اہل خدمات و مناصب اولیاء اللہ سے

نفحات میں کشف محجوب سے منقول ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ دلائل نبوت کو
باقی رکھا اور اولیاء اللہ کو سبب اظہار نبوت کا کیا تاکہ ظاہر ہوں اون سے علی الدوام
دلائل حق اور صدق محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اور کیا اون کو والی اپنے ملک کا
اور واسطہ نزول رحمت کا اپنے خلائق پر کہ باراں ہوتا ہے خلائق پر بباعث برکات
اقدام اون کے اوگاتی ہے زمین بسبب صفاء احوال اون کے اور وہ چار ہزار
ہیں کہ ایک اون میں سے دوسرے کے حال سے واقف نہیں ہے اور وہ اپنے ہر
احوال میں حشمان خلق سے اور بھی اپنے نفسوں سے پوشیدہ ہیں یعنے اون کی ولایت
کے اطلاع سوائے حق تعالےٰ کے اون کو بھی نہیں ہے۔ دلالت کئے اس امر پر
اخبار اولیاء اللہ کے اور جو کچھ احوال اولیاء اللہ کا مجھکو معلوم ہوا تھا میں اوسکو دیکھ
لیا۔ بحمد اللہ تعالےٰ پس اون چار ہزار اولیاء اللہ سے اہل عقد و حل یعنے ارباب مناصب
اس قدر ہیں جو بیان کئے جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو حاضرین بارگاہ آلہی اور
اوامر آلہیہ کو جو متعلق مشیت آلہی ہیں خلق پر جاری کرتے ہیں وہ کل دنیا میں تین سو
ہیں اون کا نام اخیار ہے۔ اور چالیس ہیں اون کا نام ابدال ہے اور سات ہیں
اون کا نام ابرار ہے اور تین ہیں اون کا نام اتقیا ہے اور ایک ہیں اون کا
قطب غوث ہے **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ نزدیک ان قائل کے قطب
فقط غوث ہی ہیں۔ اور سات اقلیم کے لئے جو سات ہیں

اون کی تعبیر ابرار کے سات کئے انتہیٰ۔ پھر مصنف کشف المحجوب نے کہے کہ یہ گروہ اولیاء اللہ سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں یعنے مثل اون چار ہزار اولیاء اللہ کے نہیں ہیں جو ایک دوسرے کو نہیں جانتے ہیں انتہیٰ۔ بروایۃ ادر محتاج ہے۔ ایک اون کا دوسرے کی طرف اون کے بحسب مراتب پس اس کے ثبوت پر احادیث ناطق ہیں اور اہل حقیقت کا اس پر اجماع ہے۔ صاحب فتوحات ایک سو اٹھیا نوے باب کی اکتیسویں فصل میں فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ زمین کو سات اقلیم کیا ہے اور ہر ایک اقلیم کے لئے ایک اپنے بندۂ خاص کو حفاظت کے لئے مقرر کیا اونکا نام ابدال ہے مؤلف کہتا ہے کہ صاحب فتوحات کی پاس حافظان اقالیم سبعہ کا نام ابدال ہے بعضوں کے پاس اقطاب ہے اور یہ ہر ایک کی اصطلاح ہے اور اصطلاح میں کوئی مضائقہ نہیں ہے انتہیٰ۔ پھر صاحب فتوحات فرماتے ہیں کہ میں مکۂ معظمہ میں چاہ زمزم کی پاس ایک شخص سے یکجا ہوا۔ پس حسن خلق اور مشغولی حق تعالےٰ میں اون سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا اور نہ اون کی مثل دیکھا مگر ایک شخص کو قونیہ کے مقام میں اور کتاب نور الابصار میں سراج الحرم ابو بکر سکتانی قدس سرہ سے روایت ہے کہ نقبا تین سو ہیں اور نجبا ستر ہیں اور ابدال چالیس ہیں اور اخیار سات ہیں اور عمود چار ہیں مؤلف کہتا ہے کہ اس روایت میں ابدال کا عدد موافق صاحب کشف محجوب کے ہے مگر حافظان اقالیم سبعہ کا نام اخیار ہے اور کشف المحجوب میں ابرار ہے اور اون چار اہل مناصب کا نام بعضوں کے پاس اوتاد ہے اور اس روایت میں عمود ہے انتہیٰ۔ پھر نور الابصار میں لکھا ہے۔ پس مسکن نقباء کا ملک مغرب ہے اور مسکن نجبار کا مصر ہے اور مسکن ابدال کا شام ہے اور اخیار

سیاح ہیں زمین میں اور مسکن غوث کا مکۂ معظمہ ہے انتہیٰ۔ اور کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے شیخ ابوالواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مسکن نائب غوث کا مکۂ معظمہ ہے انتہیٰ۔ پھر صاحب نور الابصار لکھتے ہیں پس اگر کوئی حاجت خلائق کی در پیش ہو یعنے جلب نفع یا دفع ضرر کی تو تضرع کرتے ہیں نقبا پھر نجبا پھر اخیار پھر عمود پس اگر اون کی دعا مستجاب ہو فبہا نہیں تو اوس باب میں غوث تضرع کرتے ہیں خدا کی طرف۔ پس دعا اون کی ختم نہیں ہوتی یہاں تک کہ خدا اون کی دعا کو مستجاب کرتا ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ روایت فتوحات سے معلوم ہوا کہ بعض اولیاء اہل خدمات سے ملاقات اون کو قریب چاہ زمزم کے ہوی مکۂ معظمہ میں اور نور الابصار کی روایت سے معلوم ہوا کہ مسکن غوث کا مکۂ معظمہ ہے۔ اور کواکب ظاہرہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ مسکن نائب غوث کا مکۂ معظمہ ہے۔ مؤید ہے اس روایت کو وہ روایت جو مجدد زمانی علامہ شیخ یوسف نبہانی نے اپنی کتاب جواہر البحار کتاب ابریز سے قطب الوقت مولانا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ محکمۂ اولیاء اہل خدمات کا ہر اخیر شب میں بیرون مکۂ معظمہ غار حرا میں ہوتا ہے جو یہ وقت ولادت شریف نبویہ کا ہے اور اوس کو بہت تفصیل سے لکھے ہیں مگر اس جانب پر فقط اس قدر اوس کتاب کی عبارت جو اس محل سے متعلق ہے نقل کرتا ہوں وفی تلک الساعۃ یجتمع اھل الدیوان من اولیاء اللہ تعالیٰ من سائر اقطار الارض فیھم الغوث والاقطاب السبعۃ واھل الدائرۃ والعدد رضی اللہ عنھم اجمعین ویکون اجتماعھم بغار حراء خارج مکۃ

وهم الحاملون نور الاسلام ومنهم یستمد جمیع الامّة فمن وافق دعاءہ دعاءھم ووقوفه ووقوفھم فی تلک الساعة اجاب الله دعاءہ وقضی وطرہ ترجمہ

اور اس ساعت میں یعنی ساعت اخیر شب میں جس کا ذکر عبارت ما تقدم میں ہوا جمع ہوتے ہیں اہل خدمات اولیاء اللہ سے جو تمام دنیا میں ہیں اون میں غوث اور ساتوں قطب اور اہل مناصب جو عدد معین کے سات ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین اور ہوتا ہے اجتماع اون کا غار حرا میں جو قبل بعثت کے عبادت گاہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا خارج مکہ معظّمہ کے اور وہ حامل ہیں نور اسلام کے اور اون سے مدد طلب کرتے ہیں جمیع اُمّت۔ پس جن کی دعا اون کی دعا کے وقت کے موافق ہو اور جس کی توجّہ بدعا اون کی دعا کی طرف متوجّہ ہونے کے موافق ہو تو خدا اوس کی دُعا کو قبول کرتا ہے اور حاجت کو اوس کی روا کرتا ہے اور مثل اس روایت کے اعداد میں اولیاء کے اور القاب میں اون کے جو اہل مناصب ہیں۔ کواکب ظاہر میں روایت ہے۔ بعد نقل اس روایت کے صاحب کواکب فرماتے ہیں کہ ایسا ہی روایت کئے ابن ملقن نے طبقات اولیاء میں تابع جاہیبر ہوکر اور بھی فاضل بونی نے شرح اسماء حسنیٰ میں اونکے سوا بہت سے علماء مثل تاج الدّین سبکی اور جمال الدّین اسنوی کے اور ہمیشہ علماء شریعت اور علماء حقیقت متقدّمین اور متاخرین احوال مقام قطبیت اور بدلیّت کا لکھتے چلے آئے اور بھی احوال اہل مناصب اولیاء اللہ کا اپنی کتابوں میں لکھے۔ پس نہیں التفات ہے اس شخص کے قول کی طرف جو کہتا ہے

کہ اولیا ر اہل مناصب کا کوئی اصل نہیں ہے انتہی - شیخ ابن حجر ہیتمی رحمتہ اللہ
علیہ سے کسی نے پوچھا کہ رجال الغیب کس قدر ہیں اور اون کے وجود پر کیا
دلیل ہے تو اونہوں نے فرمایا کہ رجال الغیب اون کو اس لئے کہتے ہیں
کہ اون کو اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں اور سردار اون کے قطب غوث ہیں
گردش کرتے ہیں آفاق میں مثل گردش کرنے آسمان کے اُفق سما میں اونکے
ساتھ عالم کی صلاح ہے اون میں چار اوتاد ہیں ایک ملک یمن میں ایک
شام میں ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ابدال سات ہیں مذہب شیخ اکبر پر
ایسا ہی کہے ہیں امام یافعی نے اور قریب ہے کہ حدیث آویگی کہ وہ چالیس
ہیں اور ایک حدیث ہے کہ وہ تیس ہیں - پس اشکال وارد ہوتا ہے باعتبار
ان ہر دو روایات کے قول پر امام یافعی کے کہ وہ سات ہیں - اور نقبا چالیس
ہیں اور نجبا تین سو ہیں جبکہ مرتے ہیں قطب تو چار اہل مناصب سے جو اوّل
ہیں اون کے قائم مقام ہوتے ہیں اور جس وقت سات اہل مناصب سے کوئی
مرے تو چالیس اہل مناصب کے جو اوّل ہیں اون کے قائم مقام ہوتے
ہیں - اگر چالیس میں سے کوئی مریں تو تین سو اہل مناصب کے جو اوّل
ہیں اون کے قائم مقام ہوتے ہیں - اگر تین سو سے کوئی مریں تو صالحین
سے جو اوّل ہیں اون کے قائم مقام ہوتے ہیں اون کے سبب سے
دُنیا کی بلا دفع ہوتی ہے اور آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے -
جس وقت خدا قیامت قائم کریگا تو اون کو دنیا سے اوٹھا لیگا -

ذکرِ احادیث کا جو اولیاءِ اہلِ مناصب کے وجود میں وارد ہیں

فتاوی حدیثیہ میں لکھا ہے کہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعضوں نے خضر علیہ السلام سے روایت کیے کہ ستر نجبا ہیں اور چالیس اوتاد ہیں اور دس نقبا ہیں اور سات عرفا ہیں اور تین مختار ہیں اور ایک غوث ہیں اور کواکب ظاہرہ میں روض الریاحین اور شرح اسماء حسنیٰ علامہ بونی نے روایت کیے بعض صالحین سے کہ وہ خضر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پائے تو زمین خدا کے پاس فریاد کی کہ اب میری پشت پر قیامت تک نبی نہ چلیں گے تو خدا نے زمین کو فرمایا کہ قریب ہے کہ میں اس اُمت میں اون لوگوں کو پیدا کرونگا کہ اون کے قلوب مثل انبیاء علیہم السلام کے ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ کتنے ہیں پس اونہوں نے اس قدر بیان کیا کہ جو گذرا اوس سے زیادہ اس روایت میں یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر نقبا و اوتاد کے قلب پر مطلع ہونگے تو اون کا خون حلال سمجھینگے ایسا ہی حال اون اہل مناصب کا جو مرتبہ ماتحت میں ہیں ما فوق کے سات کیا تم نے قصہ میرا اور موسیٰ علیہ السلام سے جو واقع ہوا قرآن میں نہیں سُنا۔ پھر میں نے خضر علیہ السلام سے کہا کہ جو آپ نے تعداد اولیاء اہل مناصب کے بیان فرمائے اون کے ناموں سے اطلاع دیجیے اونہوں نے اپنے آستین سے فہرست نکالی اوس میں اون کے سب اسماء تھے۔ **ایضاً** کواکب ظاہرہ میں شیخ امام عارف باللہ شہاب الدین احمد شاذلی

رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اولیاء کا حصر نہیں اور اولیاء اہل مناصب کا عدد کم نہیں ہوتا ایک مرتے ہیں تو اون کی جاے پر دوسرے ہوتے ہیں اون کے سبب سے خدا بارش نازل کرتا ہے زمین سے سبزہ اوگاتا ہے۔ محققین اون کے شمار میں مختلف ہیں بعضوں نے دس شمار کیا وہ اقطاب کے خواص ہیں بعض لوگ چالیس شمار کئے وہ خواص ہیں اسرار میں بعضوں نے تین سو یا سات شمار کئے وہ مظاہر انوار ہیں اور سب لوگ جو شمار کئے بصیرت پر ہیں اور مفہوم کلام شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ تحقیق کہ انوار انبیاء باقی ہیں اس لئے کہ ہر ایک نبی کیلئے اولیا اس اُمت کے وارث ہیں کیونکہ امم سابقہ عاجز ہوے متحمل ہونیسے اپنے انبیا علیہم السلام کے انوار سے پس خدا نے اون اسرار کو اُمت محمدی کے لئے اُٹھا رکھا۔ اسلئے آپکی ذات معدن فیض حقیقی ہے پس ملا وانبیاء علیہم السّلام کو آپکی ذات ہی ہے بسبب قول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اوس وقت میں کہ آدم علیہ السّلام درمیان آب و گل کے تھے اور میں نبی تھا نبی وہ ہیں کہ اوامر و نواہی کو بندوں کی طرف پہنچاویں جیسا کہ خدا نے روز ازل میں میثاق لیا کہ اگر آپ کسی نبی کے عہد نبوّت میں تشریف لائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام ابھی زندگی میں میرے زمانۂ نبوّت کو پاتے تو اون کو سواے میرے اتّباع کے گزیر نہ تھا اور عیسیٰ علیہ السّلام بخواہش آپ کی اُمّت میں داخل ہوئنگے اور آپ کی شریعت کی اتّباع کریں گے۔ پس عدد اولیاء کا موافق عدد انبیاء حسب قول شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوا کہ ہر ولی مقام پر ایک نبی کے ہیں اور اولیاء اہل مناصب کو رجال عدد بھی کہتے ہیں کہ اون کا ایک

عدد معین ہے فتاوی حدیثیہ میں شیخ ابن حجر ہیتمی سے منقول ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابدال شام میں اور نجبار مصر میں اور عصائب عراق میں اور نقبار خراسان میں ہیں اور خضر سید قوم ہیں **مؤلف** کہتا ہے کہ وجود ابدال میں احادیث متعدد وارد ہیں وہ فصل ابدال میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگے مشکوٰۃ میں سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ واسطے ہر نبی کے سات نجبار ہیں اور رقبا ہیں اور میں چودہ دیا گیا ہوں ہم نے کہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون ہیں فرمائے میرے دو فرزند غالباً وہ حسنین ہوں رضی اللہ عنہما اور جعفر اور حمزہ اور ابو بکر اور مصعب بن عمیر بلال سلمان جابر و عبد اللہ ابن مسعود ابو ذر مقداد روایت کیئے اسکو ترمذی نے **مؤلف** کہتا ہے کہ غالباً حضرت علی بھی ہوں رضی اللہ عنہ کہ آپ سے عدد چودہ کا پورا ہوتا ہے مگر تواضعاً آپ نے اپنا نام ذکر نہیں فرمائے کتاب مشرب الروی میں بھی روایت وجود اولیار اہل خدمات کی موافق روایات سابقہ کے ہے اور بھی اوس میں لکھا ہے کہ اس باب میں امام عبد اللہ یافعی حدیث روایت کیئے مگر حفاظ حدیث میں سے کسی کا نام نہیں لکھے کہ اونھوں نے اس حدیث کو روایت کیئے مگر اسباب میں بہت احادیث وارد ہوے کہ ایک دوسرے کی بہت امور میں موافق ہیں اور بعض میں مخالف ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ تخالف فیما بین روایات در باب اعداد اور القاب اولیار اہل مناصب کے رجوع کرتا ہے طرف اصطلاح قوم کے اور نہیں ہے مضائقہ اصطلاح میں کہ تعبیر کیئے اوس روایت میں ساتھ ابدال اور نجبار اور نقبار اور اوتاد کے اور سوائے

اس کے اور سب احادیث متفق ہیں اوپر وجود اون مراتب کے اور اعداد اون کے انتہی۔ مؤلف کہتا ہے کہ جب میں نے اقوال ہیں علماء کے اور احادیث میں تفحص کیا جو اولیاء اہل مناصب کے باب میں وارد ہیں اور اون کے اعداد میں اور تفحص کیا میں نے اوس میں بہ غور و تامل تو میں نے تین وجہ پایا جو باعث اختلاف فیمابین مراتب اولیاء اہل مناصب اور اون کے القاب اور اعداد کے واقع ہوا۔ وجہ اول یہ ہے کہ کبھی اون کے اعداد کا اختلاف ساتھ کثرت کے ایک زمانہ میں اور قلت کی دوسرے زمانہ میں بمقتضائے حکمتِ حکیم خبیر ہے کہ اوس کی حکمت منقضی ہوتی ہے کہ ایک زمانہ میں بعض اولیاء اہل مناصب کم ہو دوسرے زمانے میں زیادہ ہو لیکن واسطے قلت اعداد اور اوسکی کثرت کے ایک حد معین ہے کہ نہ اوس سے کم ہوتے نہ اوس سے زیادہ ہوتے اس وجہ سے اولیاء اہل مناصب لقب اولیاء معدودین سے خارج نہیں ہو سکتے۔ دوسری وجہ اختلاف یہ کہ کبھی حکمت آلہیہ مقتضی ہوتی ہے کہ وجود بعض اولیاء اہل مناصب کا ایک زمانے میں ہو دوسرے زمانے میں نہو مثل امامین کے جو وزیرین قطب ہیں کہ بعض روایات میں اونکا ذکر آیا ہے اور بعض روایات میں نہیں آیا۔ پس اس اختلاف سے لازم نہیں آتا کہ کل اولیاء اہل مناصب کا وجود نہو للاکثر حکم الکل۔ تیسری وجہ اختلاف یہ ہے کہ مصطلحات علماء مختلف ہیں جیسا کہ اطلاق قطب کا اکثر کے پاس غوث پر ہوتا ہے جیسا کہ روایت کواکب ظاہرہ اور طبقات شعرانی اور کتاب مشرب الوردی سے یہ امر مستفاد ہے کہ اونہوں نے کہا ہے کہ کبھی اطلاق قطب کا غیر غوث پر ہوتا ہے جو اقطاب اقالیم سبعہ ہیں جن کو

بعض علماء نے اوتاد کے ساتھ اور بعض علماء نے عمد کے ساتھ تعبیر کئے ہیں اور
بعض علما اون کو ابدال کہتے ہیں اسی وجہ سے اکثر لوگ حضرت غوث اعظم
محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے القاب میں لفظ قطب
پر اکتفار کئے بنظر اصطلاح اکثر کے کہ اون کی اصطلاح میں قطب فقط
غوث کو کہتے ہیں اور بعض لوگ آپ کو قطب الاقطاب غوث الصمدانی کہتے ہیں۔ بنظر
اصطلاح اون لوگوں کے جو اون کے پاس ابدال یا اوتاد یا عمد یا اخیار جو حافظان
اقالیم سبعہ ہیں وہ اقطاب ہیں۔ پس حقیقت میں اہل مناصب کے اعداد اور
القاب میں اختلاف نہیں ہے اس میں سب متفق ہیں کہ غوث ہر زمانہ میں ایک
ہوتے ہیں لیکن سیدنا سید محی الدین غوث اعظم محی الدین عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ افضل اولیاء ہیں مطلقاً خواہ اہل مناصب ہوں یا اون کے
سوا ہوں لیکن اولیاء اہل مناصب۔ پس افضل اون کے غوث ہیں اور آپ فیما بین
اغواث غوث اعظم ہیں رضی اللہ عنہ پھر اس خطاب کے ساتھ آپ خدا کی طرف سے
مخاطب ہوئے جیسا کہ صاحب رشحات نے ایک الہام آپ کا بیان کیا جو خدا کی جناب سے
آپ کو ہوا کہ آپ کو خدا نے ساتھ لقب غوث اعظم کے مخاطب فرمایا۔ لیکن اولیاء غیر
اہل مناصب۔ پس سید اون کے افراد ہیں جو خارج ہیں دائرہ قطب اور غوث
سے اور آپ کو افراد پر بھی فضیلت حاصل ہے جیسا کہ بیان اوس کا مفصلاً ہم
اپنی کتاب خصائص غوثیہ میں کر چکے ہیں اور فصل افراد میں بھی آویگا انشاء اللہ
تعالیٰ۔ پس آپ کو کل اولیاء اللہ میں مطلقاً فضیلت حاصل ہے والحمد للہ
علیٰ ذالک اور قدم آپ کا رقاب پر جمیع اولیاء اللہ کے ہے۔ رضی اللہ عنہم

وعن جمیع اولیائه اجمعین ذٰلک فضل اللہ یوتیہ
من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم پھر ابن حجر رح سے ایک واقعہ
تھا دسے حدیثیہ میں منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھکو ایک واقعہ میرے بعض
استادوں سے واقع ہوا وہ یہ ہے کہ میں نے پرورش پایا بعض اون مشائخ
کی گود میں جو سالم تھے مخذور اور لوم سے۔ پس میرے دل میں اون کا کلام جم
گیا اس لئے کہ وہ زمانہ میری طفولیت کا تھا جو خالی تھا وساوس سے اہل عقائد
فاسدہ کے۔ پس اون کا کلام میرے دل میں جما ہوا تھا اور میں چودہ سال کے
سن میں علم ظاہر میں مختصر ابی شجاع کا نزدیک امام وقت شیخ ابو محمّد جوینی کے
قرارت کرتا تھا جامع ازہر مصر میں اون کے علم اور زہد اور عبادت پر علماء وقت
کا اجماع تھا اون کے مزاج میں تیزی تھی پس ایک روز اون کی مجلس میں ذکر
اقطاب اور نجباء وغیرہ کا آیا۔ پس شیخ محمّد جوینی نے اون کا انکار بشدّت کیے کہ
ان کی کوئی اصل ہے نہ اسباب میں کوئی حدیث وارد ہے اور میں سب حاضرین
مجلس میں کم سن تھا شیخ محمّد جوینی کو کہا معاذ اللہ بلکہ یہ صدق اور حق ہے کہ
اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس لئے کہ اولیاء اون کی خبر دئے ہیں اور حاشا کہ
خلاف صدق اون سے صادر ہو اور جو لوگ کہ اقطاب ابدال وغیرہ کی خبر دئے
اون میں امام عبد اللہ یافعی ہیں جو جامع ہیں درمیان علم ظاہر اور علم باطن کے
پس شیخ کو بہ سماعت اس جواب کے انکار زیادہ ہوا اور زیادہ شدّت سے اونھوں
نے کلام کئے مجکو سوائے سکوت کے کوئی چارہ نہیں ہوا اور دل میں میں نے
خیال کیا کہ اس امر میں میری مدد نکرینگے مگر شیخ الاسلام والمسلمین امام الفقہاء

والعارفین ابویحییٰ زکریا انصاری اور میری عادت یہ تھی کہ بباعث ضریر البصر ہونیکے شیخ محمدؐ جوینی کا ہاتھ پکڑ کے شیخ ابویحییٰ زکریا کے پاس لیجایا کرتا۔ پس میں شیخ جوینی کا ہاتھ پکڑ کے شیخ ابویحیی کے پاس لیگیا۔ پس اونہوں نے شیخ محمد جوینی کی بہت تعظیم کئے اور اون سے دعا چاہے اور شیخ الاسلام کی عادت مجھکو دعا دینے کی یہی تھی اللھم فقّھہ فی الدّین حسب عادت مجھکو دعا دئے اور جبکہ مجلس ختم ہوئی اور شیخ محمد جوینی ارادہ برخواست کا کئے میں نے شیخ الاسلام سے کہا کہ یا سیّدی اقطاب و اوتاد نجباء وغیرہ کا ذکر جو حضرات صوفیہ نے کئے ہیں آیا وہ حقیقۃً موجود ہیں شیخ الاسلام نے کہا کہ ہاں پھر میں نے شیخ الاسلام سے کہا کہ یہ شیخ یعنی محمد جوینی اسکا انکار شدّت سے کرتے ہیں اور جو شخص اس کا قائل ہو اوس کا رد شدّت سے کرتے ہیں۔ پس شیخ الاسلام شیخ محمدؐ جوینی کو کہے کہ یہ انکار تمہارا ہیچ ہے اور کئی بار اس کی تکرار کئے یہانتک کہ شیخ محمدؐ جوینی نے کہا کہ یا مولانا یا شیخ الاسلام میں وجود اقطاب و ابدال وغیرہ پر ایمان لایا اور اوس کی تصدیق کیا اور اوس کے انکار سے توبہ کیا۔ پس شیخ الاسلام نے کہا کہ اے شیخ محمدؐ میں تم سے یہی خیال رکھتا ہوں۔ پھر شیخ محمدؐ جوینی نے مجھ پر عتاب نہیں کئے اوس پر جو مجھ سے یہ امر صادر ہوا انتہیٰ علاّمہ سیوطی نے اسباب میں ایک کتاب مستقل تصنیف کئے اوس کا نام

الخبر الدال علی وجود القطب والنجباء والابدال

رکھا۔ پس اس کتاب میں اونہوں نے ابن جوزی پر رد کیا جو وہ اس امر کے منکر ہیں اور اونہوں نے اس باب میں شواہد کثیرہ لائے اور کہے کہ اگر اس حدیث شریف کو حدیث متواتر المعنے کہیں تو ممکن ہے ایسا ہی امام سخاوی نے اس باب میں

کتاب تصنیف کئے اوس کا نام نظم اللآل فی الکلام علی حدیث الابدال رکھا۔ کذا فی الکواکب الظاہرہ۔

ذکر ان اولیاء کا جو سوائے اولیاء معدودین اہل مناصب کے ہیں جنکا ذکر ہوا اور بعض اہل خدمات میں جو سوائے دائرہ قطب ہیں

جامع اصول اولیار میں لکھا ہے کہ اولیار بہت سے ہیں اون میں سے اقطاب ابدال اوتاد وغیرہ ہیں جو دائرہ قطب میں ہیں اولیار سے پانچ ایسے ہیں جو جبرئیل علیہ السّلام کے قلب پر ہیں کہ فیوض اور علوم کو قطب میں پہونچاتے ہیں بعدد قوی جبرئیل علیہ السّلام کے اون میں تین ہیں میکائیل علیہ السّلام کے قلب پر جو جامع قبض وبسط ہیں اور ان پر حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ اور تین اون میں اخلّار ہیں جو لکھتے ہیں ولایت کو واسطے محبّان اولیا کے کہ دوست کا دوست دوست ہوتا ہے اون میں رجال الغیب ہیں وہ اوپر صوت خفی کے ہیں۔ اون میں اٹھارہ ہیں وہ قائم بہ حقوق اللہ ہیں حکم کرتے ہیں اوس چیز کو جس کا خدا نے ارادہ کیا اون میں سے آٹھ رجال قوت ہیں مشرب اون کا اشدار علی الکفار ہے۔ اون میں سے پانچ ہیں جو مثل آٹھ کے ہیں اور پانچ ہیں اون کا نام رجال حنّان ہے اون کو شدت شفقت مخلوق پر ہے مومن ہو یا کافر ہو اور چار ہیں اون کا نام رجال غلبہ اور جلال ہے کہ اوتاد کو مدد دیتے ہیں۔ قالب اون کا روحانی اور قلب اون کا سماوی ہے

معروف ہیں آسمانوں میں اور مجہول ہیں زمین میں اور چوبیس ہیں نام اون کا رجال
فتح ہے کہ خدا اون کے ہاتوں پر اولیاء اللہ کے قلوب کو واسطے اسرار اور
معارف آلہیہ کے کشادہ کیا اور سات رجال معارج تجلّے ہیں وہ اوپر معراج ہر
نفس کے ہیں حاصل کرتے ہیں علم خاص سوائے ابدال کے آون ہیں تین رجال
تحت اسفل ہیں اون میں نساء بھی ہوتے ہیں اون میں فیض اور نفس رحمانی ہے
آون ہیں اصحاب الاعداد اور رحمة ولیں اور مقامات اور استمدادات ہیں ہر شکل پر
متشکل ہوتے ہیں بباعث غلبۂ روحانیت کے اور تین ہیں للّٰہیت و روحانیت والے
اون میں ایک ہیں نام اون کا مرد قدرت کاملۂ خدا ہے اون کو خدا نے قدرت
کاملہ ہر شئے پر عطا فرمایا۔ پس وہ پاک قلب کے بہادر بڑے پیش قدمی کرنے
والے بہت دعوے بحث کرنے والے اور عدل کے ساتھ حکم کرتے ہیں اس
مقام پر سیّد عبد القادر جیلانی ہیں رضی اللہ عنہ۔ مؤلّف کہتا ہے کہ یہہ
عبارت ماخوذ ہے فتوحات مکّیہ سے لیکن صاحب فتوحات نے یہ بھی لکھے
ہیں کہ ہیں اس مقام پر جیسا کہ سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو دیکھا
اور کسی کو نہیں دیکھا ایسا ہی کواکب ظاہرہ میں شیخ ابو المواہب شاذلی رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ ایک اون میں نسبت ہے اون کو عیسے علیہ السّلام کے
سات کہ پیدا ہوے روح اور انس سے جیسا کہ پیدا ہوے بلقیس جن و انس
سے خدا اون سے حفاظت برزخ کی کرتا ہے۔ ایک ہیں کہ اون کے لئے رقائق ممتد
اور اتصال معنوی ہے جمیع عالم کے سات اون کے حال سے کوئی واقف
نہیں ہے لوگ گمان کرتے ہیں وہ قطب ہیں۔ اون میں ایک مرد ہیں اون کا

لقب سقیط الرف رف ساقط العرش ہے کبیر الشان وا لحال ہیں۔ اگر کوئی اون کی طرف دیکھے یا وہ کسی طرف دیکھیں تو متاثر ہوتا ہے اگر وہ حیوان کی طرف دیکھیں تو بولنے لگتا ہے وہ شدید الجبار وانکسار ہیں۔ اور دو مرد اون میں ہیں کہ اونکو رجال غنا کہتے ہیں جس شخص کو غنا کی تمنّا ہوتی ہی پس غنا اوسکا خدا اونکے ہاتھ میں رکھا ہی۔ اور غنا اونکا کامل ہے اور ایک اون میں وہ ہیں کہ اون کے قلب میں خدا کی یاد سے فتور نہیں ہوتا اور ہر دم اون میں نیا علم حاصل ہوتا ہے اور دو مقام میں بلا فرق حاضر ہوتے ہیں آور دس اون میں اون کو رجال تحکیم لکھتے ہیں اور مقام اون کا دعا ہے ساتھ بسط اور رجا کے اور نہایت عاجزی اور تضرع ظاہر کرتے ہیں اور اون میں بدلا ہیں یہ غیر ابدال ہیں جن کا ذکر گزرا۔ آون میں رجال اشتیاق ہیں وہ پانچ ہیں اون کی جگہ شوق لقاء الٰہی میں جلتے ہیں اون کو رجال صلوٰۃ بھی کہتے ہیں کہ ہر ایک اون کا ایک نماز کے ساتھ متعلّق ہے اون میں رجال ایّام سبت ہیں جو وہ ہفتہ ہے اور یہ ایام مقام صفات سبعہ اون کے ہیں۔ آون میں رجال ماء ہیں اون کا مقر نہیں ہے وہ قعر آبار اور انہار اور ابحار میں عبادت کرتے ہیں وہ سالم ہیں ثقل کدورت سے۔ مؤلّف کہتا ہے کہ خضر علیہ السّلام اون میں سے ہیں جیسا کہ قران میں ملاقات اون کی موسیٰ علیہ السلام سے مجمع البحرین میں مذکور ہے آون میں افراد ہیں کہ وہ تابع اقطاب نہیں ہیں اون کے لئے کشف خاص ہے اور علوم غیر متناہیہ آلٰہیہ ہیں کلام کرتے ہیں ساتھ احکام الٰہیہ کے اور مخفی رکھتے ہیں اسرار کو اور نہیں ظاہر کرتے کمال کو اصلا اون کے لئے معراج روحانی ہے اور ہر خواب اون کیلئے

معراج ہے اون میں رجال محدّثون ہیں بفتح دال مخفف یعنی خدا جن پر الہام کرتا ہے اور فاروق اعظم سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اون میں سے ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ امم سابقہ میں رجال محدّثون ہوے اگر اس امت میں ہو تو سیّدنا عمر ہیں رضی اللہ عنہ اون کی دو قسم ہیں۔ قسم اوّل وہ محدّثون من ورار حجاب یعنی خدا جن سے پردہ سے کلام کرتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السّلام سے۔ خدا نے ورار شجرہ سے متکلّم ہوا۔ قرآن میں وارد ہے کہ نہیں ممکن ہے کہ خدا کسی بشر سے کلام کرے مگر وحی سے یا ورار حجاب سے الخ۔ پس میں جو تجھکو بتا دیا ہوں اوس کو لے اور شاکرین سے ہو جا انتہیٰ۔

ذکر خواتم اولیار

جامع اصول اولیار میں لکھا ہے کہ اولیار اللہ میں خواتم تین ہیں۔

اوّل عیسیٰ علیہ السّلام کہ آپ کے ساتھ ختم ہوی۔ خلافت خاصہ اور ولایت شاملہ جو آدم علیہ السّلام سے قیامت تک چلی آئی۔ آخر ابد تک۔ پس آپ کے لئے دو حشر ہونگے۔ ایک حشر انبیار علیہم السّلام کے ساتھ اور دوسرا اُمّت محمّدیہ کے ساتھ۔ دوسرے خاتم الاولیار امام مہدی کہ آپ کی ذات سے خلافت خاصّہ محمّدی ختم ہوی تیسرے شیخ اکبر کہ آپ کی ذات سے ولایت خصوصیت محمّدیہ ختم ہوی۔ **مؤلّف** کہتا ہے کہ شیخ اکبر بقولے بلا واسطہ بقولے اکثر بیک واسطہ حضرت غوث اعظم

محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے فیضیاب ہیں۔

ذکر اقطابِ خاصہ

کہے شیخ عبد الکریم جیلی رضی اللہ عنہ کتاب انسان کامل میں جان تو کہ خدا تیرا حافظ رہے تحقیق کہ انسان کامل وہ قطب ہیں کہ دور کرتے ہیں اون پر افلاک وجود کے اوّل سے آخر تک اور وہ ایک ہیں جیسے کہ وجود ظاہر ہوا ابد آبدین تک اور اون کے لئے تنوعات ہیں ملابس میں۔ پس ایک لباس میں اون کا نام قطب ہوتا ہے کہ دوسرے لباس میں اون کا نام کچھ اور ہوتا ہے۔ پس اسم اصلی اون کا محمدؐ ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور کنّیت اون کی ابوالقاسم ہے اور وصف اون کا عبد اللہ ہے اور لقب اون کا شمس الدّین ہے۔ پھر شیخ اوس کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سنّت جاری ہوی کہ آپ بصورت اکملِ اولیاء ظاہر ہوتے ہیں یعنی فیضان خاص آپ کا اکمل اولیاء میں بطور کمال ہوتا ہے جو وہ اقطاب یا افراد ہیں وغیرہم بحسب مرتبہ اون کے کمال کے تا کہ اون کی شان عالی ہو آپ کے فیضان خاص سے۔ پس اکمل اولیاء آپ کے خلفاء ہیں ظاہر میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کی حقیقت ہیں باطن میں یعنے سب چیزیں آپ کی نور سے پیدا ہیں تو آپ سب کے حقیقت ہیں یا عموماً اور کاملین کے حقیقت ہیں خصوصاً کہ وہ آپ کے نور کو اپنی ذات میں اور

سب مخلوقات میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ انتہیٰ۔

فتح ربّانی میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ قطب سب اعمالِ اہل دنیا اور اون کے مقدرات پر مطلع ہوتے ہیں کہ اون پر کوئی شئے خیر و شر اور انجام کار مخلوقات کا پوشیدہ نہیں رہتا وہ خزائن اسرار آلٰہی ہیں اور اوس کے انبیاء اور مرسلین کے نائب ہیں اور وہ امن سلطنت ہیں جس میں یہ صفات ہوں وہ قطب ہیں اپنے زمانے کے۔ انتہیٰ۔

کتاب انوار قدسیہ میں لکھا ہے کہ قطب میں پانچ فضیلت ہوتے ہیں ۱ مدد۔ ۲ رحمت۔ ۳ عصمت۔ ۴ خلافت۔ ۵ نیابت وہ مدد کرتے ہیں حاملین عرش کو اور مکشوف ہوتی ہے اون کے لئے حقیقت ذات اور صفات کی احاطہ اور بزرگی دئے جاتے ہیں ساتھ بزرگی حکم کے اور فصل فیمابین وجودین یعنی وجود امکان اور وجود واجب کے اور انفصال اوّل کا اوّل سے اور جو چیز کہ اوس کے ساتھ متصل ہے ملتہا تک اوس کے اور جو چیز کہ اوس کے ساتھ ثابت ہے اور حکم مابعد کا اور ماقبل کا اور حکم اوس کا جس کے لئے نہ قبل ہے نہ بعد ہے اور علم بدء و جود کا وہ علم محیط ہے ساتھ ہر علم کے اور ساتھ ہر معلوم کے جس کی ابتدا اس سرِّ اوّل سے اوس کے منتہا تک ہے پھر پلٹ آوے گا اوسی کی طرف ہر وقت کے لئے حصّہ ہے عبودیت سے اور پھر مصنّف نے کہا کہ محبّت قطب سے ہے اور سب نیکیاں اطراف اوس کے دائر ہیں۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد فتح ربّانی میں ہے کہ ولی ساتھ امر آلٰہی کے کہاتے ہیں اور بدلی جو وزیر قطب ہیں فعل آلٰہی کے ساتھ کہاتے ہیں اور قطب کا کہانا اور اون کا تصرّف مثل کہانے نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے اور مثل آپ کے تصرّف کے ہے۔ کیوں نہوا ایسا کہ وہ آپ کے غلام اور نائب ہیں اور خلیفہ ہیں آپ کی اُمّت میں اور خلیفۂ خدا ہیں باطن میں اور امام مسلمین جن کے متابعت مسلمین پر واجب ہے وہ خلیفۂ خدا ہیں ظاہر میں بعضوں نے کہا ہے کہ امام مسلمین جب عادل ہوں وہ قطبِ وقت ہیں۔ علّامہ شعرانی نے کتاب انوار القدسیہ فی آثار العبودیت میں لکّھا ہے کہ عارفینؒ محقّقین اس بات پر ہیں کہ اذن خاص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں ہوتا ہے مگر واسطے قطب کے جو حاوی ہیں وراثت محمّدیہ کے لیکن غیر قطب۔ پس اذن اون کا رجوع کرتا ہے ارباب نوبت کی طرف یعنی اولیاء اہل مناصب ہیں جو اقطاب ابدال اوتاد ایک ماتحت دوسروں کے ہیں ماتحت اپنے مافوق سے اذن چاہتے ہیں اور بھی اوسی کتاب میں لکھا ہے کہ قطب محمّدی کو اون کے غیر سے تمیز نہیں ہوتی مگر باعتبار اون کے مقامات کے کہ نسبت مقام قطب کی دوسرے اہل مناصب سے مثل نسبت اسمار آلہی کے ہے طرف صفات کے پس نہیں معیّن ہوتے ہیں وہ ایک مقام میں جو مستمر اور مقیّد ایک حال کے نہیں ہیں کیونکہ احکام الٰہیّہ مختلف ہوتے ہیں ہر زمانے میں۔ پس مختلف ہوتے ہیں احوال قطب کے بسبب اختلاف احکام الٰہیہ کے حق تعالےٰ کے لئے ہر یوم ایک شان ہے ایسا ہی قلب محمّدی کا حال ہے۔ **ایضًا** علّامہ شعرانی شمس الدین حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس کو مرتبہ قطبیت کا عنایت ہوتا ہے وہ تمام دنیا کے غموم کو برداشت کرتا ہے مثل سلطان اعظم کے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ **ایضًا** علّامہ شعرانی شیخ ابو العبّاس مرسی شاذلی سے روایت

کرتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر حق سبحانہ تعالےٰ خلاف سنّت پر راضی ہوتا
تو توجّہ نماز میں قطب غوث کی طرف اولیٰ ہوتی توجّہ کعبہ سے **مؤلّف** کہتا ہے
کہ یہ قول اقرب ہے قول سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حجراسود کے لئے کہ قلب
مومن کا تجھ سے افضل ہے۔ **ایضًا** علاّمہ شعرانی استاد سیّد علی سے روایت
کرتے ہیں کہ بسا وقت ایک مرد قطب اور صدّیق دو جہتوں دو اعتباروں سے
ہوتے ہیں اور نہیں ہے شک اس میں کہ صدیقیت ضمن میں قطبیت کے
ہے اس لئے کہ قطبیت کے دائرہ سے صدّیقیت ہے۔ پس سمجھ لے اور قطب مظہر
نور خدا ہیں علی الکمال باعتبار اون کے زمانے اور دائرے کے اور صدّیق مظہر
نور قطب ہیں علی الکمال جو ممکن ہو اون کی مثل کے لئے اور نور وہ چیز ہے کہ جسکے
ساتھ تحقیق معانی اعیان میں مکشوف ہو۔ **ایضًا** علاّمہ شعرانی شیخ علی دقیری
سے روایت کرتے ہیں کہ خلوت ساتھ خدائے تعالےٰ کے نہیں ہوتی مگر قطب غوث
کے لئے ہر زمانے میں جب کہ وہ منتقل ہوتے ہیں دار آخرت کی طرف تو خدائے تعالےٰ
اون کی جائے فقط ایک دوسرے شخص کو عنایت فرماتا ہے۔ دو شخصوں کو عنایت
نہیں فرماتا ایک وقت میں اور یہ خلوت وارد ہے کتاب وسنّت میں۔ شیخ فرماتے
ہیں کہ یہی عبارت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے کلام میں واقع ہوی۔ **ایضًا**
علاّمہ شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اوستاد شیخ علی ومیری سے کسی نے
پوچھا کہ قطب غوث ہمیشہ مکّہ معظمہ میں مقیم رہتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے تو شیخ نے
فرمایا کہ قلب قطب کا ہمیشہ حق تعالےٰ کا طواف کرتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کو دوست
رکھتا ہے جیسا کہ لوگ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور وہ مشاہدہ کرتا ہے حق تعالےٰ کو

ہر جہت میں جیسا کہ کعبہ کے وقت حضور ہی کی طرف ہر جہت سے سجدہ
ہوتا ہے اوسکو ہر جہت سے دیکھتے ہیں اس لئے کہ مرتبہ قطب کا لقاء حق ہے
جمیع اوس چیز سے کہ وہ مقتضاء لقاء حق کو ہے وہ اپنے جسد سے جہاں چاہیں
رہیں۔ پھر شیخ فرماتے کہ جان تو کہ اکمل بلاد بلد الحرام اور اکمل بیوت بیت الحرام
ہے بدلیل قول حق تعالے کہ یجبیٰ الیہ ثمرات کل شئی اور اکمل خلق ہر عصر
میں قطب ہیں۔ پس بلد حرام نظیر ہے اون کے جسد کی اور بیت حرام نظیر ہے
اون کے قلب کی۔ انتہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ مفاد کلام شیخ یہ ہے کہ یہ بات جو مشہور ہے کہ مسکن
غوث کا مکہ ہے۔ تشبیہاً ہے یہ ضرور نہیں کہ مسکن غوث کا مکہ ہو اور یہ حق ہے کہ
مسکن حضرت غوث اعظم محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بغداد
شریف ہے اور یہی امر کواکب ظاہرہ میں لکھے ہیں کہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ
عنہ قطب تھے اور بغداد میں تشریف فرما تھے اور مثال آپ کی مکہ معظمہ تھی اور
یہی ہے شان قطب کی ہر زمانے میں اس لئے کہ ابدال کے لئے تشکل باشکال مختلفہ
ہے۔ پس اقطاب کے لئے اولیٰ۔ انتہی۔

بہجۃ الاسرار میں روایت ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ رمضان
میں حسب دعوت پچاس جائے افطار فرماتے اور حسب عادت شریف رباط میں
بھی افطار فرماتے۔ **ایضاً** علامہ شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے کہ شیخ علی زمیری
رضی اللہ عنہ سے بعض نے پوچھے کہ طائفہ سالکین مثل سید احمد الزاہد اور
اون کے مثل کیا وہ اقطاب تھے تو آپ نے جواب دئے کہ نہیں بلکہ وہ مثل ا

حجاب بادشاہ کے تھے کہ بباعث صفاءِ نفوس اور اخلاص اور کثرت مراقبات اور مجاہدات اون کے اون کو یہ مرتبہ حاصل ہوا۔ لیکن مرتبۂ قطبیت۔ پس یہ مرتبہ جلیلہ ہے نہیں پاتا ہے مگر وہ شخص کہ جو متصف ہو سات صفات قطبیت کے اور اوسکو شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بیان کئے کہ مقام قطبیت کے لئے سولہ عالم ہیں کہ دنیا اور آخرت اون سے ایک عالم ہے۔

پھر اون سے پوچھے کہ جو تصرف اون سالکین سے جاری ہوتا ہے تو آیا اصالتاً مثل قطب کے جاری ہوتا ہے۔ اونہوں نے فرمایے کہ اون کے لئے اصالتاً تصرف نہیں ہے۔ بلکہ اون کا تصرف بحکم افاضہ ہے اون لوگوں سے جو دائرۂ قطب میں ہیں قطب تک **توضیح** اوس کی یہ ہے کہ جس وقت خدا ارادہ کرتا ہے کہ مخلوق پر بلاے شدید نازل کرے۔ مثلاً تو پہلے وہ حکم قطب کو ملتا ہے۔ پس قطب اوس حکم کو قبول کرتے ہیں خوف کے ساتھ۔ پھر لوح محفوظ میں دیکھتے ہیں کہ آیا اوس حکم میں محو اثبات ہے یا وہ حکم جاری ہے پھر اگر تبدیل ہو تو رحمت کے ساتھ جاری کرتے ہیں بواسطۂ سالکین کے جو وہ حجاب ہیں اس کام کے اور حجاب اس بات سے ناواقف ہوتے ہیں کہ یہ کام اون کے مفوض ہے اگر قطب پر یہ بات مکشوف ہو کہ وہ امر الٰہی بلاتبدیل جاری ہے تو دیتے ہیں قطب اوس حکم کو اون لوگوں کو جو قطب کے تحت قریب بلا واسطہ ہیں مثل اماماں کے۔ پس اماماں اوس امر الٰہی کے متحمل ہوتے ہیں اور اوسکو اماماں اپنے ماتحت قریب کو حکم دیتے ہیں۔ ایسا ہی

ایک کے بعد ایک یہاں تک اہل دائرۂ قطب تمام ہوتے ہیں اور ہر ایک رفع بلاء کے لئے دعا کرتے ہیں۔ پھر اگر اون کی دعا سے بھی بلا دفع نہو تو عارفین اور افراد جو خارج دائرہ قطب ہیں وہ دفع بلا کے لئے دعا کرتے ہیں یہانتک کہ خدا اوس بلا کو دفع کرتا ہے۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ اس روایت سے یہ استفادہ ہوا کہ اگران سب کی دعا سے بلا دفع نہو تو سب کے سب تضرع کرتے ہیں قطب غوث کی طرف۔ پس اون کی دعا ختم نہیں ہوتی کہ خدا اوس بلا کو دفع کرتا ہے جیسا کہ یہ تصریح اور بیان دوسری روایتوں میں وارد ہے۔ پھر شیخ دمیری فرماتے ہیں اگر وہ لوگ پہلے اس بلا کے متحمل نہوتے تو عالم میں بلاء طرفۃ العین میں ایک دم پھیل جاتی۔ فرمایا خداے تعالے نے اگر خدا دفع نکرتا بعض آدمیوں کو بعض کے ساتھ تو البتہ زمین فاسد ہوجاتی اور فرمایا خداے نے کہ پیدا کیا اوس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے جو تم اوس ستون کو دیکھو پس اس آیت میں اشارہ ہی طرف قطب کے جو وہ ستون معنوی ہے۔ اور بھی اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ قطب پوشیدہ ہوتے ہیں **ایضاً** علامۂ شعرانی سید شمس الدین حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جس وقت وفات پاتے ہیں ولی منقطع ہوتا ہے تصرف اون کا کون میں امداد سے اگر حاصل ہو اون سے امداد واسطے زائر کے بعد موت کے تو وہ خدا کی جانب سے ہاتھ پر قطب صاحب وقت کے امداد دی جاتی ہے موافق اون کے مرتبہ کے جن کی زیارت کرتا ہے انتہی۔

اس روایت کے سوا وہ روایت ہے جو قلائد الجواہر میں ہے کہ یہ تحقیق

منعقد ہوا ہے اجماع جماہیر اشیاخ فقہا اور فقراء کا اور متضمن ہیں اوسکو کتب مدونہ
کہ اصحاب تصریف تام سادات پیشوا اولیاء سے اون کی حیات میں اور بعد
وفات اون کے مانند تصرف اون کے عالم حیات میں روز قیامت تک کہ
یہ تخصیص اون کے لئے خدا کی جانب سے دی گئی ہے وہ یہ اولیاء ہیں۔
سیدنا و مولانا و قدوتنا الی اللہ الامام الاکمل الشیخ عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ اور شیخ کبیر تریاق مجرب شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ۔ اور
شیخ واصل الوصلہ عقیل منبجی۔ اور شیخ کامل حیات ابن قیس الحرانی رضی اللہ عنہم
اور مثل اسکے بہجۃ الاسرار میں ہے اگر سب اولیاء اللہ کے تصرف کا حال عالم
حیات اور بھی بعد وفات کے برابر ہوتا تو ان چار اولیاء اللہ کے تخصیص کی کوئی
وجہ نہ تھی۔ جاننا چاہیئے کہ ایک صف میں چار اولیاء برابر ہونے سے لازم نہیں
آتا کہ مرتبہ میں چاروں اولیاء مساوی ہوں اس لئے کہ شیخ حیاۃ ابن قیس حرانی
رضی اللہ عنہ اون اولیاء سے ہیں کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
کے قدم کے لئے وضع رقاب کئے۔ کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ شیخ بونی رح نے شرح
اسماء حسنیٰ میں لکھے ہیں۔ جان تو کہ مرکز قطب کا مکۂ معظمہ ہے اور وہ مستغرق ہیں انوار
تجلی میں کہ نہیں ہوش آتا ہے اون کو مگر وقت ادائے فرائض اور سنن کے۔

بیان اقطاب کی نسب کا اور مدت قطبیت کا

کواکب ظاہرہ میں لکھے ہیں کہ صفی الدین ابن ابی منصور نے ایک کتاب رد میں اس اعتقاد کے کہ قطب غوث اپنے مرتبہ قطبیت میں دس روز سے زیادہ نہیں رہتے تصنیف کی ہے جس میں صراحت ہے کہ یہ قول کسی اولیاء اللہ سے سنا نہیں گیا کہ کوئی اولیاء اللہ میں سے مدت قطبیت میں اسقدر تنگی کی ہو و نہ کسی اولیاء اللہ نے مدت قطبیت ایک زمانہ معین تک حصر کیا ہو و نہ حصر نسب جیسا کہ بعض اکابر اسطرف گئے ہیں کہ قطبیت نہیں ہوتی مگر سادات میں اور کہے کہ اس امر پر اتفاق ہے اور نفس الامر میں جو اولیا کہ پائے ہیں خلاف اس کے ہے انتہےٰ۔

مؤلف کہتا ہے کہ موئد اس قول کے علامہ سیوطی ہیں کہ اپنی کتاب تائید الحقیقۃ وتشئید الطریقۃ الشاذلیہ میں لکھے ہیں کہ خلفاء اربعہ اپنے عہد خلافت میں اقطاب ہیں اور بھی اوسی کتاب میں شیخ ابو العباس مرسی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے کہ اون کا یہ مذہب تھا کہ ضرور نہیں کہ قطب سادات سے ہوں بلکہ کبھی غیر سادات بھی ہوتے ہیں۔

وجہ تسمیہ غوث کا

جامع اصول اولیاء میں لکھا ہے کہ جان تو بہ تحقیق کہ قطب باعتبار فریادرسی مصیبت زدگوں کے اون کا نام غوث رکھا جاتا ہے انتہےٰ۔

مؤلف کہتا ہے کہ اس عبارت سے اشارہ طرف وجہ تسمیہ غوث کے ہی اور یہ عبارت سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ قطب کا اطلاق اصالتاً غوث پر ہے اور حافظان اقالیم سبعہ پر بطریق مستعار ہے اور یہی مذہب ہے اکثر کا جیسا کہ ہم نے بیان کئے۔

ذکر اوّل اقطابؒ کا

کواکب ظاہرہ میں امام عارف باللہ شہاب الدّین احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اوّل اقطاب اس اُمّت مرحومہ کی امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ایک کے بعد ایک یہاں تک کہ پہونچا مرتبہ قطبیت کا قطب غوث فرد جامع سیّدی محیّ الدّین عبد القادر رضی اللہ عنہ تک۔ پس تصرّف کئے خدا کے اذن سے انتہےٰ۔

علاّمہ سیوطی اپنی کتاب تائید الحقیقۃ العلیہ میں کتاب لطائف المنن تاج الدّین ابن عطاء اللہ سے روایت کئے کہ اوّل اقطاب اس اُمّت مرحومہ کے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ خلفائے راشدین آپ کے پہلے ہوئے وہ کیوں اقطاب نہیں ہوئے۔ جواب اوس کا یہ ہے کہ مقام قطبیت خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور خلفائے اربعہ میں خلافت ظاہری و باطنی جمع تھی جبکہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ابتغاءً لوجہ اللہ

خلافت ظاہری کو ترک کئے تو اون کے لئے خلافت باطنی جو معرّا خلافت ظاہری سے ہے باقی رہی۔ پس اوّل اقطاب جو معرا خلافت ظاہری سے ہوا امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ ہیں باکمل وجہ اور نہیں جمع ہوئی خلافت ظاہری ساتھ خلافت باطنی کے بعد خلفاء اربعہ کے مگر یہ کہ ہوں عمرو بن عبد العزیز رضہ کتاب نور الابصار میں لکھا ہے کہ منادی اپنے شیخ ابو المواہب تونسی سے روایت کئے کہ پہلے جو مرتبہ قطبیت کا سید نا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل فرمائے تو حضرتہ خاتون جنّت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ پھر خلفاء اربعہ یکے بعد دیگرے۔ پھر امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ انتہےٰ۔

وجہ توفیق بین الروایتین کی یہ ہوسکتی ہے کہ اوّل مرتبہ قطبیت کا معرا خلافت ظاہری سے نساء میں حضرتہ خاتون جنّت فاطمۃ الزّہرا رضی اللہ عنہا کو اور مردوں میں امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ کو ملا۔

خصوصیت اولیاء اہلِ مناصب کی اس اُمّت مرحومہ کے ساتھ

علاّمہ شعرانی کتاب انوار قدسیہ میں لکھے ہیں کہ خصائص سے اس اُمّت مرحومہ کے یہ ہے کہ اس اُمّت مرحومہ میں اقطاب ابدال اوتاد وغیرہم ہیں

رضی اللہ عنہم

تفاضل فیما بین الاقطاب

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ بعض ارباب ارشادت نے لکھا ہے کہ اقطاب باعتبار مقامات کے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں اور یہ فضیلت فیما بین بوجہ اس کے ہے کہ ہر ولی او پر قدم ہر نبی کے ہے اور فیما بین انبیار علیہم السلام کے ایک دوسرے پر فضیلت ہے قولہ تعالیٰ ولقد فضلنا بعضھم علی بعضٍ۔ انتہےٰ۔

پس رد ہوا بعض قول اہل زمان کا کہ اقطاب بجمیع وجوہ مساوی المرتبت ہیں

انواع اقطاب کی

جامع اصول اولیار میں لکھا ہے کہ اقطاب تین قسم کے ہوتے ہیں قطب ارشاد قطب بلاد قطب متصرفین۔ علّامہ شعرانی طبقات کبریٰ میں شیخ ابو العباس مرسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ قطب فی العلم تھے اور سہل تستری رضی اللہ عنہ

قطب فی المقام تھے اور ابویزید بسطامی رضی اللہ عنہ قطب فی الحال تھے افضل اقطاب وہ ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہیں انتہی وہ سیدنا ومادنا وملجا ہما سید محی الدین عبد القادر جیلانی ہیں رضی اللہ عنہ۔

سواری غوث کی

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ انطاکی اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ میں نے ۳۱۵ھ میں مکہ معظمہ میں دیکھا۔ ایک قطب غوث کو کہ نام اون کا احمد ابن عبداللہ بلخی تھا وہ سونے کی گوسالہ پر سوار تھے۔ ہوا میں کہ اوسکو فرشتے سونے کی زنجیروں سے کھینچتے تھے میں نے اون کو کہا کہ آپ کہاں جاتے ہو اونہوں نے کہے کہ ایک برادر کی ملاقات کو جاتا ہوں کہ میں اون کا مشتاق تھا میں نے اونکو کہا کہ اگر آپ خدا سے دعا کرتے کہ وہ آپ کے پاس آتے اونہوں نے کہے کہ ملاقات کو جانے کا ثواب کہاں حاصل ہوتا۔

اسماء اون لوگوں کے جو اپنے زمانے میں اقطاب ابدال اوتاد وغیرہ تھے

فتاوے حدیثیہ میں لکھا ہے کہ ابن حجر ہیتمی نے فرماے کہ یزید ابن ہارون

نے کہے کہ ابدال اہل علم نافع ہیں جو جامع ہیں درمیان علم ظاہر اور باطن کے نہ اہل علم ظاہر فقط کہے امام احمد نے رضی اللہ عنہ کہ ابدال اہل حدیث نہوں تو کون ہیں اور مراد اہل حدیث سے امام احمد رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ جو اہل حدیث کے جامع ہیں درمیان علم ظاہر اور باطن کے اور محیط ہیں ساتھ احکام اور حکمتوں کے اور معارف اور اسرار کے مثل آئمہ ثلاثہ جو امام شافعی اور امام ابو حنیفہ ہیں رضی اللہ عنہم اور اون کے امثال۔ پس یہ لوگ بہترین ابدال اور اوتاد اور نجبا رہیں۔ پس پرہیز کر تو سوء ظن سے اون کے حق میں کہ شیطان اوس کو تجھے اچھا دکھاتا ہے۔ جس پر شیطان غالب ہیں اور وہ نور علم سے ہدایت نہیں پاے کہتے ہیں کہ ائمہ فقہا و مجتہدین اس مرتبہ کو نہیں پہونچے اور علماء متفق ہیں اس بات پر کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ اوتاد سے ہیں اور ایک روایت میں قبل وفات کے قطب ہوے اور ایسا ہی بعض آپ کے تابعین فقہا سے مثل امام نووی کے رضی اللہ عنہ اور مثل اون کے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اسماء اقطاب و ابدال و اوتاد جو بہجۃ الاسرار میں ہیں

اقطاب

حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ آپ قطب وقت ہیں تاج العارفین

ابوالوفا آپ قطب وقت ہیں رضی اللہ عنہ شیخ ابو محمد القاسم ابن عبد البصری رضی اللہ عنہ آپ قطب وقت تھے۔ شیخ ابوالحسن ابن الصباغ آپ قطب وقت تھے

ابدال و اوتاد

شیخ مطر باذرانی صدور ابدال و اوتاد سے تھے شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق اوتاد مصر سے تھے۔ شیخ عبد الرحمٰن طفسونجی اس طریق کے اوتاد ہیں شیخ ماجد کردی اوتاد اس طائفہ کے ہیں۔ شیخ ابوالبرکات ابن صخر ابدال مصر سے اور آپ مقدم رجال بحر اوتاد ہیں۔ شیخ ابو یعزی مغربی اوتاد مغرب سے ہیں رضی اللہ عنہم انتہےٰ۔

مؤلف کہتا ہے یہ سب اولیاء حضرت غوث اعظم محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مدح خواں ہیں اون میں سے جو لوگ کہ زمانہ مجلس قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ کو پاے وضع رقاب کرکے

ذکر ابدال کا خاصہ

فتح الربانی میں حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

کا ارشاد منقول ہے کہ ابدال کا نام ابدال اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ وہ نہیں ارادہ کرتے ہیں سوائے خدا کے ارادہ کے اور نہیں اختیار کرتے ہیں سوائے خدا کے اختیار کے حکم کرتے ہیں ظاہر شریعت پر اور عمل کرتے ہیں وہ اعمال کو جو شریعت میں وارد ہے۔ پھر تنہا ہوتے ہیں طرف اون اعمال کے جو اون کے لئے خاص ہیں۔ جس وقت اون کے درجات اور منازل ترقی پاتے ہیں تو اون کا عمل اوامر اور نواہی میں زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اوس مقام میں پہونچتے ہیں کہ اوس مقام میں نہ امر ہے نہ نہی ہے بلکہ اوامر اور نواہی اون میں متاثر اور منسوب ہوتے ہیں اور وہ حق تعالےٰ کے ساتھ غیبت میں ہیں مگر وہ حاضر ہوتے ہیں وقت آنے امر اور نہی کے تاکہ نہ باہر ہوں حدود شرعیہ سے اس لئے کہ ترک عبادات مفروضہ زندقہ ہے اور ارتکاب ممنوعات معصیت ہے۔ اوامر و نواہی ساقط نہیں ہوتے ہیں کسی شخص سے کسی حال میں۔ **ایضاً** نہیں ہوتے ہیں بدل بدل یہاں تک کہ بارہائے خلق اون کی پشت پر اور حق سبحانہ تعالےٰ اون کا متکفل ہوا اور باطن اون کا اوپر دستہائے رحمت آلہی کے ہوا۔

ایضاً کہے ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں کلام کیا میں نے مگر بعد چالیس شخص ابدال کے شہادت کے اون میں سری سقطی ہیں رحمۃ اللہ علیہ

ایضاً ابتدائے امر میں تکلیف ہے سات ترک خواہشات نفس کے اور دنیا کے اور آخر میں لینا ہے اوس کا اوّل متقین کے لئے اور ثانی ابدال کے لئے۔

ایضاً اولیاء ابدال انبیاء ہیں یعنے اون کے نائب اور وارث ہیں پس وہ جو تم کو حکم کریں اوس کو قبول کرو۔

تفاضل فیما بین ابدال

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ اولیاء دو قسم پر ہیں۔ بعض اون میں ابدال انبیاء ہیں۔ اور بعض اون میں ابدال مرسلین ہیں پس ابدال انبیا صالحین ہیں اور ابدال مرسلین صدیقین ہیں۔ پس فرق فیما بین صالحین اور صدیقین کی مثل فرق فیما بین آسمان اور زمین کے ہے۔

بیان اقتدار ابدال اور اون کے حال کا

بہجۃ الاسرار میں شیخ عبد اللہ محمد القرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص طریقۂ اولیاء اللہ کی تصدیق کرے وہ ولی ہے اور جو شخص اون کے حال یا مقام کو پاوے وہ بدل ہے۔ کہے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہر بدل قبضہ میں عارف کے ہے۔ اس لئے کہ سلطنت بدل کی آسمان سے زمین تک ہے اور سلطنت عارف کی عرش سے فرش تک ہے

ایسا ہی شعرانی طبقات میں بعض اولیاء اللہ سے روایت کئے۔

طعام ابدال کا

بہجۃ الاسرار میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طعام متقی کا وہ ہے کہ جس میں کسی کا حق اور شرع کا مواخذہ نہو اور طعام ولی کا وہ ہے کہ جس میں خواہش نفسانی نہو بلکہ وہ مجرد امر آلہی سے ہو اور طعام بدل کا وہ ہے کہ جس میں ارادہ نہو بلکہ خدا کے فضل سے ہو۔ پس جس کے لئے وصف اوّل متحقق نہو وصف ثانی متحقق نہو گا۔

وجہ تسمیہ ابدال کا

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ بعضوں نے وجہ تسمیۂ ابدال میں کہا ہے کہ کبھی وہ مسافری کرتے ہیں اور اپنے جاے پر مثل اپنا بدل چھوڑتے ہیں ایسا ہی کہے امام یافعی کفایۃ المعتقد میں اور علاؤ الدین قونوی نے شرح حاوی میں اور قاشانی کتاب اصطلاحات میں بعضوں نے کہا کہ اگر بعض اون سے حاضر نہوں اگر ایک ہی باقی رہے تو وہ ایک

سب کا کام کر لیتے ہیں۔ پس ہر ایک اون کا حکم میں جمع ۔ اسے یہ وجہ تسمیہ ابدال ہے۔

ابدال اور اخیار ہر ایک فریق کیلئے امام ہونا

جامع اصول اولیاء میں لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا ہے کہ ابدال چالیس ہیں۔ اخیار سات ہیں اور ہر ایک فریق کے لئے امام ہیں جو اون کے قطب ہیں۔

نماز ابدال کی

علامہ شعرانی طبقات میں لکھے ہیں ترجمہ میں ابو العباس مرسی رضی اللہ عنہ کہ نماز اون کی مختصر تھی وہ کہتے تھے کہ یہ نماز ابدال کی ہے۔

احادیث جو بیان میں ابدال و اوتاد کی وارد ہیں

عن عبادة ابن الصّامت رضی اللہ عنہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الابدال فی
امتی ثلاثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون
رواہ الحکیم باختلاف یسیرٍ وعن محمد بن عجلان عنہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی کل قرن من امتی
سابقون وھم البدلاء والصدیقون الخ وعن
ابی الدرداء قال ان الانبیاء اوتاد الارض فلما
انقضت النبوۃ ابدل اللہ تعالیٰ مکانھم قومًا من اُمّۃ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقال لھم الابدال لم
یفضلوا الناس بکثرۃ صوم ولا صلوۃ ولا تسبیح ولکن
بحسن الخلق وصدق الورع وحسن النیۃ وسلامۃ قلوبھم
لجمیع المسلمین والنّصیحۃ للہ تعالیٰ۔ ابتغاءً لمرضات اللہ
تعالیٰ الیٰ اٰخرہ رواہ الحکیم الترمذی فی النّوادر وعن
ابن مسعود عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لایزال
اربعون رجلا من امّتی یقال لھم الابدال الی اٰخرہ رواہ
فی المواھب عن ابن نعیم روی عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یکون فی امتی او ھٰذہ الامۃ قلوب
علی قلب ابراھٰیم وھم صنفٌ من البدلاء رواہ الحکیم
فی النوادر وعن عبادۃ ابن الصامت رضی اللہ عنہ
عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الابدال فی ھٰذہ الامۃ

ثلثون رجلا الی اٰخرہ رواہ احمد وعن عوف ابن مالک
عنه صلی اللہ علیه واٰله وسلم الابدال فی اهل الشام
الی اٰخرہ رواہ الطبرانی وعن امیر المومنین علی رضی اللہ عنه عنه صلی اللہ
علیه واٰله وسلم مثله رواہ احمد ایضا عن علی رضی اللہ عنه
عنه صلی اللہ علیه واٰله وسلم لاتسبوا اهل الشام
فان فیهم الابدال رواہ الطبرانی فی الاوسط وعن
انس ابن مالک رضی اللہ عنه عنه صلی اللہ علیه واٰله وسلم
مثله رواہ فی روض الریاحین عن جماعة عن الائمة ورواہ الحکیم
فی النوادر موقوفا ورواہ ابن عدی فی الکامل وعن
حذیفة بن الیمان رضی اللہ علیه قال الابدال وهم
اربعون ثلثون رجلا منهم علی قلب ابراهیم علیهم السلام
والعصب رجال یشبهون بالابدال وعن انس رضی اللہ
عنه مثله فی الابدال فقط رواہ الحکیم فی النوادر وعن
بکیر بن خنیس عنه صلی اللہ علیه واله وسلم علامة
ابدال امتی انهم لا یلعنون شیئا رواہ ابو الدنیا فی تاریخ
الاولیاء وعن الکنانی فی تعداد اولیاء اهل المناصب
مثل ما رویناہ سابقاہ کذا فی المواهب عن تاریخ خطیب
البغدادی وعن عبادة ابن الصامت رضی اللہ عنه عنه صلی اللہ
علیه واٰله وسلم مثله رواہ احمد وعن انس رضی اللہ عنه

عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ رواہ الخلال فی
کرامات الاولیاء والدیلمی فی مسند فردوس وعن ابن
عمر رضی اللہ عنہما عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خیار امتی فی کل قرن خمس مأۃ والابدال اربعون
الی آخرہ رواہ الیافعی فی روض الریاحین وعن
ام سلمۃ رضی اللہ عنہا فی حدیث ظہور المہدی
مرفوعًا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان المہدی
یبایعونہ ابدال الشام وعصائب اہل العراق رواہ
ابوداؤد وعن الحسن رضی اللہ عنہ عنہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ان بدلاء امتی لم یدخلوا الجنۃ
بکثرۃ صوم ولا صلوۃ ولکن دخلوہا برحمۃ اللہ و
سلامۃ الصدر وسخاء الانفس ورحمۃ لجمیع المسلمین
رواہ الحکیم فی النوادر وعن عطاء مرسلا عنہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم الابدال من الموالی ولا یبغض الموالی
الا منافق رواہ الحکیم فی الکنی وعن ابن مسعود رضی اللہ
عنہ عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یزال اربعون
من امتی علی قلب ابراہیم یدفع اللہ بہم یقال لہم الابدال
(یعنی البلاء ۱۲)
الی آخرہ رواہ فی الحلیۃ کذا فی المواہب وعن امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ قال الاوتاد ابناء الکوفۃ قال فی الزرقانی شرح المواہب

ای اصلحهم لامرهم رواه ابن عساکر وعن رسول الله صلی الله
علیه واله وسلم فی کل قرن من امتی سابقون وهم
البدلاء الصدّ یقون رواه الحکیم الترمذی یہ سب احادیث
رسالہ احسن الاقوال فی فضائل الابدال سے نقل کیا ہے
جو فاضل کامل اکرم علی کی تصنیف ہے اونہوں نے چالیس احادیث فضائل
ابدال و اوتاد میں جمع فرمائے خدا اون کو جزاء خیر عطا فرمائے اون احادیث
سے جس میں ابدال و اوتاد کا ذکر صراحتًہ ہے اوس کا ذکر کیا گیا اور جن احادیث
میں ابدال و اوتاد کا ذکر کنایتًہ ہے اون کو حذف کیا اب میں اون دعا
کو ذکر کرتا ہوں جو متعلق بہ ابدال و اوتاد ہیں اون کا ذکر رسالہ
احسن الاقوال میں ہے دعا جو بسبب مداومت اوس کے آدمی
ابدال میں لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے وعن معروف الکرخی رضی الله
عنه قال من قال اللهم ارحم امة محمد صلی الله علیه واله
وسلم کل یوم کتب الله من الابدال ترجمہ
روایت ہے معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے کہ جو شخص ہر روز یہ دعا کہے
اللّٰهمّ ارحم امة محمد صلی الله علیه واله وسلم یعنی اے خدا تو امت محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم
پر رحم کر تو خدا اوسکو ابدال سے لکھتا ہے۔ یہ روایت مواہب لدنیہ میں ہے۔
اور بھی حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ جو شخص یہ دعا
ہر روز دس بار کہے اللهم اصلح امة محمد صلی الله علیه واله وسلم
اللّٰهمّ فرج عن امة محمد صلی الله علیه واله وسلم- اللهم

ارحم امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ شخص ابدال سے لکھا جاتا ہے۔ ابونعیم نے حلیہ میں روایت کئے اور مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ جو شخص کہ مومنین اور مومنات کے لئے ہر روز ستائیس بار مغفرت چاہے تو وہ شخص اون لوگوں سے لکھا جاتا ہے کہ جن کی دعا مستجاب ہوتی ہے اور اونکے باعث سے اہل زمین رزق دئے جاتے ہیں۔ اس کو طبرانی نے روایت کئے۔

مؤلف کہتا ہے یہ صفت اوتاد و ابدال کی ہے کہ اون کی دعا مستجاب اور اون کے باعث سے اہل زمین رزق دئے جاتے ہیں۔

ذکر افراد کا خاصۃ

وفی الفتح الربانی عن الغوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ احاد افراد یخاطبون فی الدنیا مخاطبتھم یوم القیامۃ۔

ایضاً فیہ احاد افراد انکسارھم لاجل الحق قال الفاضل سید حبیب اللہ فی شرحہ علی القصیدۃ الغوثیۃ نقلاً من کتاب اسرار المناقب واما المفردون منھم من ھو علی قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومنھم خاتم الاولیاء الخاص قال فی الکواکب الظاھرۃ

نقلاً عن کتاب اخبار الاذکیاء باخبار الاولیاء للعارف ابی المواہب الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ ومن الاولیاء افراد وھم الخارجون عن دائرۃ القطب ترجمہ فتح ربانی میں ارشاد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا منقول ہے کہ احاد افراد خطاب کئے جاتے ہیں خدا کی جانب دنیا میں مثل خطاب کئے جانے اونکی قیامت میں ایضاً احاد افراد انکسار اون کا واسطے خداے تعالےٰ کے ہے کہے مولوی سید حبیب اللہ نے شرح قصیدۂ غوثیہ میں نقل کتاب اسرار مناقب سے لیکن افراد ہیں بعض اون سے اوپر قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں انتہیٰ۔

میں نے افراد کی صفات جامع اصول اولیا سے ذکر کرچکا ہوں کہے کواکب ظاہرہ ہیں جو کتاب اخبار اذکیا سے منقول ہے کہ بعض اولیاء افراد ہیں اور وہ خارج ہیں دائرۂ قطب سے۔

مؤلف کہتا ہے کہ اسی وجہ سے افراد نظر سے خضر علیہ السلام کے باہر ہیں اس لئے کہ خضر علیہ السّلام نقیب ہیں اہل خدمات اولیا کے مثل اقطاب اور جو اون کے دائرہ میں ہیں۔ بہجۃ الاسرار میں قطب وقت شیخ عبدربہ البصری رضی اللہ عنہ نے خضر علیہ السّلام سے روایت کئے کہ خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں نے عمر میں ایک واقعہ عجیبہ دیکھا وہ یہ کہ ایک میاں اوران کی بیوی سے مجھ سے ملاقات ہوی جو چادر اوڑھی ہوی سورہی تھی تو میں نے اپنے پیر کے اشارہ سے اون کو بیدار کیا تو مجھکو ارشاد الٰہی ہوا کہ جن کو ہم دوست

رکھتے ہیں اون سے ادب اختیار کرو اور بعد اوس کے وہ میری نظر سے غائب ہوگئے اور میں نقیب اولیاء ہوں میری نظر سے کوئی ولی غائب نہیں ہو سکتے ہیں خدا سے پوچھا کہ اے پروردگار میں نقیب اولیا ہوں میری نظر سے وہ کیسے غائب ہو خدا نے مجھہ کو ارشاد فرمایا کہ اے خضر تم اون کے نقیب ہو جو ہم سے محبت رکھتے ہیں اور یہ اون لوگوں سے ہیں جو ہم اون سے محبت رکھتے ہیں یعنے ہمارے محبوبوں سے ہیں انتہی اور مقام فردیت مقام محبوبیت ایک ہے واللہ اعلم ہمارے مرشد حضرت سید شاہ غلام محمد قادری قدس سرہ آپ کو مقام فردیت کا حاصل ہے۔ آپ کو خطاب شاہ محبوب اللہ کا ہے فرداً من افراد اللہ کا بھی ہے۔ بقیہ روایت پھر خضر علیہ السلام نے خدا سے پوچھے کہ اے بار تعالی کہ جس کو تو دوست رکھتا ہے اون کا مرجع کون ہے۔ خدا نے ارشاد فرمایا کہ عبد القادر ہیں۔ پس ہمارے پیر و مرشد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سید الافراد اور سید المحبوبین ہیں امام شعرانی طبقات میں شیخ ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمائے یا اولادی الدنیا کحلقۃ بین یمین اولیاء اہل التمکین قوم یمشون الی الاقطاب وقوم یاتون الیھم الاقطاب **ترجمہ** اے میرے اولاد دنیا مثل حلقہ کے دست ہائے راست اولیاء اہل تمکین میں ہے ایک قوم ہے اقطاب کے طرف آتی ہے ہیں ایک قوم ہے کہ آتے ہیں اقطاب اون کی طرف انتہی۔ پس اگر مراد اقطاب سے ماسوائے اغواث ہیں جو حافظان اقالیم سبعہ ہیں تو ظاہر ہے کہ ان

اقطاب کے مرجع اغواث ہیں جو یہ مذہب اکثر کا ہے تو مراد اون اولیا سے جن کے طرف غوث آتے ہیں افراد کے سوائے معلوم نہیں ہوتی واللہ اعلم اس لئے کہ محققین فرماتے ہیں کہ افراد مثل ندمار ملک ہیں کہ اون کو قطب سے کچھ تعلق نہیں اور اغواث اولیار اہلِ خدمات سے ہیں۔ پس اہل خدمات گو کیسے ہی مرتبہ کے خدمت پر ہوں اون کو ندمار ملک اور مقربان بارگاہ شاہی سے ضرور کام پڑتا ہے اس لئے خضر علیہ السلام باوجود نقیب جملہ اولیار اہل خدمات اغواث ہیں مگر آپ کی حضوری حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مجالس وعظ و غیر مجلس وعظ میں اکثر رہا کرتی اور خضر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص کہ سعادت حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اوس کو چاہیئے کہ وہ اپنے پر حضوری مجلس غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لازم کرے اور بھی خضر علیہ السلام امتثال امر حضرت غوثیہ کے لئے مستعد رہتے۔ تفصیل اس کی ہم نے اپنی کتاب فوز المطالب اور خصائص غوثیہ میں بہجۃ الاسرار اور قلائد الجواہر سے جو باسناد صحیحہ لکھے ہیں بیان کئے۔ پس حضوری خضر علیہ السلام کی بکثرت مجالس غوثیہ میں اور بھی مستعد رہنا آپ کا بامتثال امر غوثیہ اس لئے تھا کہ آپ جیسے غوث اعظم ہیں اغواث میں ویسا ہی سید افراد ہیں افرادمیں رضی اللہ عنہ بہجۃ الاسرار میں اسناد صحیحہ سے قطب وقت شیخ رسلان دمشقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں
هو القطب العالی الفرد السامی سید باز الشهب یعنی آپ
قطب وغوث بلند مرتبہ کے ہیں جیسا مذہب اکثر کا ہے کہ مراد قطب
سے غوث ہوتی ہے اس لئے لقب آپ کا غوث اعظم ہوا اور خدا کی
جانب سے آپ مخاطب بہ غوث اعظم ہوئے۔ رشحات میں مذکور ہے
اور آپ فرد سامی ہیں یعنی بڑے مرتبہ کے فرد ہیں اور جو عارفین
بباعث بلند پروازی کے باز اشہب سے ملقب ہوئے۔ آپ سب کے
سردار ہیں۔

ذکر فضیلت علمائے باطن کا علمائے ظاہر پر

جامع اصول اولیاء میں لکھا ہے العامة هم الذين
اقتصروا علی الشريعة وتسمى علماء هم علماء الرسوم
ترجمہ عام مومنین وہ ہیں کہ اکتفا کئے شریعت پر اور انکے
علماء کا نام علمائے رسوم ہے۔

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے کتاب انوار قدسیہ فی
آداب العبودیہ میں لکھا ہے کہے امام عبد اللہ یافعیؒ کہ میں قریب دس
سال اس بات کے تردد میں رہا کبھو میرا دل فقہا کی طرف خواہش

کرتا کبھی طریقۂ فقرا کے طرف میل کرتا۔ پس ایک وقت میں ایک اولیائے
یمن کے ساتھ ہم صحبت ہوا۔ پس اونہوں نے براہ کشف میرے ارادہ
کو جان لئے اور فرمائے کہ اے میرے فرزند ابتدا ابتدائے فقیری کے نہایت
فقیہ کی ہے اس لئے کہ ابتدائے فقیری کی خالی ہونا قلب کا ہر شے سے
اور اخلاص خدا کے لئے جمیع عبادات میں اوس کے اور طلب نہ کرنا
اپنے عبادات کا عوض خدا سے اور یہ نہایت ہے فقیہہ کی پھر ترقی کرتا
ہے فقیر طرف درجات قرب اور مواہب الٰہی کے پھر فرمائے وہ ولی نے
میں چاہتا ہوں کہ میں تم کو نتیجہ اوس علم کا دکھاؤں کہ تم جس علم کو طلب
کرتے ہو اور ثمرہ فقیری کا بھی۔ پس اونہوں نے ایک اکابر علماء کو بلا
بھیجے اور حاضرین مجلس کو فرمائے کہ نہ ان کی تعظیم کریں نہ اون کو مجلس
میں جا دیویں پس وہ عالم آئے اور کوئی جائے مجلس میں سوائے
صف نعال کے نہیں پائے اور کسی نے اون کی طرف التفات نہیں کیا
پس وہ عالم اپنے دل میں مکدر ہوئے اور قریب تھا کہ وہ عالم اونکو
منسوب بکفر کریں۔ پس فرمائے وہ ولی نے اون عالم کو کہ اے فقیہہ میں
اپنے دل میں تمہاری طرف سے کچھ بات پاتا ہوں۔ پس عالم نے کہے دو
انگشت اپنے ملا کر کہ میں تمہارے طرف سے دو بات پاتا ہوں اور پلٹ
گئے گالیاں دیتے ہوئے اون کو اور اون کی جماعت کو پس کہے وہ
ولی نے مجھکو کہ دیکھو نتیجہ اوس علم کا جس کو تم طلب کرتے ہو یعنی اون کا
علم اون کے دل میں کبر پیدا کیا کہ اون کی تعظیم نہ کرنے سے وہ غصہ ہوئے

اور طالب تعظیم ہووے۔ ایسے علم سے حدیث میں پناہ چاہی گئی ہے کہ یہ علم
اون کا اون کو نافع نہیں ہوا۔ حدیث میں آیا ہے اعوذ باللہ من
علم لاینفع اب جس کا علم نافع ہوا اون کا بھی ذکر ہوتا ہے وہ یہ ہی
پھر انہوں نے ایک درویش کو بلا بھیجے وہ آوے اور جاوے نہونے سے صفِ
نعال کے پاس بیٹھ گئے اور نعال کو لوگوں کے درست کئے اون کے سلام کا
کوئی جواب نہیں دئے مگر ایک شخص یعنی واسطے اداے فرض کفایہ کے۔ پھر
اون ولی نے اون درویش سے کہے کہ میں تمہارے طرف سے اپنے دلمیں
کوئی بات پاتا ہوں۔ پس وہ درویش نے کہے کہ میں خدا سے بخشائش اپنے
گناہوں کی چاہتا ہوں اور برہنہ سر واسطے عاجزی کے ہوگئے۔ پس وہ ولی
نے کہے کہ تم فقراء کے طریقہ کو دیکھو۔ امام یافعی نے فرمائے کہ میں طریقۂ فقراکو
اختیار کیا۔ پھر امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اے برادر تو اس حکایت کو تامل کر
او رمشغول ہو تو اُس چیز کے طرف جو یہ ثمرہ تجھ میں پیدا کرے اور پرہیز کر تو جمع
کرنے سے علم کے بغیر عمل کے بسبب اعتماد کے اون احادیث پر جو فضیلت علم
میں وارد ہیں مثل العلماء ورثة الانبیاء علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل کے پس بہ تحقیق کہ فرماے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جسکو علم زیادہ ہوا اور اوس کو ہدایت نیک اعمال کے نہ ہو تو وہ خدا سے
دور زیادہ ہے اور جان تو کہ انبیا علیہم السّلام کی میراث حقیقی پر نہیں مرے
مگر علماء حدیث جو باسانید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کئے اس لئے کہ وہ ناقلین وحی ہیں وارث انبیاء ہیں ساتھ پہونچانے احکام وحی

کے خلق کے طرف جیسا کہ ہمارے شیخ نے ہم کو فرمائے ہیں - پس
واسطے علماء حدیث کے حصہ ہے رسالت ہیں اور فقہا کو یہ درجہ
کہاں حاصل ہے - پس نہیں محشور ہوں گے وہ رسولوں
کے سات بلکہ وہ محشور ہوئیگے سات عام مومنین کے - پس نہیں جاری ہوتا ہے
نام علماء کا حقیقۃً مگر علماء حدیث پر ایساہی عُبّاد زہاد وغیرہم اہل آخرت سے
جبکہ نہوں وہ اہل حدیث حکم اونکا حکم فقہا کا ہے جو اہل حدیث نہیں ہیں - پس
محشور ہوں گے وہ عام مومنین کے ساتھ اور تمیز پاوینگی وہ عام مومنین سی بسبب
اعمال صالحہ اپنے نہ بوجہ درجات قرب الٰہی کے جیسا کہ فقہا تمیز پاتے ہیں
دُنیا میں علمی شہرت سے جب تونے یہ بات جان لیا کہ تیرا علم بغیر عمل کے قلیل النفع
ہے اور نہیں آسان ہوگا تجکو عمل بغیر تزکیۂ باطن تیرے تو جا تو اون کے پاس
جو کہ طریقۂ صواب تزکیۂ نفس کا تجھکو بتلادیں - حق تعالے نے فرمایا ہے کہ گھروں
میں اوس کے دروازوں سے آؤ اور بہ تحقیق کہ ایک وقت شیخ عباد مالکی رضی اللہ
عنہ ساتھ سیّدی ابی مدین رضی اللہ عنہ کے جمع ہوی - پس شیخ ابو مدین رضی اللہ
عنہ نہ اون کی تعظیم کئے اور نہ اون کی جانب ملتفت ہوے - پس شیخ عباد نے
شیخ مدین کو کہے کہ یا سیّدی کیا چیز مانع ہوی آپ کو کہ آپ میرا حق جو تعظیم ہے
مجھکو دیں پس شیخ ابو مدین نے فرماے کہ کیونکر تمہارا حق تعظیم کا ادا کروں کہ
تم مُشرک ہو شیخ عباد نے کہے کہ وجہ میرے مشرک ہونے کی کیا ہے شیخ ابو مدین
فرماے کہ تمہارا حال جس میں تم اب ہو کہ تم اپنے لئے تعظیم اور تکریم طلب کرتے ہو
اور طلب تعظیم کا کوئی سزاوار نہیں ہے سواے خدا کے پس جو شخص اوس چیز کو

چاہتے جس کا مستحق سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے اور طلب کرے اس بات کو کہ مثل خدا کے طلب تعظیم میں ہو جاوے تو وہ کیونکر تعظیم کا مستحق ہوگا بلکہ وہ اہانت کا مستحق ہوگا۔ پھر شیخ عباد ایک ساعت تامل کئے پھر کلمہ توحید پڑھے۔ کہے اب میں نے توبہ کیا اور اب اسلام میں داخل ہوا یعنی کمال اسلام میں امام شعرانی فرماتے ہیں خدا رحم فرماوے اونہوں نے سچ کہے کہ اسلام نام اطاعت کا اور ترک منازعت اوصاف حق تعالیٰ میں اور اوس چیز میں جس کا مستحق خدا ہے اور ملازمت اعمال صالحہ کے کرنا اور اپنے نفس کو سب سے حقیر جاننا انتہی حاصل اس سب تقریر کا یہ ہے کہ عمل آسان نہیں ہوتا مگر ساتھ تزکیہ قلب کے۔ خدا تعالیٰ فرمایا قد افلح من زکّٰها وقد خاب من دسّٰها اور تزکیہ قلب کے دو شکل ہیں ایک یہ کہ خدمت علم حدیث کرے بخلوص وخضوع جیساکہ محدثین سابقین فرماے کہ انوار کلام نبوی سے جو وحی الٰہی ہیں تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی جیساکہ کہے ہیں کہ کثرت درود کی قائم مقام شیخ کے ہوتی ہے۔ دوسری تربیت مرشد کامل کی دیکھو کہ علماء محدثین بھی اتخاذ شیخ کئے امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی باوجود ہونے اون کے عالم متبحر علم حدیث میں مرشد کو اختیار کئے آپ کے مرشد مراکشی ہیں رحمۃ اللہ علیہ جیساکہ علامہ شعرانی نے کتاب انوار قدسیہ میں اسکی نقل کی اور علامہ قسطلانی باوجود کامل ہونے اون کے علم حدیث میں خرقہ سہروردیہ پہنے جیساکہ علامہ شعرانی طبقات کبریٰ میں نقل کئے اور علامہ حافظ الحدیث شیخ جلال الدین سیوطی طریقہ شاذلیہ اختیار کئے۔ علی ہذا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم یہ متقدمین سے اور متاخرین سے بہت مثل شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی

اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث و شاہ عبد العزیز صاحب محدث اکثر اولیاء جامع
فیما بین علم ظاہر و باطن ہوئے رضی اللہ عنہم و عنا بہم۔ کو اکب ظاہرہ میں لکھا ہے
کہ امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ باوجود جلالت شان اون کے بعض حضرات
صوفیہ کے پاس بہت آمد و رفت رکھتے۔ پس بعض لوگوں نے اون سے کہا کہ باوجود
آپ کے جلالت مرتبہ کے اون بوڑھے کے پاس آپ آمد و رفت رکھتے ہو۔ امام احمد
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اون کے پاس راس ہے سب امور کا جو خدا کی معرفت
ہے۔ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو العباس مرسی رضی اللہ عنہ سے نقل
کرتے ہیں۔ شارکنا الفقہاء فیما ھم فیہ ولم یشارکون فیما نحن
فیہ **ترجمہ** شریک ہوئے ہم گروہ عارفین علوم میں فقہا کے اور فقہا ہمارے
علوم میں شریک نہیں ہوئے **ایضاً** سیدی محمد مغربی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے
طبقات کبریٰ میں روایت ہے من واجب حسنات الابرار شعور الاغیار
لترتیب العبادۃ والاحکام فی ھذہ الدار وان کانت
سئیات المقربین الذین ھم استغرقھم الانوار واستھلک
عندھم ماسوی الحق کما استھلک اللیل فی النھار **ترجمہ**
حسنات ابرار میں واجب یہ ہے کہ وہ اغیار کو دیکھیں تاکہ عبادۃ اور احکام
شریعت اون سے متحقق ہوں اگرچہ یہ امر سئیات مقربین کا ہے جو اون کو
انوار نے مستغرق کیا ہے اور سوائے حق تعالیٰ کے اون کے نزدیک ہلاک
ہوا جیسا کہ ہلاک ہوئی رات دن میں انتہی۔ پس حسنات الابرار سئیات المقربین
جو یہ فقرۂ عارفین کے پاس معروف و مشہور ہے اوس کے معنے آپ نے بیان فرمائے

پس مقصود اس سے یہ ہے کہ ابرار بہ شہود اغیار خدا کی عبادت کرتے ہیں اور
مقربین بارتفاع اغیار خدا کی عبادت کرتے ہیں کہ یہ مقام انبیا علیہم السلام
کا ہے **ایضاً** طبقات میں ابو محمد سفیان ابن عیینہ سے رحمۃ اللہ علیہ مذکور ہے الجہاد
عشرۃ فجہاد العدو واحد منہا وجہاد النفس تسعۃ **ترجمہ**
جہاد نفس و شمن ہیں اور جہاد دشمن کا اون میں سے ایک ہے اور جہاد نفس کے نو ہیں
انتہی۔ پس اہل ظاہر کے واسطے ایک جہاد ہے اس لئے یہ جہاد اصغر ہوا اور
اہل باطن اولیاء اللہ کے لئے نو جہاد۔ اس لئے یہ اکبر ہوا۔ طبقات کبریٰ میں
سیدی علی الدمیری رضی اللہ عنہ منقول ہے انما کان مشائخ القوم یجیبون عن
قبورہم دون مشائخ الفقہاء فی الفقہ لصدق الفقراء فی اعتقادہم
فی اشیاخہم دون الفقہاء فلو صدق الفقیہ فی الاعتقاد لاجابہ
الشافعی رضی اللہ عنہ وخاطبہ مشافھۃً **ترجمہ** مرشدین
اولیاء اللہ کے جواب دیتے ہیں اون کو اپنے قبور سے سوائے اساتذہ فقہاء
کے جو فقہ میں اون کے اوستاد ہیں واسطے صادق ہونے درویشوں کے اپنے اعتقاد
میں اپنے مرشدین کے حق میں سوائے فقہاء کے۔ پس اگر صادق ہو فقیہ اپنے
اعتقاد میں تو البتہ اون کو امام شافعی رضی اللہ عنہ جواب دیں اور بالمشافہہ
اون سے کلام کریں۔ علامہ سیوطی نے اپنے کتاب تائید الحقیقۃ العلیہ
وتشیید الطریقۃ الشاذلیہ میں چند احادیث اثبات میں علم حقیقت کے روایت
کئے ہیں اون میں سے یہ حدیث ہے اخرجہ الغربانی فی تفسیرہ عن الحسن
رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لکل اٰیۃ ظہر و بطن ظہر الاٰیۃ ما ظہر من معانیہا لاھل العلم بالظاہر وبطنہا ما تضمنہ الاسرار التی اطلع اللہ علیہا من ارباب الحقائق واخرج ابونعیم عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان القراٰن انزل علی سبعۃ ما منہا حرف الا ولہ ظہر و بطن وان امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ عندہ من العلم الظاھر والباطن **ترجمہ**

روایت کئے غربانی نے اپنے تفسیر قرآن میں امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہ فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہر آیت کے لئے ظاہر ہے اور باطن ہے ظاہر آیت وہ ہے جو معانی آیت کے اہل علم ظاہر کے لئے ظاہر ہوے اور باطن آیت وہ ہے کہ متضمن ہے جن اسرار کو جو خدا اون اسرار پر ارباب حقائق کو مطلع کیا اور روایت کئے ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ قرآن ساتھ حرف یعنے سات قرأت پر نازل ہوا نہیں ہے کوئی حرف اوس سے مگر واسطے اوس کے ظاہر ہے اور باطن ہے اور تحقیق کہ سیدنا امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس علم ظاہر اور علم باطن ہے۔ پہلے علم حقیقت کے ساتھ کون کلام کئے علامہ سیوطی نے اپنی کتاب تائید الحقیقۃ العلیہ میں لکھے ہیں قال صاحب التعرف ممن نطق بعلوم القوم وعبر عن مواجید ھم بعد الصحابۃ رضی اللہ عنہم علی ابن الحسین زین العابدین وابنہ الباقر وابنہ جعفر الصادق واویس القرنی والحسن البصری وابو حازم سلمۃ ابن دینار وعبد الواحد ابن زید وعتبۃ العلام و ابراھیم ابن ادھم وفضیل ابن عیاض وابنہ داؤد الطائی

وسفیان الثوری وابوسلیمان الدارانی وابنه سلمان واحمد ابن ابی الداری وذوالنون المصری فی اٰخرین وذکر غیرہ اوّل من نجم بالطریق علی ابن ابی طالب ثم ابنه الحسن رضی الله عنهما وعنهم اجمعین قلت انما کلام علی رضی الله عنه وهو الذی اورده کثیر من الصوفیه فی کتبهم الی اٰخره **ترجمہ** صاحب تعرّف نے کہا جو لوگ کہ علوم اولیاء کے ساتھ کلام کئے اور اون کے احوال کو بیان کئے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے امام زین العابدین اور اون کے فرزند امام باقر اور اون کے فرزند امام جعفر صادق اور اویس قرنی اور حسن بصری اور ابوحازم سلمۃ ابن دینار اور عبد الواحد ابن زید اور عتبہ ابن العلام اور ابراہیم ابن ادہم اور فضیل ابن عیاض اون کے فرزند داؤد طائی اور سفیان ثوری اور ابوسلیمان الدارانی اون کے فرزند سلمان اور احمد ابن ابی داری اور ذو النون المصری متاخرین سے ہیں اور ذکر کئے غیر صاحب تعرف نے کہ اوّل جو کلام طریقت میں کئے سیدنا امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور آپ کے صاحبزادے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہما وعنہم اجمعین۔ مصنّف فرماتے ہیں کہ کلام سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا اوس کو بہت سے صوفیہ نے اپنی کتابوں میں بیان کئے۔

اقسام علوم کی باعتبار نافع اور ضار ہونے کے علّامہ سیوطی نے اوسی کتاب میں کہا ہے قال یحی بن عمار التیمی السجستانی العلوم خمسة علم هو حیاة الدّین وهو علم التوحید وعلم فهو قوت الدّین وهو علم

العظة والذکر وعلم هو دواء الدین هو علم الفقه وعلم داء الدین وهو اخبار فتن السلف وعلم هو هلاک الدین هو علم الکلام

ترجمہ کہتے ہیں یحییٰ ابن عمار کہ علوم پانچ قسم پر ہیں ایک علم ہے کہ وہ دین کی حیات ہے وہ علم پند و نصائح کا ہے اور ایک علم ہے کہ وہ دین کی دوا ہے وہ اخبار فتنہ ہائے سلف کا ہے اور ایک علم ہے کہ وہ باعث ہلاک دین ہے وہ علم کلام ہے انتہیٰ۔ علم کلام میں اگرچہ دفع شکوک مذاہب ضالّہ ہے مگر اوس علم میں بعضے جا سے شکوک فلاسفہ اور مذاہب ضالّہ بیان کرکے اوس کا جواب دیئے تاکہ کوئی شک وشبہہ مذہب اہل سنّت میں باقی نہ رہے مگر طبائع مختلف ہیں طبع سلیم فہم رسا ہر کسی کے لئے کہاں نصیب ہے۔ پس اکثر اوقات شکوک مذہب اہلِ سنّت پر لوگوں کے دلوں میں جم جاتے ہیں اور جواب اوس کا جو اہلِ سنّت کی طرف سے دیا گیا باعث دقیق المسلک ہونے کے نہیں جمتا وہ علم کلام اوس شخص کے حق میں باعث ضلالت ہو جاتا ہے کہ قبل حاصل کرنے علم کلام کے اوس کا ذہن شکوک سے خالی تھا علم کلام سے اوس کے قلب میں شکوک مذہب حق پر پیدا ہو گئے اسی لئے علماء اہل حقائق علم کلام کے شغل سے منع کرتے ہیں بعضے علماء ظاہر فرمائے کہ اگر اس کا اشتغال بہ نیت خیر کرے جائز ہے۔

انواع علماء باطن کے علّامہ سیوطی اوسی کتاب میں لکھے ہیں کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے معرفت الٰہی کا حال جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا والمرتبۃ العلیا فی ذٰلک للانبیاء علیہم السلام ثم للاولیاء العارفین

ثم للعلماء الرّاسخین ثم للصّالحین ترجمہ مرتبہ علیا معرفتِ آلہی میں انبیاء علیہم السلام کا ہے پھر اولیاء عارفین کا پھر علماء راسخین کا پھر صالحین کا۔ پس مقدم کئے شیخ نے اولیاء اللہ کو علماء پر اور بہت سے دلائل درباب فضیلت اولیاء کے علماء پر بیان کرکے کہے وقال ابوطالب المکی فی کتاب قوت القلوب علماء الظّاہر زینة الارض والملك وعلماء الباطن زینة السّما وزینة الملکوت علماء الظاہر اہل الخبر واللسان وعلماء الباطن ارباب القلوب والبیان وقال بعض العارفین علم الظّاہر محکوم وعلم الباطن حاکم والمحکوم موقوف حتی یجئ الحاکم فیه وقال بعض العارفین لمن لم یکن نصیب له من هذا العلم یخاف علیه بسوء الخاتمة وادنی النّصیب التصدیق

ترجمہ اور کہے ابوطالب مکی نے اپنی کتاب قوۃ القلوب میں علماء ظاہر زمین کی اور ملک کی زینت ہیں اور علماء باطن زینت آسمان کی اور زینت ملکوت کی ہیں علماء ظاہر وہ اہل خبر و لسان ہیں اور علماء باطن ارباب قلوب اور بیان ہیں اور کہا بعض عارفین نے علم ظاہر محکوم ہے اور علم باطن حاکم ہے اور محکوم موقوف ہے یہاں تک کہ حاکم آوے اور کہا بعض عارفین نے کہ جس کو اس باطن سے حصہ نہوا اوس کے لئے خوف سوء خاتمہ

کا ہے ادنے حصہ علم باطن کا یہ ہے کہ علم باطن کی تصدیق کرے اوس کا انکار نکرے جیسا کہ بعض متعصبین اوس کا انکار کرتے ہیں ائمہ اربعہ مجتہدین میں سے کسی دو امام کا یہ قول ہے اذا لم تکن العلماء اولیاء فلیس للہ ولیؒ کواکب ظاہرہ میں اوس کے یہ معنے لکھے ہیں کہ جو علماء کہ اپنے علم پر قولاً اور فعلاً عمل کرتے ہیں وہ اولیاء ہیں ورنہ اگر ہم کہیں ساتھ عموم معنے لفظ علماء کی جو صادق ہے اہل ظاہر اور اہل باطن پر تو البتہ لازم آئیگا کہ جمیع علمائے ظاہر اولیاء ہیں مطلقاً خواہ وہ عامل اپنے علم پر ہوں یا نہ ہوں یہ قول باطل ہے بلا شک اس لئے کہ علم ظاہر حاصل ہوتا ہے ساتھ کسب کے باوجود معاصی کے بخلاف علم باطن کے کہ وہ نہیں حاصل ہوتا ہے مگر علماء باللہ ارباب ولایات کو امام عبد اللہ یافعیؒ نے نشر محاسن میں فرماتے ہیں جان تو کہ علوم اور معارف لدنیہ خاص ہیں اون کے ساتھ جو ولی اور صدیق ہیں اور علوم ظاہرہ پاتا ہے اونکو صالح اور زندیق ۔

قسم اون علماء کی جو جامع ہیں درمیان علم ظاہر اور علم باطن کے

کواکب ظاہرہ میں عوارف المعارف سے منقول ہے۔ جان تو

جو علماء کہ جامع ہیں درمیان علم ظاہر اور علم باطن کے دو حالت پر ہیں بعض اون میں وہ ہیں جو علم حقیقت اون پر غالب ہے ۔ مثل ابو القاسم جنید بغدادی اور سید ابو الحسن شاذلی اور مثل اون کے رحمۃ اللہ علیہما اور بعض اون سے غالب ہیں ان پر علم شریعت مثل امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل اور مثل اون کے رحمۃ اللہ علیہم کہ جامع ہیں وہ درمیان علم حقیقت اور شریعت کے ۔

معرفت اولیاء اللہ کی کہ ولی کن نبی کے قدم پر ہیں اور بیان فضل علم شریعت اور علم حقیقت کا اور فرق فیما بین علم شریعت اور علم حقیقت کے

ایضًا کواکب ظاہرہ میں عوارف سے منقول ہے فان قلت قد قضیت بان الولایۃ المحمدیۃ جنس شامل لهذہ الانواع التی ذکرتها من الولایۃ الموسویۃ والعیسویۃ وغیرهما من الانبیاء فمتی یحصل التمییز بین من احد الانواع من الاخر قلت یعلم ذلک من امر

احدهما ان الکرامة الّتی اکرمهم الله تعالی یرشدنا
الی معرفة مورثهم فان وقع فلق البحر لاحد من الاولیاء
کرامةً کما وقع عن بعض الصّالحین علم انه موسوی وان
اکرم بالدّخول فی النّار والخروج منها سالمًا کما
وقع لبعضهم ایضًا علم انّه ابراهیمی وان اکرم
باحیاء موتی علم انه عیسوی هٰکذا وان اکرم بجمیع
هٰذه الکرامات علم انه وارث الانبیاء الذین
کانت لهم هٰذه الکرامات معجزات - والامر الثانی
من جملة ما یعلم به مورث الولی ان یکثر من ذکر مورثه
عند الموت قال الشّیخ الاکبر فی هٰذه المقام فیتخیّل
العامی ومن لامعرفته له قد تهوّد اوتنصر لکونه
یذکر هٰؤلاء الانبیاء عند موته وانّما ذٰلک من
قوة المعرفة بمقامه قلت هو التّحقیق للمح الاشارة
من قوله صلی الله علیه واٰله وسلم العُلماء
ورثة الانبیاء لان الاشارة هٰهنا الی العُلماء
بالله ارباب المعارف وان کانت العبارت للعلماء باحکام الله ارباب
الظّاهر لان الوراثة من النبوة علی قسمین امّا ان یکون ظاهرة
وامّا یکون باطنة فاهل الشّریعة ورثوا العلوم الکسبیة الظاهرة
واهل الحقیقة ورثوا العلوم الوهبیة الباطنة

فالشريعة منبع العبارات الظاهرة والحقيقة منبع الاشارات الباطنة فكل عبارة شريعة تحتها من حيث الاشارات حكم ومعارف وحقائق اطلع الله عليها الاصفياء والصديقين فالاشارات انما تاتى من باطن العبارة لا من ظاهرها وما احسن قول السهروردى فى العوارف فى قوله عليه الصلوة والسلام فضل العالم على العابد كفضلى على امتى والاشارة الى هذه العلم ليس الى علم البيع والشراء والطلاق والعتاق وانما الاشارة الى العلم بالله وقوة اليقين فقد يكون العبد عالماً واليقين كامل وليس عنده علم من فروض الكفايات وقد كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اعلم من علماء التابعين فهم من هو اقوى بعلم الفتوى والاحكام من بعضهم روى ان عبد الله ابن عمر رضى الله عنهما كان اذا سئل عن شئ يقول اسالوا سعيد بن المسيب وكان عبد الله ابن عباس رضى الله عنهما يقول سلوا جابر ابن عبد الله لو نزل اهل البصرة على فتياه لوسعهم وكان انس ابن مالك رضى الله عنه يقول سلوا مولانا الحسن فانه قد حفظ ونسيناه فكانوا يردون اليهم فى علم الفتوى

ویعلمون هم حقائق الیقین ودقائق المعرفة لانهم
کانوا اقرب بذلک من التابعین صار فهم طراوة
الوحی المنزل وغمرهم عزیز العلم المجمل والمفصل
وعلماء الشریعة یستدلون هذا الحدیث علی
فضیلة العلم الشریعة وقال سیّد علماء الطریقة
وامام الحقیقة القطب الشریف الامام ابوالحسن
الشاذلی رحمة الله علیه اعلم ان العلوم اللتی
وقع الثناء علی اربابها وان جلت فهی ظلمة فی
علوم ذوی التحقیق وهم الذی غرقوا فی بحر
تیار الذات وغموض الصّفات فکانوا هنالک بلاهمّ
وهم الخاصة الذین شارکوا الانبیاء والرسل
فی العلوم اللدنیة اذ ما من نبی ولا رسول الاوله
من هذه الامّة وارث قال صلی الله علیه واله
وسلم العلماء ورثة الانبیاء ولایکون وارثا
الاوله نصیب من مورثه یقوم مقامه علی السبیل
ارث العلم والحکمة لا بسبیل التحقق بالمقام
والحال فان مقامات الانبیاء قدجلت ان یلج حقائقها
غیرهم وکل وارث فی المنزلة بقدر مورثه
قال الله تعالی ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض

فکما فضل بعضهم علی بعض کذلک فضل بعض الاولیاء
علی بعض لان الاولیاء العین الحق وکل عین مستمد
منها علی قدرها وکل ولی له مادة مخصوصة ترجمہ
پس اگر کہے تو کہ تم نے حکم کئے ہو کہ ولایت محمدیہ جنس ہے جو شامل ہے
ولایت موسویہ اور ولایت عیسویہ وغیرہا ولایات انبیار کو پس کس
وقت حاصل ہوتی ہے تمیز ایک ان ولایت کی دوسرے سے کہونگا
میں اسبات کی شناخت دو امر میں ہوتی ہے ایک اون میں سے یہ ہے
کہ جو کرامات کہ خدا نے اولیار اللہ کو عطا فرمایا ہے سو اوس سے یہ شناخت
حاصل ہوتی ہے کہ وہ ولی کن نبی کے وارث ہیں۔ پس اگر دریا کا پھٹ
جانے کی کرامت کسی ولی سے ظاہر ہو تو معلوم کیا جاتا ہے کہ اون کو
کرامت موسوی کا ارث ملا اگر وہ آگ میں داخل ہو کر سالم نکلیں
تو معلوم کیا جاتا ہے کہ وہ وارث کرامت ابراہیمی ہیں اگر احیار اموات
کی اون سے کرامت ظاہر ہو تو معلوم کیا جاتا ہے کہ وہ وارث کرامت
عیسوی ہیں۔ علیٰ ہذا اگر اون سے جمیع معجزات انبیا کی مثل کرامات ظاہر
ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ولی جمیع کرامات انبیار علیہم السلام
کے وارث ہیں۔ امر ثانی شناخت وارث ہونے کرامت نبی کا یہ امر
ہے کہ وہ ولی وقت موت اپنے ذکر اون نبی کا بہت کرتے ہیں جن نبی
کی کرامت کے وارث ہیں۔ شیخ اکبر اس مقام میں فرماتے ہیں کہ عامی اور
جس کو معرفت طریق اولیار اللہ کے نہیں ہے وہ جانتا ہے کہ وہ ولی

معاذ اللہ یہودی یا نصرانی ہوگئے اور نہیں ہے ذکر اون نبی کا اون
ولی سے مگر بباعث قوۃ معرفت اون ولی کے ساتھ مقام اون نبی کے
پھر صاحب کواکب کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ وارث ہونا
ہر ولی کا ولایت ہر نبی کو متحقق ہوتا ہے اشارۂ حدیث سے
جو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علماء وارث انبیا
ہیں اس لئے کہ اشارہ اس میں علماء باطن کی طرف ہے جو ارباب
معارف ہیں اگرچہ عبارت حدیث کی علماء احکام الٰہی ارباب ظاہر
کے لئے ہے اس لئے کہ وراثت نبوۃ کی دو قسم پر ہے ایک وراثت
ظاہری دوسری وراثت باطنی۔ پس علماء شریعت وارث ہوے
علوم کسبیۂ ظاہر کو اور علماء حقیقت وارث ہوے علوم وہبیۂ باطن
کو۔ پس علم شریعت منبع اشارات ظاہرہ ہے اور علم حقیقت منبع
اشارات باطنہ ہے۔ پس ہر عبارتِ نصوص شرعیۂ کتاب وسنّت
کے تحت میں بحیثیت اشارات کی معارف اور احکام
حق تعالے کے ہیں کہ خدا نے اون پر اصفیاء اور صدیقوں
کو مطلع فرمایا ہے اور نہیں آسے اشارات مگر باطن عبارات سے
نہ ظاہر سے اوسکے اور کیا اچھا ہے قول سہروردی کا تفسیر میں اس حدیث
کے (فضیلت عالم کی عابد پر مثل میری فضیلت کے ہے میری امت
پر) پس اشارہ اس حدیث میں نہیں ہے اوس عالم کی طرف
جو مسائل بیع وشراء اور مسائل طلاق وعتاق کو جانتا ہے بلکہ

اشارہ اوس عالم کی طرف ہے جس کو خدا کی معرفت ہے اور یقین اوس کا قوی ہے کوئی بندہ خدا کی معرفت اور یقین میں کامل ہوتا ہے اوس کے پاس فروض کفایہ کا بھی علم نہیں ہوتا کہ کیا فروض کفایہ ہیں اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم زیادہ تابعین سے تھے۔ پس بعضے صحابہ قوی زیادہ فتوے اور احکام میں دوسرے صحابہ سے تھے۔

مروی ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اگر کوئی شخص مسئلۂ شرعی پوچھتا تو وہ کہتے کہ سعید بن مسیب سے پوچھو اگر کوئی شخص عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کوئی مسئلہ شرعی پوچھا تو کہتے کہ جابر ابن عبداللہ سے پوچھو اگر سب اہل بصرہ اون سے مسائل پوچھنے کو آویں تو وہ سب کو کفایت کرینگے اگر کوئی شخص انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مسئلہ شرعی پوچھنے آتا تو کہتے کہ مولانا حسن سے پوچھو کہ اون کو یاد ہے اور ہم بھول گئے۔ پس یہ لوگ اون کے پاس مسائل شرعی کے فتووں کے پوچھنے کے لئے جاتے اور اون کو وہ حقائق یقین اور دقائق معرفت کی تعلیم کرتے کہ یہ لوگ اون سے معارف میں اقدم تھے تابعین سے کہ اون کو طراوت وحی الٰہی کی حاصل ہے اور مستغرق کیا ہے اون کو علم عزیز مجمل اور مفصل کا علماء شریعت سا تھ عبارت اس حدیث کے استدلال فضیلت علم شرعی کا کرتے ہیں۔ کہے سید علماء طریقت امام الحقیقت قطب بزرگ امام ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے جان تو کہ جن علوم کے علماء کی ثنا وارد ہوی ہے اگرچہ اون علوم کا مرتبہ جلیلہ ہے مگر وہ ظلمت ہی علوم اہل حقیقت میں یہ وہ لوگ ہیں کہ بحر عمیق

ذات میں غرق ہیں اور بحر صفات میں غوطہ زن ہیں۔ پس اوس مقام میں بغیر خودی کے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو غواص ہیں اور انبیا اور رسولوں کے علم میں شریک ہیں جو علم لدنیہ ہے۔ اس لئے کہ نہیں ہے کوئی نبی و رسول مگر واسطے اوس کے ایک وارث ہے اس اُمّت سے فرمایا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ علماء وارث انبیا علیہم السلام ہیں اور نہیں ہوتا ہے کوئی وارث مگر واسطے اوسکے حصّہ ہوتا ہے اوس سے جس کا یہ وارث ہے جو اوس کے قائم مقام ہوتا ہے بطریق وارث ہونے کے علم اور حکمت میں نہ بسبیل متحقق ہونے کے اون کے مقامات اور احوال میں اس لئے کہ مقامات انبیا کے برتر ہیں اس امر سے کہ اون کے حقائق میں غیر انبیا داخل ہوں۔ پس ہر وارث کا مرتبہ بقدر مرتبہ مورث اوس کے ہے۔ خدا نے فرمایا کہ ہم نے بعض نبیین کو بعض پر فضیلت دی۔ پس جیسا کہ خدا نے بعض نبی کو بعض پر فضیلت عطا فرمایا ویسا ہی بعض ولی کو بعض پر فضیلت ہے اس لئے کہ انبیا تو چشمہ ہائے آلہی ہیں اور ہر چشمہ سے موافق مرتبہ اوس کے مدد لی جاتی ہے اور ہر ولی کے لئے مادّہ مخصوص ہے۔

فتح الربانی میں **حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ** کا ارشاد منقول ہے جذبۃ من جذبات الحق یوازی عمل الثقلین

ترجمہ ایک کشش کشش ہائے حق سے مقابل ہوتی ہے عبادت جن و انس کو یہ فضیلت خاص اولیاء اللہ کے لئے ہے۔ **ایضاً** فتح الربانی میں **حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ** کا ارشاد ہے اتصال

بالحق وانفصال من الخلق هذہ صلوٰۃ القوم
اما صلوٰۃ العبّاد وھی ان یجعلوا الجنۃ عن یمین
القلب والنّار عن شمالہ والصّراط بین یدیہ
والرّب مطّلعًا علیہ واما صلوٰۃ المحبّین فی
الانفصال عن الخلق والاتصال بہ ترجمہ
جدائی خلق سے اور ملنا حق تعالےٰ سے یہ نماز اولیاء اللہ کی ہے
لیکن نماز عابدین کی وہ یہ ہے کہ کرتے ہیں وہ جنّت کو بطرف راست
قلب کے اور دوزخ کو بجانب چپ قلب کے اور پل صراط کو روبرو
اپنے اور خدا کو مطلع اپنے پر جانتے ہیں لیکن نماز محبین کی۔ پس وہ
انفصال خلق سے اور اتصال حق تعالےٰ سے فتاوی حدیثیہ
میں لکھے ہیں سئل ابن حجر ھیتمی رضی اللہ عنہ ایما
افضل اَعلماء الباطن ام علماء الظاھر فاجاب
بقولہ ان اردت بعلماء الباطن ماھو المتبادر
منہ عند اھلہ وھم العارفون باللہ الذین
وفقھم اللہ تعالیٰ لافضل الاعمال وحفظھم عن
سائر المخالفات فی کل الاحوال ثم کشف
لھم الغطاء فعبدوہ فانھم یرونہ واشتغلوا
عما سواہ واطلعھم علیٰ عجائب ملکہ وغرائب
حکمہ وقربھم من حضرۃ قدسہ واجلسھم

علی بساط انسہ وملاء قلوبھم بصفات جمالہ وجلالہ وجعلھا مطالع انوارہ ومعارف اسرارہ وخزائن معارفہ وکنوز لطائفہ واحیا بھم الدین ونفع بھم المریدین واغاث بھم العباد واصلح بھم البلاد وبعلماء الظاھر الذین عرفوا رسوم العلوم الکسبیۃ وعویصات الوقایع الفعلیۃ والقولیۃ وغرائب البراھین العقلیۃ والنقلیۃ حتی حفظوا سیاج الشرع من ان یلم طارق او یخرقہ مبتدع سارق فالاولون افضل وان کان للاخرین فضل عظیم بل ربما کانوا افضل من حیثیۃ لا مطلقا و مع ذالک فافضلۃ الاولین علی حالھا اذ قد یکون فی المفضول مزیۃ بل مزایا۔ ان وجدت فی ھولاء صفۃ العدالۃ والا فلا مفاضلۃ بینھم وبین الاولین فی شئی من صفات الکمال لان علم الرسوم الخالیۃ عن الاعمال الصالحۃ فی الحقیقۃ مقت اللہ وای مقت وغضب اعظم من مقتہ ومن ثم جاء فی الاخبار الصحیحۃ من عقاب العلماء الذین لم یعملوا بعلمھم ما یدھش اللب ویحیر الفکر وھذا

ھو الحق فی ھذہ المسئلۃ **ترجمہ** سوال کئے گئے ابن
حجر ہیتمی مکی رحمتہ اللہ علیہ کون سے علما افضل ہیں علماء ظاہر یا علماء
باطن۔ پس انہوں نے یہ جواب دیئے کہ اگر تمہارا ارادہ علماء باطن سے
وہ ہے جو ظاہر ہوتا ہے نزدیک اہل علماء باطن کے اوس کے معنے
یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا کی معرفت حاصل ہے۔ خدا نے اون کو توفیق افضل
اعمال کے لئے دیا ہے اور نگاہ رکھا ہے اون کو تمام مخالفات سے تمام
احوال میں پھر کھولدیا ہے پردہ پس اوس کی عبادت کرتے ہیں گویا اوسکو
دیکھتے ہیں روگرداں ہوے ماسوائے خدائے تعالےٰ سے اور مطلع کرتا ہے
اون کو خدا اوپر عجائب ملک اپنے اور غرائب حکمتوں اپنے اور نزدیک
کرتا ہے اون کو خدا اپنے بارگاہ قدس سے اور بٹھاتا ہے اون کو اپنے
بساط انس پر اور بھر دیتا ہے اون کے قلوب کو سات صفات جلال و
جمال اپنے اور کرتا ہے اون کو اپنے انوار کے طلوع کی جائے اور معادن
اپنے اسرار کے اور خزانہ اپنے معرفت کے اور کنوز اپنے لطائف کے
اور رزق کرتا ہے اون کے ساتھ دین کو اور نفع دیتا ہے اون سے
مریدین کو اور فریادرسی کرتا ہے بسبب اون کے بندوں کی اور درست
کرتا ہے ساتھ اون کے بلاد کو۔ اور بھی سات علماء ظاہر کے جو جانے سوم
کو علوم کسبیہ کے اور دقائق قولیہ اور فعلیہ کو اور غرائب دلائل عقلیہ اور
نقلیہ کے یہاں تک کہ حفاظت کئے متاع شرع کو اس بات سے کہ اوس کے
پاس چور آئے یا اوسکو مبتدع بے دین نقصان پہونچائیں۔ پس فریق اول

علماء باطن کا افضل ہے اگرچہ فریق ثانی علماء ظاہر کے لئے فضل عظیم ہے بلکہ بعض اوقات علماء ظاہر باعتبار ایک وجہ علماء باطن سے افضل ہوتے نہ من کل الوجوہ اور باوجود اوس کے بھی افضلیت علماء باطن کی بحال خود ہے اس لئے کہ کبھی پائی جاتی ہے مفضول میں مزیت بلکہ چند مزیتیں ہوتے ہیں یہ اوس وقت ہو کہ علماء ظاہر میں صفۃ عدالت کی پائی جاے اگر نہیں تو کچھ فضیلت علماء ظاہر کے لئے علماء باطن پر نہیں ہے کسی چیز میں بھی صفات کمالیہ میں سے اس لئے کہ علوم رسمیہ جو خالی ہوں اعمال صالحہ سے غضب الٰہی ہے حقیقۃً اور کون غضب اللہ تعالےٰ کے غضب سے بڑا ہے۔

اسی وجہ سے احادیث صحیحہ میں علماے ظاہر جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے ہیں اوس کے لئے وہ عتاب وارد ہے جس سے عقول کو دہشت ہوتی ہے اور فکر اوس سے متحیر ہوتی ہے یہ وہی حق ہے اس مسئلہ میں

وسئل عنه رضی اللّٰه عنه عن حقيقة الفرق بين الشريعة والحقيقة فاجاب فرق بينهما بفروق كثيرة منها ان الحقيقة هي مشاهدة الاسرار الربوبية ولها طريقة فی عزايم الشريعة ونهاية الشئ غير مخالفة له علی ما يأتی فالشريعة هي الاصل ومن ثم شبهت بالبحر والمعدن واللبن والشجرة والحقيقة هي الفرع المستخرج من الشريعة ومن ثم شبهت بالدر والتبر والزبد والثمرة ومعنی سلب المخالفة

بینهما المذکور انه لیس بینهما اختلاف فی مجاری
احکام العبودیة وانما یختلفان فی مشاهدة
اسرار الربوبیة ولاشك ان اهلها متفا وتون
فی الاعتناء والاهتمام بعلم صفات القلب
والاخذ بعزایم الاحکام ولیس بینهما اختلاف
وقال الیافعی رحمة الله علیه ان الشریعة علم وعمل
والعلم ظاهر وباطن والظاهر شرعی وغیره والشرعی
فرض ومندوب والفرض عین وکفایة والعین
علم صفات القلب وعلم اصل وعلم فرع
والعمل عزایم ورخص الحقیقة مشتملة ایضاً
علی قسمین علم وعمل والعلم وهبی وکسبی فالوهبی
علم المکاشفة والکسبی فرض کفایة وفرض
العین علم القلب وعلم اصل وفرع فالکسبی الذی
هو احد علم نوعی قسم الحقیقة هو علم الشریعة
والعمل الذی هو اخذ العزایم علی سلوك طریق الحقیقة
والطریقة مشتملة علی منازل السالکین وتسمی
مقامات الیقین والحقیقة موافقة للشریعة
فی جمیع علمها وعملها اُصولها وفروعها وفرضها
ومندوبها لیس بینهما مخالفة اصلا نعم هٰهنا

شیئان احدهما علم صفات القلب فاهل الحقیقة
لهم به اهتمام واعتناء وسلوك طریقتهم موقوف
علی معرفته وتبدیل صفاته الذمیمة واکثر اهل الشریعة
یمهلون بها ویتعارفون فیه مع کونه فرض عین فی الشریعة
والحقیقة بلا خلاف والثانی فاهل الحقیقة من
حیث العلم والاعتقاد لا یشکون فی حقیقتها رحمة
بعباده واما من حیث عملهم فانما یسلکون شوامخ عزایم
الشریعة الغراء الی الله بتوفیقه وعنایته وجمیل
لطفه وصیانته فمنهم لا یقطعها الا فی سبعین سنة
ومنهم من یقطعها فی ساعة واحدة بحسب معونة الله
تعالی وتسهیله **ترجمہ** ترجمہ سوال کئے گئے امام ابن حجر ہیتمی
حقیقت فرق سے درمیان علم حقیقت اور علم شریعت کے انہوں نے جواب
دئے کہ فرق علم حقیقت و علم شریعت میں چند وجوہ سے ہے اون وجوہ سے
ایک یہ ہے کہ علم حقیقت وہ مشاہدہ اسرار ربوبیت کا ہے اور حقیقت
کے لئے طریق ہے غرایم شریعت میں اور نہایت شے کی اوس کے سات مخالف
نہیں ہے اوس طور پر کہ بیان اوس کا آوے گا۔ پس شریعت اصل
ہے اور اسی لئے مشابہت دی گئی شریعت سات دریا اور معدن اور دودھ
کی اور درخت کی اور حقیقت وہ فرع ہے جو نکلی ہے شریعت سے اسی لئے
مشابہت دی گئی حقیقت ساتھ موتی کے جو دریا سے نکلتا ہے اور طلا اکیسا تھ

جو معدن سے نکلتا ہے اور ساتھ مسکہ کے جو دودھ سے نکلتا ہے اور ثمر کے
ساتھ جو درخت سے نکلتا ہے اور معنے عدم مخالفت کے درمیان حقیقت اور
شریعت کے یہ کہ نہیں ہے مخالفت دونوں میں درباب جاری کرنے احکام
ربوبیت کے اور نہیں ہے اختلاف مگر بیچ مشاہدہ اسرار ربوبیت کے مؤلف
کہتا ہے یہ جو وجوہ فرق فیمابین شریعت اور حقیقت بیان ہوے۔

ایک یہ فرق ہے کہ علم حقیقت مشاہدۂ اسرار ربوبیت ہے اور
علم شریعت سے طریق غرائم شریعت کا لیا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ علم شریعت
اصل اور علم حقیقت اوس کا فرع ہے اور مجاری احکام عبودیت میں فرق
نہیں ہے حقیقت باطن شریعت ہے اور شریعت کسبی اور حقیقت موہبت
ہے ان سب امور کے امثلہ خاکسار کے ذہن میں جو آئے عرض کرتا ہے کہ
یہ سب امور اس میں سمجھے جاسکتے ہیں وہ یہ کہ خدا نے فرمایا ہے ما کان
لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون
لھم الخیرة من امرھم یعنے جبکہ خدا نے اور رسول نے کسی چیز کا
حکم کیا تو مومن اور مومنہ کو اس میں اختیار باقی نہیں رہتا کہ خواہ کریں خواہ
نہ کریں اور یہی معنے عبادات مفروضہ کے ہیں اگر اختیار باقی ہو کہ خواہ
کرو یا نکرو تو وہ عبادات مفروضہ نہیں ہوسے بلکہ نوافل وسنن ومستحبات
ہوسے تو اب سمجھنا چاہیئے کہ آدمی کے خودی بہ بقار اختیار اوس کی ہے
اور جب بامتثال امر الٰہی عبادات کے طرف متوجہ ہوا تو خودی اوس کی
بقدر خشوع اور خضوع اوس کے عبادات الٰہی میں محو ہوتی جاتی ہے

اور محو خودی اور انمحاق انانیت یہی حقیقت کی طرف وصول ہے۔ پس
ہر امتثال امر الٰہی شریعت تعلیم حقیقت ہے۔ پس امتثال او امر شرعیہ
ظاہر اور حقیقت اوسکی باطن ہے اور اوامر شرعیہ اصل اور حقیقت اوس کی
فرع ہوئی اور مجاری احکام عبودیت میں فیما بین دونوں کے اختلاف نہیں
ہوا اور امتثال اوامر شرعیہ کسبی اور حصول فنا موقوف ہے موہبت الٰہیہ
پر جس میں کسب کو دخل نہیں ہے جس قدر خشوع اور خضوع عبادات میں ہوگا تو وہ عبادات
استحقاق مقبولیت ببارگاہ الٰہی پیدا ہوگا جب وہ عبادات مقبول بارگاہ
الٰہی ہوں گے تو خدا اپنے فضل و کرم سے اوسکو حال فنا تجلیات ذات
اور صفات میں عطا فرمائے گا جو یہ مشاہدہ اسرار الٰہیہ ہے جیسا کہ بیان
ہوا انتہےٰ۔ (بقیہ ترجمہ) اور نہیں شک ہے کہ ارباب شریعت متفاوت ہیں اہتمام
اور توجہ میں ساتھ علم صفات قلب کے اور عمل کرنے میں ساتھ عزایم احکام
شرع شریف کے اور نہیں ہے ہر دو علم حقیقت اور شریعت میں اختلاف
اور کہے امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ شریعت علم ہے اور عمل ہے اور علم
ظاہر اور باطن ہے اور علم ظاہر شرعی ہے اور غیر شرعی یعنے مثل صرف و نحو
و بلاغت اور شرعی فرض اور مستحب ہے اور فرض عین ہے اور کفایہ ہے
فرض عین علم صفات قلب ہے اور ایک علم اصل ہے اور دوسرا علم
فرع ہے اور عمل عزایم ہے اور رخصت ہے۔ اور حقیقت بھی دو قسم پر
ہے۔ علم ہے اور عمل ہے۔ اور علم وہبی ہے اور کسبی ہے۔ پس علم وہبی
وہ علم مکاشفہ ہے یعنے مکاشفہ تجلیات ذات اور صفات جیسا کہ

ہم نے بیان کیا ور کسبی فرض عین اور فرض کفایہ یہ ہے اور فرض عین علم
قلب ہے اور علم اصل ہے اور علم فرع ہے۔ پس علم کسبی جو وہ ایک
فرد ہے دو قسم علم حقیقت سے وہ علم شریعت ہے اور عمل عزائم شریعت
پر عمل کرنا ہے اور طریقت مشتمل ہے اوپر منازل سالکین کے اور اون
منازل کا نام مقامات یقین ہے اور علم حقیقت موافق ہے واسطے علم
شریعت کے بیچ جمیع اوس کے عمل کے اور علم کے اور اصول کے اور
فروع کے اور فرض اوس کے اور نفل اوس کے۔ پس نہیں ہے مخالفت
اصلا ہاں یہاں دو امر قابل بیان ہیں۔ ایک یہ امر ہے کہ علم صفات قلب
کے طرف اہل حقیقت کا اہتمام اور توجہ ہے اور سلوک طریقت اون کا
موقوف ہے علم معرفت صفات قلب پر اور تبدیل قلب کا صفات ذمیمہ
سے۔ اور اکثر اہل شریعت کی توجہ اس طرف نہیں ہے اور اس میں تہاون
کرتے ہیں باوجودیکہ علم معرفت اور تبدیل قلب صفات
ذمیمہ سے فرض عین شریعت اور حقیقت ہے بلا خلاف اور امر ثانی
یہ ہے کہ علم حقیقت کے اکثر علماء قائل بھی نہیں ہیں بلکہ کہتے ہیں جو کچھ حضرت
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تبلیغ رسالت الٰہی ہوی ہے
او امر و نواہی شرعیہ کی ہی ہوی ہے۔ علم حقیقت کوئی چیز نہیں ہے اور ارباب حقیقت
کو علم حقیقت میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ وہ جانتے ہیں کہ علم حقیقت خدا کی رحمت ہے اوسکے
بندوں پر اور وہ جبال بلند عزایم شریعت پر چلتے ہیں تو واسطے حصول علم حقیقت کے چلتے
ہیں پس بعض اون میں سے اوسکو ستر سال میں بھی طے نہیں کر سکتے اور بعض اون سے

ایک ہی ساعت میں طے کر لیتے ہیں خدا کی تائید اور اوس کے آسان کرنے سے انتہےٰ۔ مؤلف کہتا ہے کہ نصوص شرعیہ کے اشارات سے دو طریق وصول علم حقیقت کے بتلائے گئے ایک یہ کہ امتثال احکام شرعیہ بخشوع وخضوع جس کا ذکر ہوا۔

دوسرا یہ کہ محبت کاملہ ذات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس کا اشارہ آیۃ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم سے ہے جسکی تفسیر وہ حدیث ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا ایمان کامل نہ ہوگا جبتک تم مجھکو اپنے مال اور اولاد اور والدین سے زیادہ دوست نہ رکھوگے اور ایک روایت میں وارد ہے کہ جب تک اپنے نفس سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھوگے۔ پس جبکہ مومن کو یہ مقام حضرت کی محبت کا حاصل ہو تو حضرت کے مقابل اپنی ذات کو کان لم یکن اور معدوم سمجھے گا پس اوس وقت اوس کو فنا اور محویت ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاصل ہو گی جب آپ کی ذات پاک میں مومن کو محویت حاصل ہو تو عوارض بشری جو مانع مشاہدۂ آلہی ہیں مرتفع ہو جاتے ہیں اوس وقت اوسکو مشاہدہ ہوتا ہے کہ آپ کی ذات نور آلہی ہے اور سب مخلوق کی پیدائش آپ کے نور سے ہے۔ پس بمشاہدہ آپ کے نور کے سبب جابجا نور آلہی کو مشاہدہ کرتا ہے۔ پس یہی معنے ہیں علم حقیقت کے مگر یہ امر ذوقی ہے بغیر یہ حال حاصل ہوئے کے سمجھ میں نہیں آتا عارف جامی رح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں فرماتے ہیں۔

شعر

لذت بادۂ وصلش ز من مست مپرس
ذوق این مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

طریق اولیاء اللہ کا اتباع شریعت میں

جو بحث کہ ابھی گذری اوس سے ظاہر ہوا کہ شریعت اصل ہے اور حقیقت اوس کی فرع ہے شریعت ابتدا ہے اور حقیقت اوس کی انتہا ہے تو معلوم ہوگیا ہے کہ اولیاء اللہ جو ارباب حقیقت ہیں اون کے لئے اتباع شریعت کس قدر ضرور ہے۔ اس لئے ہمارے پیر و مرشد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کل حقیقۃ لاتشہد لہا الشریعۃ فھی زندقۃ و الحاد یعنی علم حقیقت جس کی شریعت شاہد نہو وہ زندقہ اور الحاد ہے کذا فی فتح الربانی اور ابن حجر ہیتمی سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ مگر بجائے لاتشہد لہا الشریعۃ کے ردتہا الشریعۃ ہے ایضاً فتح الربانی میں حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے کہ قیل للجنید ان الحصری قائم علی رجلیہ و ربہ وھولا یا

ولا یشرب فقال انظروا الی حالہ فی اوقات الصلوٰۃ فقیل لہ انہ اذا اذن المؤذن یسکن قال لا ضیر
ترجمہ کہا گیا جنید رحمۃ اللہ علیہ کو کہ حضرت کھڑے ہیں آسیا پر کہ پھراتے ہیں اوسکو اور نہ وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں پس حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائے کہ دیکھو تم اون کے حال کو اوقات صلوٰۃ میں پھر لوگ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو کہے کہ جس وقت موذن اذان دیتا ہے تو آسیا ٹھہر جاتی ہے اوس وقت جنید فرمائے کہ اب کچھ مضائقہ نہیں ہے - بہجۃ الاسرار میں باسناد صحیح روایت ہے کہ کسی اولیاء وقت سے کوئی حکم خلاف شریعت صادر ہوتا تو آپ اون کو منع فرماتے مگر جب انہوں نے نہ مانے تو آپ اون کی ولایت سلب فرمائے - کواکب ظاہرہ میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کئے لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی ترتفع فی الھویٰ فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الاوامر والنھی وحفظ الحدود وآداب الشریعۃ انتہی **ترجمہ** اگر تم دیکھو کسی مرد کی طرف کہ وہ اس قدر کرامات دیئے گئے کہ وہ ہوا پر بلند ہوتا ہے تو اوس سے فریب مت کھاؤ یہاں تک کہ اون کو دیکھو کہ اون کا حال حفظ حدود شرع میں کیا ہے - کواکب ظاہرہ میں ہے کہ حکی عن ابی یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ انہ وصف لہ رجل بالولایۃ فاتی

الیٰ زیارتہ فقعد فی المسجد ینتظرہ فاتاہ فتنخم فی
حائط المسجد فرجع ابویزید ولم یجتمع بہ قال ھٰذا
غیر مامون علی اٰداب الشریعۃ کیف یؤمن باسرار اللہ
تعالیٰ **ترجمہ** حکایت کی گئی ہے ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
سے کہ کسی نے اون سے بیان کیا کہ فلاں شخص ولی ہے۔ پس حضرت
ابویزید بسطامی اون کی ملاقات کے لئے آئے۔ پس وہ ولی آئے اور
دیوار مسجد کی طرف ناک چھنکی۔ پس حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
بغیر ملاقات کے پلٹ گئے اور فرمایے کہ آداب شریعت پر اون سے
امن نہیں ہے۔ پس اسرار الٰہی پر اون سے کیسا امن ہوگا۔ علامہ سیوطی
نے کتاب تائید الحقیقۃ العلیہ میں لکھے ہیں قال القونوی الخیر
کلہ فی اتباع الرسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
قال تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
ترجمہ کہے قونوی نے کل بہتریاں اتباع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔ فرمایا خدا نے کہ کہو اگر تم خدا کو دوست رکھتے
ہو تو میری اتباع کرو خدا تم کو دوست رکھیگا قال بعضھم
اعتبار الاتباع فی المحبۃ مما یبطل قول من زعم
من الزنادقۃ ان العبد ینتھی الی مقام یستغنی
فیہ عن الواسطۃ بینہ وبین اللہ تعالیٰ لان
اقصی مقامات العارفین المحبۃ وھی مشروط بالاتباع

فما ظنك بغيرها انتهى ترجمہ کہا بعض عارفین یعنے
تفسیر میں اس آیت کریمہ کے کہ اعتبار کرنا خدا کا اپنی محبت میں اتباع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس قسم سے ہے کہ باطل کرتا ہے قول
کو بعض زنادقہ کے جو کہتے ہیں کہ بندہ کبھی ایسے مقام پر پہونچتا ہے
کہ وہاں ضرورت واسطہ کے فیما بین حق تعالے اور بندہ کے نہیں
رہتی ہے اس لئے کہ بلند تر مقامات عارفین کا خدا کی محبت رکھنا بندہ کو
ہے اور یہ مقام محبوبیت ہے اور وہ مشروط ہے ساتھ اتباع رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس کیا گمان ہے تمہارا ماسوا ے مقام محبوبیت
خدا کے۔ کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے واما القول بالاباحة
فقال بحر الحقيقة ابو حامد الغزالی فی کتاب التفرقة
بین الاسلام والزندقة ومن جنس ما يدعيه
بعض من يدعى التصوف انه بلغ حالة بينه و
بين الله تعالى الى حيث سقطت عنه الصلوة
وحل له شرب المسكر والمعاصى واكل
مال السلطان فهذا ممن لاشك فى وجوب قتله
وان كان فى الحكم بخلود النار نظر وقتل
مثل هذا افضل من قتل مائة كافر اذ ضرره فى الدين
اعظم ويفتح به باب الاباحة لا ينسد الى
آخره ترجمہ لیکن قائل ہونا اباحت کے ساتھ۔ اباحیہ ایک

فرقہ ہے اہل اسلام سے کہ وہ کہتے ہیں کہ سب چیز مباح ہے کوئی حرام نہیں یہ لوگ باجماع اہل سنّت کافر ہیں انتہےٰ۔ پس کہے بحر حقیقت ابوحامد غزالی اپنی کتاب تفرقہ بین الاسلام و الزندقہ میں اور مثل فرقۂ اباحیہ کے وہ لوگ ہیں جو دعوائے تصوف کا کرتے اور دعوائے اس بات کا کرتے ہیں کہ وہ ایسی حالت پر پہونچے ہیں خدا کے پاس کہ اون سے نماز ساقط ہوگئی اور مسکرات کا استعمال جائز ہوا اور سلطان کا مال کھانا بھی حلال ہوا۔ پس یہ اون لوگوں سے ہیں جن کا قتل بلا شک واجب ہے اگرچہ اون کے حق میں حکم خلود نار کرنے میں تامّل ہے اور قتل مثل اون لوگوں کا افضل ہے۔ قتل سے سو کافروں کے اس لئے کہ اوس کا ضرر دین میں بڑا ہے اور کشادہ ہوتا ہے اس سے دروازہ مذہب اباحیہ کا کہ بند نہیں ہوتا انتہےٰ۔

صاحب کواکب ظاہرہ نے بعض علماء سے بھی نقل کئے کہ یہ مذہب غلاۃ اہل ضلال کا ہے اور قاضی عیاض سے بھی نقل کئے کہ ان کے کفر پر اجماع ہے اور جو یہ حدیث وارد ہے کہ اذا احبّ اللہ عبدا لم یضرہ ذنب یعنی جس وقت خدا کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اوس کو کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا۔ علّامہ تفتازانی نے اسکے معنے یہ کہے ہیں کہ خدا اوس کو گناہ سے محفوظ رکھتا ہے یا توفیق توبہ کی نصیب کرتا ہے۔

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے صرح سادات القوم

من اهل التصوف بکفر۔ القائلین بالحلول والاتحاد فمن نص علی کفرهم من ائمّة التصوف الحافظ ابونعیم فی اوّل الحلیة وکذالك قاضی ناصر الدین بیضاوی الامام فی التفسیر والفقه والکلام والاصول والتصوف وانظر تفسیره المشهور تجده مشحونا بالتصوف علی کفر من قال بالحلول والاتحاد **ترجمہ** تصریح کئے سادات قوم اہل تصوف نے ساتھ کفر اوس شخص کے جو قائل ہے ساتھ حلول اور اتحاد کے یعنے خدا اپنے بعض بندوں میں حلول کرتا ہے یا بعض بندوں سے متحد ہے اور جو لوگ کہ ایسے قائل کے کفر کی تصریح کئے ہیں اون میں سے حافظ حدیث ابونعیم ہیں اوّل حلیہ میں اور قاضی ناصر الدین بیضاوی ہیں جو امام ہیں تفسیر اور فقہ اور علم کلام اور علم اصول اور علم تصوف میں اور دیکھو تم اون کی تفسیر کو جو مشہور ہے کہ بھری ہوی ہے ساتھ تصوف کے اور بہ تحقیق کہ وہ تصریح کئے ہیں تفسیر سورۂ مائدہ میں اوپر کفر اوس شخص کے جو قائل ہے ساتھ حلول یا اتحاد کے انتہے۔ ایسا ہی امام ابن حجر ہیتمی سے فتاوۂ حدیثیہ میں منقول ہے انتہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ قائل حلول اور اتحاد کا ہونا جیسا کہ علماے ظاہر کے پاس کفر ہے ایسا ہی علماے باطن کے پاس کفر ہے۔ اس لئے معنے حلول کے یہ ہیں کہ ایک چیز دوسری

چیز میں آنا اور معنے اتحاد کے یہ ہیں کہ ایک چیز دوسری چیز کیساتھ ایک ہوجانا اور دوئی کفر طریقت ہے۔ علامہ سیوطی نے اپنی کتاب تائید الحقیقۃ العلیہ میں فرماتے ہیں کہ عارفین کے لئے جو حالت توحید کی پیدا ہوتی ہے یہ ایک کیفیت وجدانی اور ذوقی ہے جو عبارت میں آنا اوس کا سخت دشوار ہے مگر جب اوس کیفیت کو عبارت اور بیان میں لانا چاہتے ہیں تو اون کو سوائے ایسے الفاظ کے نہیں ملتے جس سے وہم اور گمان حلول اور اتحاد کا ہو اور وہ لوگ بری اس بات سے ہیں کہ ان الفاظ سے مراد اون کی حلول یا اتحاد ہو۔ حاشا عن ذالک انتہی مؤلف کہتا ہے کہ خدا نے فرمایا ھو الذی فی السماء الہ فی الارض الہ یعنے خدا کی ذات الہ ہے اسمان میں اور الہ زمین میں اور خدا حدیث قدسی میں آیا ہے لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن یعنے مجھکو میری زمین یا آسمان گنجایش نہیں رکھی مگر قلب بندہ مومن مجھکو گنجایش رکھا۔ پس خدا قلب مومن میں کیسے گنجایش رکھا یہاں عقل کے پر چلتے ہیں ؎

آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

جاننا چاہیئے کہ عارفین جو قائل بہ عینیت کے ہیں معنے عینیت یہ نہیں کہ ذوات مخلوقات بعینہ ذات پاک حق سبحانہٗ تعالےٰ ہیں معاذاللہ جو اس سے کروڑھا دوئی لازم آتی ہے اور حصر مرتبہ تنزیہ کا مرتبہ تشبیہ میں لازم آتا ہے جو یہ بالاتفاق کفر ہے اور جس کو تھوڑے سے بھی عقل ہے

اوس کو وہ باور نہیں کرتا ہے یہی معنے عینیت کے خیال کر کے بعض علماے
ظاہر بعض عارفین کی نسبت جو قائل بہ عینیت ہیں بے ادب ہوے بلکہ
عینیت کے معنے یہ ہیں کہ وجود حقیقی ذات حق تعالے کو ہے اور وجود
مخلوقات وجود ظلی بمنزلہ عدم ہے جس کی تصریح مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں ؎

ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی

اور حدیث میں آیا ہے اصدق قول قول لبید الا کل
شیٔ ما خلا اللہ باطل یعنی ہر شے سواے خدا کے باطل ہے یہ
قول لبید کا سچا ہے اوس کی مثال حباب اور دریا کی دئے ہیں کہ
وجود حباب غیر وجود دریا نہیں ہے بلکہ وجود دریا شئونات سے وجود حباب کے ہے پس
یہ معنے عینیت کے ہیں نہ یہ معنے کہ عینیت حباب کی بعینہ دریا سے ہے
جو یہ معنے سمجھکر علماے ظاہر انکار مذاق اولیاء کرتے یہ معنے کو کوئی
طفل نابالغ مجنون بھی تسلیم نکریگا چہ جاے کہ عارفین جن کو خدا نے
عقل کلی اپنی فہم اسرار کی دی ہے اور چشمان بصیرت اون کے
کشادہ کیا۔

ذکر جذب اور سلوک کا

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے واما الجذب والسلوک

فاعلم ان الجذب والسلوك متلازمان لایثبت احدهما الابالاخر ترجمہ لیکن جذب اور سلوک۔ پس جان تو کہ جذب اور سلوک آپس میں ایک دوسرے کو لازم ہے نہیں ثابت ہوتا ہے ایک ان دو کا مگر ساتھ دوسرے کے انتہٰے جذب بغیر سلوک بھی ہونا ممکن ہے جیساکہ مجذوب بجت ہیں تکالیف شرعیہ جن سے مرتفع ہیں اور اسباب سے کے خود صاحب کتاب قائل ہیں جیساکہ آئندہ ذکر آویگا پھر یہ قول کیسا صحیح ہوگا کہ جذب اور سلوک میں تلازم ہے ایک کا ثبوت بغیر دوسرے کے نہیں ہوتا ہے مگر معنی لایثبت کے لاتکمیل لئے جائیں یعنی جس کو محض جذب ہو تو وہ کامل نہیں ہے بغیر سلوک جیساکہ مذہب اکثر کا ہے اس کا بھی ذکر آویگا پھر صاحب کو اکب کہتے ہیں قال قطب الزمان ناصر الدین بن المبلق الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ لولا الجذب ماسلك طریق حق ولا ثبت مرائیه والسالك المجذوب هو القدوة هو المحبوب ترجمہ قطب ناصر الدین بن مبلق شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر جذب نہو تو طریق حق تعالےٰ کا چلا نہ جاوے گا یعنے جذب نام ہے کشش حق تعالےٰ کا جب تک کہ کشش حق تعالیٰ کی نہ ہو راہ قرب حق کے طے منازل ممکن نہیں ہے۔ پس جو ولی کہ سالک ہیں اونکو جذب لازم ہے اگرچہ نمایاں نہو کہ سب بے جذب الٰہی کے قرب حق تعالےٰ

اور ولایت کا حصول ممکن نہیں ہے۔ اگرچہ سالہا سال عبادت کریں اور زہد اختیار کریں اگرچہ بسبب زہد و عبادت کے استحقاق ثواب کا حاصل ہوتا ہے مگر قرب حق تعالےٰ کا حاصل ہونا یہ شئے آخر ہے کہ موقوف بہ جذب آلہی اور اوس کے کشش کے ہے اسی لئے کہے ہیں کہ ایک کشش کشش ہاے حق تعالےٰ سے مقابل عبادات جن و انس کے ہے ومن ادعی الجذب من غیر سلوك سلّم لہ حالہ ولا یقتدی فعالہ فانہ امّۃ واحدۃ مع وجود النور واما من عیہ بغیر نور فھو متبع الشھوات والغرور لابس ثیاب الزور المخلد بغیر تصدیق المخبط لغیر تحقیق فجانبہ ھو الزندیق **ترجمہ** اور لیکن جو شخص کہ دعوے کرے جذب کا بغیر سلوک کے اور آثار نورانیت بھی ظاہر ہوں تو اوس کا حال اوس پر مفوض کرنا چاہیئے اوسکی اقتدار نکرنا چاہیئے کہ وہ اپنی حالت میں تنہا ہے یعنی جس سے اتباع شرع شریف جو معنے سلوک ہیں ترک ہوں بباعث محویت اور بیخودی کے اور آثار نورانیت الہی اوسپر ظاہر ہوں تو وہ مجذوب حقیقی ہے لیکن اوس کی پیروی نہ کرنا اور اون کا حال اون پر مفوض کرنا چاہیئے سوء ظن اون سے نہ رکھنا چاہیئے اور جو شخص تارک اتباع شریعت ہے اور اپنے کو بہ تکلف مجذوب بنایا ہے جو آثار نورانیت الہی اوس پر ظاہر نہیں ہوتے تو وہ شخص مکّار و زندیق ہے اوس سے دور رہو

واعلم ان السلوك هو اتباع الشرع وجهاد النفس
والخروج عن الطبع وامتثال الاوامر واجتناب
النّواهي وحفظ الاصل والفرع واما الجذب هو
موهبة من الله سبحانه تعالیٰ بعبده يأتيه
بغتةً من غير استعداد و لاجد ولا اجتهاد
فتعم عوالمه ومعاملته وظاهره وباطنه بعلم
عَليٍّ وكشف وفيّ ونورٍ جلي وفتح حقّي وسر
خفيٍ فعبد سلك ثم فتح الله عليه فجذب
وعبد جذب ثم منّ الله عليه فسلك ثم اختلف
اهل الطريق ايّهما افضل فتكلم كل منهم
بذوقه وعلیٰ وسع طوقه قال الشيخ ابوالحسن
علی بن عمر القرشی الشّاذلی فضّل الامام الیافعی
المجذوب علی السالك المجذوب وذكر عن ابراهيم
ابن ادهم رضی الله عنه كان مجذوبا و ان الامام
الشّافعی رضی الله عنه كان سالكا مجذوبا
ثم قال القرشی والصّحيح عند المحققين والعلماء
الرّاسخين ان السّالك المجذوب افضل ولهذا
قال شيخنا شيخ الاسلام قاضی القضاة القطب الغوث
ناصر الدّين المبلق رضی الله عنه **شعر**

	والجذب ان جاء بعد السلوك له فضل على المجذوب عما السعي تالیه	

ثم قال رضی اللہ عنہ والامام الشافعی رضی اللہ عنہ هو القطب الغوث الفرد الجامع فی زمنه وهو مجدد الدین علی راس المائة الثانیة وانا نشهد له الصدیقیة العظمیٰ **ترجمہ** جان تو کہ سلوک وہ اتباع شرع اور جہاد نفس اور نکلنا الواث طبیعت سے اور امتثال اوامر و اجتناب نواہی ہے اور حفظ اصل یعنی قواعد شریعت اور حفظ فرع یعنے قواعد طریقت و حقیقت ہے لیکن جذب موہبت خدائے عزّ شانہ ہے اپنے بندہ کے ساتھ کہ آتاہے بندہ کے پاس یکایک بغیر قابلیّت کے اور بغیر کوشش کے کہ جمیع عوالم کو اوس بندہ کے اور معالم کو اوسکے محیط ہوتا ہے ساتھ علم بزرگ اور کشف وافی اور نور ظاہر فتح حق اور سرّ خفی کے۔ پس ایک بندہ سالک ہوتا ہے پھر خدا اوس کو فتح قلب عنایت فرماتا ہے کہ وہ مجذوب ہوتا ہے اور ایک بندہ مجذوب ہوتا ہے پھر خدا اوس پر اپنا احسان کرتا ہے کہ وہ سالک ہوتا ہے۔ پھر مختلف ہوئے اہل طریق کہ دونوں میں سے کون افضل ہے۔ پس کلام کئے اہل طریق اپنے ذوق کے ساتھ بقدر اپنے طاقت کے کہے شیخ ابوالحسن علی ابن عمر الشاذلی نے کہ امام یافعی نے مجذوب کو سالک مجذوب پر فضیلت دئیے اور

ذکر کئے کہ ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ مجذوب تھے اور امام شافعی رضی اللہ
عنہ سالک مجذوب تھے۔ پھر قرشی نے کہے کہ صحیح محققین اور علمار راسخین
کے پاس یہ ہے کہ سالک مجذوب افضل ہے۔ اسی لئے ہمارے شیخ
شیخ الاسلام قاضی القضاۃ القطب غوث ناصر الدّین مبلق نے کہے
کہ جو جذب کہ بعد سلوک کے آوے اوس کو فضیلت ہے مجذوب پر
اوس سبب سے کہ وہ سعی یعنی سلوک کے بعد آتا ہے پھر انہوں نے
فرمائے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ وہ قطب غوث فرد جامع ہیں اپنے
زمانہ میں اور ہم گواہی دیتے ہیں اون کے لئے صدیقیت کبریٰ کی
اور وہ مجدد تھی ابتداء دوسرے صدی کے پھر صاحب کو اکب
فرماتے ہیں کہ شیخ ناصر الدّین بن مبلق رضی اللہ عنہ نے فرمائے ولقد
کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتحنّث
اللیالی ذوات العدد ویتعبد بجبل حراء قبل
مبعثہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی بعث بالنبوۃ
والرسالۃ معا علی راس الاربعین وھو اوّل دلیل
علی تفضیل السّالک المجذوب وقال حجّۃ الاسلام
الغزالی فی کتابہ المنقذ من الضلال وکان اوّل
حال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیث کان
یتبتل فی جبل حراء یخلو فیہ بربہ ویتعبد حتّٰی
قالت العرب ان محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

یعشق ربہ قلت ھو ایضاً اشارۃ الی ان حجۃ الاسلام
یری تفضیل السالک المجذوب علی المجذوب السالک
کماھو مذھب الجمھور واللہ اعلم بالصواب

ترجمہ اور بہ تحقیق تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ریاضت
کرتے تھے شبہائے متعدد میں اور عبادت کرتے جبل حرا میں اور
عزلت اختیار کرتے یہاں تک کہ عرب کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنے رب کے عاشق ہیں۔ مصنّف کہتے ہیں کہ یہہ بھی اشارہ
ہے اس طرف کہ حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی اعتقاد
کرتے ہیں تفضیل سالک مجذوب کی مجذوب سالک پر جیسا کہ وہ
مذہب جمہور کا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

مؤلّف کہتا ہے کہ تقریر سے صاحب کواکب کے جواخیر میں
ہے ظاہر ہے کہ اختلاف فیما بین اہل طریق کا افضلیت میں درمیان
سالک مجذوب اور مجذوب بحث کے اور امام یافعی کے کلام
میں جو فقط مجذوب واقع ہوا وہ سہو ناسخ سے ہے کہ لفظ سالک
کو سہواً چھوڑ دیئے کیونکہ جذب کے ساتھ سلوک بہ طریق انبیاء
علیہم السلام کا ہے۔ اس پر وہ لوگ جو صرف مجاذیب ہیں کیونکہ
فضیلت رکھ سکتے ہیں۔ علامہ شعرانی نے طبقات کبری سیدی علی
دمیری سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں لیس للمجاذیب فی جنۃ
الاعمال قدم ولا مکان مخصوص یرجعون الیہ

ولا قدمٌ فی ماکلٍ ولا ملبسٍ ما عدا المشاهدة فقط
فانهم یشترکون مع اهل الجنّة فیها علیٰ خصوص
وصف فی المشاهدة وقال رضی اللہ عنہ ان السّوقة
واهل الصنائع والحِرَفِ اعظم درجة عند اللہ
وانفع من المجاذیب لقیامهم فی الاسباب وکثرة
خوفهم من اللہ واکل الفقراء والظلمة من
اموالهم مع احتقار نفوسهم ولهم فی کل جنّة
نعیم من الجنان الاربع الّتی هی جنّة الفردوس
وجنة الماویٰ وجنّة النّعیم وجنّة عدنٍ
وهی المخصوصة بالمشاهدة والزّیارة وکان
رضی اللہ عنہ یقول المجاذیب والاطفال فی الحالة
سوآءٌ الّا ان الاطفال یتمیزون عن المجاذیب
لریانهم فی الجنة کما ورد انهم
دعامیص الجنّة ای غواصون فیها انتهیٰ ترجمہ

نہیں ہے مجاذیب کے لئے جنّۃ اعمال میں قدم اور نہ جاے مخصوص
طعام ولباس میں اور نہ سوائے مشاہدہ الٰہی کے
فقط پس مجاذیب شریک ہیں اہل جنّت کے مشاہدۂ الٰہی میں
ایک وصف خاص کے ساتھ اور فرمایے رضی اللہ عنہ نے کہ
اہل سوق اور اہل صنائع اور اہل حرفت کا بڑا درجہ ہے خدا کی

پاس مجاذیب سے یعنے جو اولیا اہل صنائع اور تجارت ہیں اور وہ لوگ نفع رسال ہیں زیادہ مجاذیب سے بسبب تمام ہونے اہل حرفت اور صنائع کے اسباب میں اور اکثرۃ خوف اون کے تنزل سے اور کھاتے فقراء اور ظالمین کے اون کے مال کو ساتھ حقیر جاننے کے اپنے نفسوں کو اور اون کے لئے چاروں جنتوں میں نعمتیں ہیں جو وہ جنۃ فردوس ہے اور جنت ماوی ہے اور جنّت عدن ہے جو وہ مخصوص ہے ساتھ مشاہدۂ الٰہی کے اور لقاء الٰہی کے اور فرماے رضی اللہ عنہ کہ مجاذیب اور اطفال کا ایک حال ہے جنّت میں لیکن اطفال کو تمیز ہے مجاذیب سے اس امر میں کہ اطفال غواص ہیں جنّت میں جیساکہ حدیث میں وارد ہے جامع اصول اولیاء میں لکھے ہیں انّ الجذب وحدہ من غیر سلوک فی الطّریق المستقیم با متثال الاوامر والاجتناب عن النواھی لا نتیجۃ له غیر الدّخول فی حیّز البُله والمجانین فغایته السّلامة من مواطن الھلاك لسقوط التکلیف به کما فی المطالب الوفیة وکذالك السّلوك با متثال الاوامر والاجتناب عن النواھی من غیر جذب الٰھی لا نتیجة غیر الدّخول فی حیّز العلماء والعبّاد من اهل الظاهر القانعین بما یظهر

علیهم من العلم و العبارة فیراهم الناس فیہ فتون
اقدارهم ویحمد ونهم علیٰ ذالك ویکونون فی باطن
الامر علیٰ ریاء وعجب وکبر وحسد وغرور وغفلة وغیرها
من امراض القلب ویلحق صاحب هذه الواقعة بسببها
بالحیوانات واما السّالك اولاً والمجذوب ثانیا
او بالعکس فهذان الرّجلان هما اهل الله وخاصته
فالسّالك المجذوب العالم العامل اخلص لله اربعین
صباحًا فانفجرت ینابیع الحکمة من قلبه بلسانه کما
ورد فی الحدیث وقال تعالیٰ فاتقوا الله ویعلمکم الله

ترجمہ جذب فقط بغیر سلوک راہ مستقیم میں ساتھ امتثال اوامر
اور اجتناب نواہی کے نہیں نتیجہ ہے اوس کے لئے سوائے داخل
ہونے کے بیچ زمرہ بے عقلوں اور مجانین کے۔ پس غایت جذب کا
سلامت ہے ہلاکت سے بسبب ساقط ہونے تکلیف شرعی کے بباعث
جذب کے جیساکہ کتاب مطالب وفیہ میں لکھا ہے ایسا ہی سلوک
بغیر جذب آلہی کے کوئی نتیجہ یعنے قرب حق تعالےٰ کا نہیں ہے سوائے
داخل ہونے احاطۂ علمار اور عباد میں اہل ظاہر سے جو اکتفا کرتے ہیں
اوس چیز کی ساتھ جو اون پر علم اور عبارات ظاہر ہوتے ہیں۔
پس دیکھتے ہیں اون کو لوگ اور قدر و منزلت اون کی زیادہ کرتے
ہیں اور اون کی اس پر تعریف و توصیف کرتے ہیں اور ہوتے مدوہیں

لوگ باطن امر میں کبر اور ریا اور حسد اور غرور اور غفلت پر اور سوائے اس کے امراض قلب سے اور لاحق ہوتا ہے صاحب اس حال کا بسبب ان امور کے سات حیوانات سے لیکن سالک اوّلاً اور مجذوب ثانیاً یا بالعکس۔ پس یہ دو مرد اہل اللہ سے ہیں اور خدا کے خواص سے ہیں۔ پس سالک مجذوب عالم عامل ہے خلوص اختیار کیا خدا کا چالیس روز جو اقل مدت ہے۔ پس جاری ہوئے منبع ہائے حکمت اوس کے قلب سے اوس کی زبان پر جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا کہ جو شخص خدا کا خلوص چالیس دن اختیار کرے تو اوس کے قلب سے چشمہ ہائے حکمت جاری ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ فرمایا کہ تقوئے خدا کا اختیار کرو تم کو تعلیم کرتا ہے خدا اور بھی جامع اصول اولیا میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مجاذیب کو نہ تصرف اونکی ذات میں حاصل ہے نہ اون کو غیر میں تصرف حاصل ہے۔ مثال اونکی طفل نابالغ غیر عاقل اور مجنون ہے کہ بموجب شرع شریف نہ وہ تصرف اپنے مال میں کرسکتا ہے نہ غیر کے مال میں اگرچہ ماذون ہو اور مجذوب خدا کے قبضۂ قدرت میں پرورش پاتے ہیں اور شیر کرم ربوبیت حق تعالےٰ کا نوش کرتے ہیں پس وہ اطفال ہیں لیکن سالک مجذوب پس وہ بمنزلۂ بالغ کے ہے جو اون کو ولایت تصرف اور اون کی ذات میں اور اون کے غیر میں حاصل ہے مثال مجذوب کے مقام محویت میں مانند حال ایک مرد کے ہے جو اپنی آنکھیں باندھ کر

راستہ چلے نہ تو وہ خود دیکھتا ہے کہ کہاں چلا پس دوسرے کو کیسا بتلائیگا انتہے اور جامع اصول اولیاء اللہ میں لکھا ہے واذا سئلت عن شروط المجذوب فالجواب اربعۃ من جذبہ اللہ من الضلالۃ الی النور وانقذہ من الغفلہ الی الیقظۃ والخلوص من مقام المجاھدۃ الی مقام المشاھدۃ وغمسہ فی ابحر نور فیضانہ ترجمہ اور جس وقت تجھ سے کوئی سوال کرے شروط سے مجذوب کے تو جواب یہ ہے کہ مجذوب وہ ہیں جن کو خدا نے مجاہدہ سے طرف مشاہدہ کے کھینچا ہے اور غفلت سے نجات دیا اور بیداری نصیب کیا اور ضلالت سے طرف نور کے ہدایت کیا غوطہ دیا ہے اون کو اپنے نور فیض کے دریا میں۔

بیان شطحیات اولیاء اللہ کا

کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے اعلم ان الشطح من جملۃ ما امروا بہ یصدر منھم امتثالا للامر ویکون ذالک الامر تنویھا وبیانا لعلو شانھم وتعریفا للجاھل بکبیر قدرھم وارشادا الی التعلق بھم والتوسل بھم برفع درجاتھم وسببا لمصالح العباد ونفعھم قال الیافعی فی نشر المحاسن

انما یعرفون الامر باعلام اللہ لھم بالھام اوکشف اوسماع خطاب اوغیر ذالک من وجوہ التعریفات کقول ذبیح اسماعیل ابن محمد الحضرمی رضی اللہ عنہ من قبل قدمی دخل الجنۃ ولم یزل یقبل قدمہ کل من رأہ من الاکابر والاصاغر من المشائخ والعلماء وغیرھم من کل حاضر وباد وھذا کثیر لا یحصرہ قول ومن ھذا الباب قول سیدنا سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ صدر عنہ رضی اللہ عنہ بامر من اللہ تعالی او قال بعضھم الشطح مالم یکن بامر اللہ تعالی فلا یکون قولہ رضی اللہ عنہ من ھذا الباب (ترجمہ) جان تو کہ شطح منجملہ ان امور کے ہے جن کے سات اولیاء اللہ امر کئے گئے صادر ہوتا ہے۔ اون سے واسطے امتثال امر الٰہی کی اور ہوتا ہے یہ امر الٰہی اون کو واسطے ظاہر کرنے اون فضیلت کے اور واسطے بیان کرنے علو شان اور معلوم کروانے مرتبہ عالی اون کے لوگوں کو جو اون کے رتبہ نہیں جانتے اور واسطے ہدایت کرنے کے لوگوں کو کہ اونکے ساتھ وابستگی اختیار اور اون کے ساتھ خدا کے پاس توسل کریں واسطے رفع درجات اون کے اور واسطے مصالح و منافع عباد کے کہے امام یافعی رضی اللہ عنہ نے نشر محاسن میں کہ اولیاء اللہ جو امر الٰہی کو معلوم کرتے ہیں تو وہ باطلاع الٰہی معلوم کرتے ہیں۔ پس خطاب الٰہی

اون کو یا بالہام یا بکشف ہوتا ہے اوسس کو وہ لوگ سنتے ہیں اور سوائے اسکے بہی چند وجوہ معلوم کرائے گے ہیں مثل قول ذبیح اسماعیل ابن محمد حضرمی رضی اللہ عنہ کے کہ جو شخص میرے قدم کو بوسہ دے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پس ہمیشہ اون کے قدم کو لوگ بوسہ دیتے جو اون کو دیکھتے چھوٹے یا بڑے ہوں علماء کبار اور مشائخین سے اور سوائے اون کے خلق کثیر اہل بلاد اور ساکنین صحرا جن کا شمار نہیں انتہیٰ" مولف کہتا ہے اسی باب سے قول سیدنا سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ہے جو قدمی ہذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ ہے۔ آپ نے خدا کے حکم سے فرمائے بعضوں نے کہا ہے کہ شطح وہ ہے جو اظہار فضائل اولیاء اللہ سے بطور خود ہو خدا کے حکم سے ہو۔ پس اس وقت یہ آپ کا ارشاد اس باب سے نہ ہوگا **ایضاً** کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے۔ واعلم ان من الشطح ما تعذر عنہ التاویل کما اشتہر عن بحر الحقائق معدن الاسرار والمعانی والدقائق شیخ شیوخ الاکابر ابی الغیث ابن جمیل قدس اللہ روحہ انہ جاء الیہ جماعۃ من الفقہاء فقال لہم مرحبا بعبید عبدی فاستعظموا ذالک فاتوا شیخ الفریقین امام الطرفین اسماعیل بن محمد الحضرمی المتقدم ذکرہ فذکروا لہ فقال صدق انتم عبید الہوا والہوی عبدہ ومن الشطح **ایضاً** تصرفہم باذن اللہ فیتصرفون فیہا

ویحکمون فینفذ ذالك باذنه ومشیئته فاذا نازع الولی احدا ممن دونه من الاولیاء فی ولایة التصریف فی المملکته ادعی انه اعلامنه اوانه جاوز مقامات الاولیاء جاز ان ینکر قوله ویدعی ذالك لنفسه اذا کان فیه صادقاً انتھی اقول ومثل ھذا فی کرامات سیدنا سیدنا **عبدالقادر** جیلانی رضی اللہ عنه کثیرة مذکورة فی کتب تراجمه وفی الکواکب ایضاً حذفنا للاختصار

ترجمہ جان تو بعض شطح ایسا ہوتا ہے اوس کی تاویل دشوار رہے جیسا کہ مشہور ہوا ہے دریائے حقائق معدن اسرار دقائق شیخ شیوخ اکابر ابو الغیث ابن جمیل رضی اللہ عنہ سے کہ آپ کے پاس ایک جماعت فقہاء کی آئی پس آپ نے اون کو فرمائے کہ مرحبا بندوں کو میرے بندے کے پس یہ امر جماعت فقہاء پر گراں معلوم ہوا پس آئے فقہاء امام الطرفین وفریقین شیخ اسمٰعیل ابن محمد الحضرمی کے پاس جن کا ذکر سابق میں گذرا اور اس امر کو ذکر کئے پس انہوں نے فرمائے کہ شیخ جمیل نے سچ کہا کہ تم بندے خواہش نفسانی کے ہو اور خواہش نفسانی شیخ کا بندہ ہے اور بھی شطح سے ہی تصرف اون کا ساتھ اذن خدائے تعالیٰ کے مخلوقات الٰہی میں اور وہ حکم کرتے ہیں اور اون کا حکم خدا کی اذن سے نافذ ہوتا ہے جس وقت کہ منازعت کریں ولی ایک ولی سے جو یہ ولی اون ولی سے مقام ولایت میں کم ہیں اور اون ولی سے اونکی

ولایت میں ہمسری کا دعویٰ کریں یا اون کے مقام سے تجاوز کرنے کا دعوے
کریں یا اون کی مملکت میں تصرف کریں تو جائز ہے ولی مقام اعلیٰ کو
کہ ادنیٰ مقام کے ولی کے قول کا انکار کرے اور اوس مقام کو اپنے طرف
منسوب کریں اگر وہ اپنے قول میں صادق ہیں انتہیٰ مولف کہتا ہے
اس قسم کی کرامت ہمارے سید حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ
عنہ سے بکثرت صادر ہوئی جیسا کہ کتب تراجم میں آپ کے مذکور ہیں کو اکب
ظاہرہ میں بھی بہت سے مذکور ہیں اختصاراً میں نے حذف کیا۔ اور علامہ
ابن حجر ہیتمی کا قول مسبوط فتاوی حدیثیہ میں اسباب میں منقول ہے
میں اوس کا خلاصہ کہتا ہوں ان ما وقع للاولیاء رضوان اللہ
علیہم اجمعین من الشطحیات فلائمۃ العلماء العارفین
والحکماء الذین رحمہا اللہ تعالی بالسلامت من
حرمان الافکار ومنّ علیہم بالاعتقاد فی اولیائہ اجوبۃ
مسکتۃ وتحقیقات علیۃ لایھتدی الیہا الا الموفقون ولا
یعرض عنہا الا المخذولون فحملوا ما صدر عنہم علی حسن
المحامل واقومہا فمثل قول ابی یزید البسطامی رحمۃ اللہ علیہ
سبحانی وقول الحلاج رحمۃ اللہ علیہ انا الحق لہما محامل
الاول ان ہذہ الالفاظ التی جرت علی لسانہما علی معنی
الحکایۃ عن اللہ تعالیٰ والثانی ان ہذہ الالفاظ صدرت
عنہم فی حال الغیبۃ وعدم الشعور وہم غیر مکلفون

فی هذه الحالة وثالثها قصداً التجریب ظاهرهم تحصیله
للخلوص فی اعمالهم وتحرزا عن الریاء ککسرقة ابراهیم
الخلوص بعض ثیاب اهل الحمام ورابعها ان الشطح قد یکون
فیه نفع للخلائق وقد عرفوا ذالک بالهام وکشف
او خطاب او غیر ذالک من وجوه التعریف کما
تواتر بالیمن فی الشیخ عارف بالله امام الفقراء و
الصوفیة فی وقته اسماعیل بن محمد الحضرمی نفعنا الله
به انه قال من قبل قدمی دخل الجنة فلم یزل یقبل
قدمه کل زایر وان جلت مراتبه وخامسها
الاشارة الی الخلافة عن الحق بالاذن له فی التصرف
فی الکون کما قال الشیخ ابو الغیث رضی الله عنه
شعر وهبنی الملک المهیمن خلعةً فالارض ارضی والسماء
سماءی وسادسها الاشکال فی ظهور مراد القائل فی
کلامه کما وقع للشیخ ابی الغیث ابن جمیل نفعنا
الله به انه جاء الیه جماعة من الفقهاء فقال لهم
مرحبا بعبید عبدی فاشتد انکارهم علیه وذکروا
ذالک للشیخ اسماعیل المذکور قبله فقال صدق
هو انتم عبید الهوی والهوی عبده سابعها قد
یوم وتعریف للجاهل او شکرا وتحدثا بنعمة الله تعالی

کما وقع للشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ وھو فی مجلس وعظ واذا ھو یقول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فاجابہ فی تلک الساعۃ اولیاء الدنیا بل واولیاء الجن جملتھم وطاطوء رؤسھم وخضعوالہ واعترفوا بما قالہ الا رجل باصبھان فابی فسلب حالہ وذکر کثیر من العارفین انہ رضی اللہ عنہ لم یقل ذالک الا بامرٍ اعلاما بالقطبیۃ فلم یسع احدًا التخلف بل جاء باسانید متعددۃ عن کثیرین انھم اخبروا قبل مولدہ بمائۃ سنۃ **ترجمہ** تحقیق کہ اولیاء اللہ کے لئے جو شطحیات ہے۔ پس علماء عارفین جن کو خدا نے محفوظ رکھا ہے اور سلامت رکھا ہے محرومی سے انکار کے اور خدانے اپنے احسان سے اون کو اعتقاد اولیاء اللہ کا سرفراز کیا کئی جوابات ہیں جس سے منکرین کو سکوت حاصل ہوتا ہے۔ اور تحقیقات عالیہ ہیں کہ نہیں ہدایت پاتا ہے ان جوابات اور تحقیقات کے طرف مگروہ لوگ جن کو خدا کی طرف سے توفیق ہے اور نہیں روگردانی کرتے ہیں اون جوابات اور تحقیقات سے مگروہ لوگ جو کہ بے نصیب ہیں حمل کئے شطحیات اولیاء اللہ کو علماء عارفین نے نیکوترین محامل اور درست ترین محامل پر پس مثل قول بایزید بسطامی سبحانی اور قول منصور حلاج کے جوانا الحق ہے ان دونوں قولوں

کے نئے محامل ہیں۔ اول یہ الفاظ جو اون کی زبان پر جاری ہوئے وہ خدا کے ارشاد کی حکایت ہے۔ یعنی جیسا کہ بوقت تلاوت قرآن کے ایسے الفاظ زبان سے نکلیں دوسرا یہ کہ یہ الفاظ بحالت مغلوبیت اور عدم شعور کی اون سے صادر ہوئے پس وہ اس حالت میں مکلف شرع شریف نہیں ہیں تیسرا یہ کہ وہ لوگ اپنے ستر حال اور اخلاص حاصل کرنے کے لئے یہ الفاظ کہے تاکہ لوگ اون کے حق میں نیک گمان نہ رکھیں جیسا کہ حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ نے بعضے اہل حمام کا لباس سرقہ فرمائے تاکہ لوگ آپ سے بدگمان ہوں چوتھا یہ کہ کبھی شطح میں نفع خلائق ہوتا ہے اور جان لیتے ہیں اوس کو اولیاء اللہ ساتھ الہام یا کشف یا خطاب وغیرہ اسباب علام خدائتعالےٰ کے جیسا کہ خبر متواتر سے یہ اثر ثابت ہوا مین میں ولدِ باب شیخ عارف باللہ امام فقراء اور صوفیہ کے اپنے وقت میں اسماعیل الحضرمی حق تعالےٰ اون کے ساتھ ہم کو نفع پہونچائے کہ اُنہوں نے فرمائی کہ جو شخص میرے قدم کو بوسہ دے۔ وہ داخل جنت ہوگا۔ پس ہر شخص آپ کے قدم کو بوسہ دیتا جو آپ کو دیکھتا اگرچہ کیسا ہی بڑے مرتبہ کا ہو اور پانچواں یہ کہ اونکا وہ ارشاد جس کو شطح سمجھتے ہیں اشارہ ہے طرف خلافت کے خدا کی جانب سے تصرف کون میں جیسا کہ کہے شیخ ابوالغیث

رضی اللہ عنہ کہ بادشاہ بزرگ نے مجھ کو خلعت عنایت فرمایا
پس زمین میری زمین ہے آسمان میرا آسمان ہے چھٹا یہ ہے
کہ معنے اون کے ارشاد کے فی نفسہ صحیح ہوتے ہیں مگر بباعث
مشکل ہونے کے سمجھ میں نہیں آتے جیسا کہ واقع ہوا شیخ ابو الغیث
ابن جمیل کے لئے کہ خدا اون سے ہم کو نفع حاصل کرائے کہ اونکے
پاس ایک جماعت فقہاء کی آئی پس انہوں اون کو فرمائے کہ
مرحبا بندگان میرے بندے کے پس فقہانے آپ پر سخت انکار
کیئے اور ذکر کیئے یہ امر شیخ اسماعیل حضرمی کے روبرو جس کا اس کے
قبل ذکر ہوا انہوں نے فرمائے کہ شیخ نے سچ فرمائے کہ تم ہوائے
نفسانی کے بندے ہو اور ہوائے نفسانی اون کا بندہ ہے -
ساتواں یہ کہ کبھی حکم کیئے جاتے ہیں اولیاء اللہ اپنے اظہار فضائل
کیلئے۔ واسطے معلوم کرانے اوس شخص کے جس کو معلوم نہیں ہے یا
واسطے ادائی شکر الٰہی اور بیان نعمت خدا کے جیسا کہ واقع ہوا شیخ
عبد القادر رضی اللہ عنہ کے لئے کہ آپ مجلس وعظ میں یکایک فرمائے
قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ پس اطاعت کیئے
آپ کی ارشاد کی اولیاء تمام دنیا کے بلکہ اولیاء جن بھی اور اپنے
سروں کو جھکا دیئے اور آپ کے ارشاد کی تعظیم اور آپ کے
اس مرتبہ کا اقرار کیئے مگر ایک مرد اصفہان میں پس سلب ہو گیا
حال اوس کا اور بہت سے عارفین نے ذکر کیئے کہ نہیں فرمائے

آپ یہ ارشاد مگر سات امر الٰہی کے واسطے اعلام آپ کی قطبیت
کے پس کسی ولی کو ممکن نہیں ہوا کہ اس ارشاد کو آپ کے زمانے
بلکہ باسانید متعددہ آیا ہے کہ بہت سے اولیاء اللہ اس امر کی خبر
سو سال کے قبل دئے ہیں۔

بیان معجزہ اور کرامت اور استدراج کا

نفحات الانس میں تفسیر کبیر فخر رازی سے منقول ہے اذا ظہر
فعلٌ خارجٌ للعادات علی انسانٍ فذالک اِما ان
یکون مقرونا بالدعویٰ او لا یکون مع الدعوی القسم
الاول وھو ان یکون مقرونًا بالدعوی اما ان یکون
دعوی الالوھیة او دعوی النبوة او دعوی الولایة
او دعوی السحر وطاعة الشیاطین فھذہ اربعة اقسام
القسم الاول ادعاء الالوھیة وجوزا صحابنا خوارق
العادات علی یدہ من غیر معارضة کما نقل ان
فرعون کان یدعی الالوھیة وکان یظھر علی
یدہ الخوارق وکما نقل ذالک ایضًا فی حق
الدجال قال اصحابنا وانما جاز ذالک لان شکلہ
وخلقتہ تدل علی کذبہ فظھور الخوارق علی یدہ

لا یفضی الی التلبیس القسم الثانی
داعی النبوة وهذا علی قسمین
اما ان یکون المدعی صادقا وکاذبا
فان کان صادقا وجب ظهور الخوارق
علی یده وهذا متفق علیه
بین کلّ من اقر بصحة النبوة
واما من کان کاذبا لم یجز ظهور الخوارق
علی یده وبتقدیر ان ظهر وجب
حصول المعارضة واما القسم الثالث
وهوادعاء الولایة فالقائلون بکرامات
الاولیاء اختلفوا فی انه هل یجوز
ادعاء الکرامة ثم انه یحصل له الفوز
وفق دعواه ام لا واما القسم الرابع
وهوادعاء السحر وطاعة الشیاطین
فعند اصحابنا یجوز الخوارق علی یده
وعند المعتزله لایجوز واما الثانی وهو
ان یظهر الخوارق من غیر شئ من الدّعاوی
فذالک الانسان اما ان یکون صالحا مرضیا
عند الله واما ان یکون مذنبا خبیثا والاول

من القول بکرامات الاولیاء وقد اتفق
اصحابنا علی جوازہ وانکرھا المعتزلة الا
ابا الحسن البصری وصاحبہ محمود الخوارزمی
واما القسم الثانی وھو ان یظھر الخوارق
علی بعض من کان مردودا من طاعة
اللہ فھذا ھو المسمی بالاستدراج ترجمہ
جس وقت کہ فعل خارق عادت یعنے طاقت بشری جسکے
کرنے سے عاجز ہو۔ پس وہ فعل ہاتھ پر کسی انسان
کے ظاہر ہو تو وہ یا کسی دعوے کے ساتھ ہوگا یا نہوگا
اگر وہ فعل خارق عادات کسی دعوے کے ساتھ
ہوگا۔ یا دعویٰ الوہیت کا ہوگا یا نبوت۔ پس وہ
فعل یا ولایت یا سحر اور اطاعت شیاطین کا ہوگا
پس یہ چار صورتیں ہیں اگر دعوے الوہیت کے ساتھ
فعل خارق عادات ظہور میں کسی انسان سے آئے
یہ امر ہمارے اصحاب کے پاس جائز ہے۔ جیسا کہ فرعون
اور دجّال سے باوجود دعوے الوہیت کے افعال خارق
عادات ظاہر ہوئی اور ہونگی اور ہمارے اصحاب نے فرمائے
ہیں اوس کی شکل اور خلقت اوس کی دعوے الوہیت کی
تکذیب کرتی ہے کہ بشر مخلوق کیسا خالق ہوسکتا ہے یہ ہر شخص

عاقل جان لیتا ہے اگر ظہور فعل خارقِ عادات ساتھ دعوے نبوت کے ہو تو یا مدعی نبوت کا صادق ہو گا۔ اپنے دعوے میں یا کاذب ہو گا۔ اگر وہ اپنے دعوے میں صادق ہو گا ظہور خوارق اون کے ہاتھ پر واجب ہے باتفاق اون لوگوں کے جو نبوت کے قائل ہیں یعنے مسلمین اور اہل کتاب اگر وہ اپنے دعوے نبوت میں کاذب ہے تو ظہور خوارق اوس کے ہاتھ پر نہ ہو گا جیسا کہ مسلمۂ کذاب دعوائے نبوت کا کیا مگر وہ کسی کے لئے بہتری کی دعا کرتا اوس کا برعکس ظہور میں آتا اور اگر فعل خارق عادت مدعی کاذب کے ہاتھ پر ظاہر بھی ہو تو اوس کا مقابلہ کرنے والا پیدا ہونا ضرور ہے جیسا کہ دجال جو جھوٹا نبوت کا دعوائے کرے گا۔ اوسکے مقابل عیسیٰ علیہ السلام آویں گے اوس کے دعوے کو مٹاوینگے اگر ظہور خوارق دعوے ولایت کے ساتھ ہو تو جو قائل ہیں اولیاء اللہ کی کرامت کے اون کو اختلاف ہے اس امر میں کہ دعوے ولایت کا جائز ہے یا نہیں ہے پھر اگر دعوائے ولایت کا کریں تو وہ اپنے دعوے میں کامیاب ہو سکتے ہیں یا نہیں چوتھی قسم ظہور خوارق ادعاء سحر کے ساتھ پس نزدیک ہمارے اصحاب کے جائز ہے ظہور خوارق کا ادعاء سحر کے ساتھ اور معتزلہ کے پاس جائز نہیں ہے۔

قسم ثانی ابتدائی قسم کی کہ ظہور خوارق انسان سے بغیر دعوے
کسی چیز کے ہو۔ پس یہ انسان یا صالح اور پسندیدہ خدا کے پاس
ہے تو وہ کرامت ہے اگر گناہ گار خبیث ہے تو وہ استدراج
ہے فریق معتزلہ جو فرقۂ ضالہ ہے کرامات اولیاء اللہ کا منکر ہے
کواکب ظاہرہ میں لکھتے ہیں کہ نہیں درست ہے قول
اوس شخص کا جو کہتا ہے کہ اگر کرامات اولیاء اللہ سے
ظاہر ہوں تو معجزۂ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ
کرامات کو التباس ہو جائیگا۔ کیونکہ معجزات کے لئے
دعوئے نبوت کا شرط ہے اور کرامات کا چھپانا اولیاء اللہ
پر واجب ہے۔ مگر ضرورت کے وقت یا حکم خدا کے ساتھ یا
حال غالب کے جس میں اختیار باقی نہ رہے یا واسطے تقویت ایمان بعض
مریدین کے پس اگر کہا جائے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کیوں
اس قدر کرامات مشہور نہیں ہوے جیسا کہ اولیاء اللہ سے مشہور
ہوے۔ پس جواب وہ ہے جو امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے
دئے ہیں کہ صحابہ کو بباعث قوت اون کے ایمان کے کسی چیز کی
ضرورت نہیں ہوی کہ جسکے ساتھ تقویت ایمان کی ضرورت ہو
اور سواے صحابہ رضی اللہ عنہم کے جن کا ایمان صحابۂ کرام
رضی اللہ عنہم کے مرتبہ کو نہیں پہونچتا ہے اون کے لئے تقویت
ایمان کی ضرورت کرامات سے ہوی۔ پھر صاحب کواکب فرماتے ہیں

کہ اسی لئے بعض شیوخ کبار نے فرمائے ہیں کہ ابتداء حال میں مریم علیہا السلام کے لئے کرامات ظاہر ہوے کہ میوہ غیر موسم اون کے پاس آتا جب کہ اون کا ایمان اور یقین قوی ہوا تو وہ اسباب کی طرف متوجہ کئے گئے اور اون کو ارشاد الٰہی ہوا کہ تم خرما کے درخت کو ہلاؤ تم کو تازہ خرمے ملیں گیں امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ کرامات مشابہ سحر کے ساتھ ہوتے ہیں تو اوس کا جواب علماء یہ دیتے ہیں کہ سحر زنادقہ او فساق اور کفار کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے جن کو التزام شریعت اور متابعت سنت نہیں ہے۔ اور اولیاء اللہ جن کے ہاتھ پر کرامات جاری ہوتے ہیں وہ لوگ متبع شریعت اور آداب شریعت کے اعلےٰ درجہ پر ہوتے ہیں پس فرق ہوا اور شیخ کمال الدین دمیری حیوۃ الحیوان کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ جب اشعریہ خرق عادۃ ساحر کے ہاتھ پر جائز رکھے تو فرق درمیان نبی کے اور ساحر کے کیا ہے جواب یہ کہ خرق عادت نبی اور ولی اور ساحر کے ہات پر جاری ہوتے ہیں لیکن نبی دعوے نبوت کا کرتے ہیں اور معجزہ کے ساتھ خلق کو عاجز کرتے ہیں جو مثل اوس کے نہ لاسکیں پس اگر کوئی شخص دعوے نبوت میں کاذب ہو تو ہرگز خدا اوس کے ہاتھ خوارق جاری نہ کرے گا۔ کیونکہ اگر جاری کرے گا تو اوس وقت اشتباہ ہوگا۔ فیما بین نبی اور غیر نبی کے پس خدا کی صفت جو ہدایت ہے ظہور میں

نہ آئیگی۔ لیکن فرق فیما بین ولی اور ساحر کے دو وجہ سے ہے
اول یہ کہ جو وہ مشہور ہے کہ سحر کافر اور فاسق کے ہاتھ پر ظاہر
ہوتا ہے اور اولیاء صاحب کرامات صالحین ہوتے ہیں اور یہی
قول امام الحرمین وغیرہ علماء کا ہے۔ دوسرا یہ فرق ہے کہ سحر
کسب اور عمل سے ہوتا ہے اور کرامات بے عمل اور کسب کے
حاصل ہوتے ہیں بلکہ بسا اوقات کرامت ایسی حاصل ہوتی ہے
کہ صاحب کرامت اوس کو چاہتے نہیں نہ اون کو اطلاع اوسکی
ہوتی ہے۔ مولف کہتا ہے کہ فرق فیما بین کرامت اور سحر
کے یہ ہے کہ سحر اگرچہ کسی درجہ کے کمال کا ہو مگر احیاء اموات
کے مرتبہ کو نہیں پہونچتا ہے اور کرامات احیاء اموات تک پہونچی
ہی سحر میں تصرف اجرام علوی میں مثل ردشمس وشق القمر وغیرہ
کے نہیں ہوتا اور کرامت سے اجرام علوی میں ہوتا ہے سحر
بمقابلہ کرامت کالعدم ہوتا ہے جیساکہ سحر ساحرین فرعون بمقابلہ
معجزۂ موسیٰ علیہ السلام وغیر ذالک ایسے بہت فرق ہیں۔
کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ سیکھنا سحر کا اور سکھانا اوس کا
حرام ہے نزدیک جمہور علماء کے مطلقاً لیکن قاضی حسین وابراہیم
مروزی نے کہے ہیں کہ اگر سحر میں ترک طاعت الٰہی ہو یا لوگوں
کو سحر کرنے کیلئے سحر سیکھے تو جائز نہیں ہے اگر اپنے نفس سے
سحر رفع کرنے کیلئے سیکھے تو جائز ہے اور مذہب امام ابو حنیفہ رح

اور امام مالکؒ کا اور امام احمدؒ کا یہ ہے کہ سحر کفر ہی ہو تف بعض
کتب فقہہ حنفیہ میں دیکھا ہے کہ ساحر سیاستاً قتل کیا جاوے
اگر وہ توبہ بھی کیا تو توبہ اوس کی مقبول نہیں ہے اور یہ خاکسار
بقدر وسع علم اپنے تفتیش کیا تو سحر کو تین اقسام پر پایا قسم
اول یہ کہ ساحرین تسخیر شیاطین کرتے ساتھ قرأۃ کلمات
معینہ کے اوقات معینہ میں بیچ مقامات معینہ کے مقابر مشرکین
اور اون کے معابد میں جن کلمات میں شیاطین کے ثنا اور
تعظیم ہوتی ہے کہ حد عبادت تک پہونچتی ہے اور یہ کلمات
سینہ بسینہ اون کے اوستادوں سے پہونچتے چلے آئے ہیں
جو منتہی ہوتے ہیں ہاروت و ماروت تک جو یہ دو فرشتے ہیں
خدا نے اون کو واسطے امتحان ایمان اپنے بندوں کے
دنیا میں بھیجا ہے وہ تعلیم سحر کرتے ہیں جو اون کے پاس جا
وہ چاہ بابل میں ہیں۔ جو اون کے پاس سحر سیکھنے جاوے تو
پہلے اوس سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم امتحان الٰہی ہیں تم سحر
سیکھ کے کافر مت ہو اس پر اگر نمانے تو سحر سکھاتے ہیں
اور اوس کا سورۂ بقر میں مذکور ہے پس جب کہ حسب
شرائط کلمات قرأت کئے جائیں تو شیاطین حاضر ہوتے
ہیں ساحرین اون سے کام لیتے ہیں جس سے عجائبات و
غرائبات ظاہر ہوتے ہیں کہ جن کی انتہا نہیں ہے مثل نفع خلائق

اور نقصان میں اونکے اور سوائے اس کے عجائبات کثیرہ۔
نوع ثانی سحر کی تسخیر روحانیات کواکب ایسی طرح سے ساتھ
قرارت کلمات معینہ کے جو سینہ بسینہ اوستادوں
سے پہونچتے چلے آئے ہیں ساتھ شرائط معینہ کے جن الفاظ
میں تعظیم کواکب ہوتی ہے جو موئل طرف اونکی عبادت کے
ہوتی ہے۔ اسی لیئے کواکب ظاہرہ میں ابن حبل غ سے روایت ہے
کہ جو شخص کہ اعتقاد عبادت سبعۂ کواکب کا کرے پس وہ کافر
ہے اور یہ نوع سحر کی اشد ہے تاثیر میں نوع اولے سحر سے مثل ارزانی
اور قحط اور قتل اور رہائی اور قید اور عزل و نصب میں اور
سوائے اس کے ظہور عجائبات اور یہ طریقہ تسخیر روحانیات
کواکب بسحر غیر اوس طریقہ روحانیات کواکب کے ہے۔ جو
بقرادت اسماء الہیہ تسخیر روحانیات جنات اور موکلات کے
جو از قسم ملائکہ روحانیات الفاظ طیبہ ہیں اور شرائط اس کے
ترک حیوانات وغیرہ سب سے سخت ہے اور تاثیر میں بھی شدید
ہیں اور اس طریقہ سے تسخیر روحانیات جبرًا اور قہرًا ہوتی ہے
نہ تملقاً یہ تاثیر اسماء الہیہ ہے اگرچہ اس طریقہ میں کسیطرح
سے خلل ایمان کا نہیں ہے لیکن یہ طریقہ بھی علماء عارفین
کے پاس پسندیدہ نہیں کہ اس میں اگرچہ قراءت اسماء الہیہ ہے
لیکن مقصود اس سے رضاء حق نہیں ہے نہ وصول طریق قربِ حق

ہے اسی وجہ سے حضرت سیدنا سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ
عنہ نے ایک شخص کو عمل روحانیات سے منع فرمائے اون کے
پاس جو عمل روحانیات کی کتاب تھی کرامۃً محو۔ فرماکراوسکو
بدل تفسیر قرآن کے ساتھ فرمائے جیسا کہ یہ روایت بہجۃ الاسرار
میں ہے اور سید محمد گوالیری شطاری رحمۃ اللہ علیہ
عمل دعوت میں کامل تھے اور اون کی کتاب اس باب مین جواہر خمسہ
مشہور و معروف ہی جبکہ وہ طریق سلوک اولیاء اللہ کا اختیار
فرمائے تو طریق اعمال دعوت کو غیر مفید پائے پس اوسکو ترک
کئے وہ ولی کامل ہوے اور قطب ہوے جیسا کہ خزینۃ الاصفیاء
میں لکھا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ جب آدمی طریق سلوک
اولیاء سے ولی کامل ہوتا ہے تو بغیر اوس کے قصد کے تمام جن و
انس اون کے مطیع ہوتے ہیں تو پھر کیا ضرورت ہے کہ طریق سلوک
قرب حق تعالیٰ کو چھوڑ کر طریق اطاعت روحانیات میں اس قدر
سخت مشقت کے متحمل ہونا۔

نوع ثالث سحر کی یہ ہے کہ روح کو قوی کرنا ساتھ تصفیہ اوسکے
اور علیحدہ کرنے اوس کے علائق جسمانی سے ساتھ اون قواعد کے
جو مقرر ہیں حکماء اشراقین کے پاس جیس نفس اور مجرد کرنے
خیال کے انتشار سے ساتھ ریاضات شاقہ کے اور مجاہدات
صعبہ کے جیسا کہ جوگی لوگ اور بیراگی اس دیار میں زمانہ سابقہ

ہیں کرتے تھے اور اس زمانے ہیں کم ہیں یہ خاکسار اپنی تمام عمر خود میں سعی اتک پر بھو کو اس دیار میں اوس صفت میں دیکھا ہوں جو بلدہ ہمنا باد میں ساکن تھا جو بلاد دکن سے ہے۔ پس جبکہ روح اون کی قوی ہو اور تعلائق جسمانی سے علحدہ ہو تو اونکے ہاتھ پر خوارق ظاہر ہوتے ہیں مثل طیران ہوا میں اور جب چاہتے ہیں پانی بن جاتے ہیں اور اون کے لئے کشف بلدان اور قلوب حاصل ہوتا ہے اوس کا ایک ادنےٰ نمونہ عمل مسمریزم ہے کہ تھوڑے سے توجہ میں قوت تسخیر روح غیر کی حاصل ہو جاتی ہے کہ روح غیر سے کشف بلدان کا کام لیتے ہیں مگر آپ کشف بلدان سے محروم ہیں مثل مشہور ہے کہ زنگریز بر ریش خود ور ماندہ اور سالکین کی بھی جب روح اثناء طریق سلوک حق میں قوی ہو جاتی ہے تو اون سے اس سے زیادہ عجائبات بلا قصد اون کے ظاہر ہونے شروع ہوتے اور اس قوت کو قوت مقناطیسہ انسانی کہتے ہیں کہ ہر انسان کی روح میں خدا یہ قوت عنایت فرمایا ہے مگر جب انسان لذات نفسانی کے طرف مائل ہوتا ہے تو روح اوس کی ضعیف ہو جاتی ہے اور یہ حالات کے پیدا کرنے سے عاجز ہوتی ہے اور یہ حالت سالکین کے لئے ابتدا ر سلوک میں مضر اور سد راہ حق ہے کہ توجہ الی الغیر ہوتی ہے اور وصول الی المطلوب سے سالک

محروم رہتا ہے بعد وصول الی المطلوب کے یہ حالت مضر نہیں
ہے اور اسی کو اصطلاح حضرات صوفیہ میں سحر عالی کہتے ہیں
جو مشابہہ کرامات اولیاء اللہ ہوتا ہے کیوں نہو کہ یہی حالت
ابتدائے کشوف وغیرہ جو ابتداء سلوک طریق حق میں سالک
پر وارد ہوتی ہے جو اوس کے لئے مضر ہے وہی حالت
انتہا میں بعد وصول قرب حق کرامت ہے پس ایک حالت کا
دوسری حالت سے مشابہ ہونا بہت ضروری ہے مثال اوسکی
یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مقرب سلطانی کے ذریعہ سے قرب
سلطان کا حاصل کرنا چاہے تو وہ پہلے اون مکانات اور باغات
اور آرائش کو دیکھتا ہے جو باہر بر آمدگاہ سلطانی کے
ہوتے ہیں تو یہ غریب مفلس جب اوس کو دیکھتا ہے تو وہ متحیر ہوجاتا
ہے اور اسی کی تماشہ بینی کی طرف مشغول رہنا چاہتا ہے مگر
یہ تماشا بینی اوس کے سد راہ حضور سلطانی ہوتی ہے۔
پس وہ مقرب سلطانی جس کے یہ شخص ہمراہ ہے اوس سے
روکتے ہیں پھر جبکہ وہ بارگاہ جلوس سلطانی میں پہنچ جاتا
ہے اور قرب سلطان اوس کو حاصل ہوتا ہے اور سلطان
سے اوس کو انست پیدا ہوتی ہے تو خود وہ سلطان
کی جانب سے مجاز اس امر کا ہوتا ہے کہ اکمہ اور باغات
اور آرائش بارگاہِ سلطانی سے جہاں چاہے وہاں جائے

اور جو چاہیے دیکھے فی الجملہ راہ سلوک میں جب روح کو قوۃ
حاصل ہوتی ہے اور علائق جسمی سے انسان علیحدہ ہو جاتا ہے
تو طرح طرح کے خوارق ظاہر کرنے پر سالک قادر ہوتا ہے
جب سالک اپنے میں یہ قوۃ پاتا ہے تو اظہار خوارق کے طرف
متوجہ ہوتا ہے اور اس میں مشغول رہنا چاہتا ہے کہ ایسے
خوارق اور عجائبات اپنے میں اپنی تمام عمر میں سالک نہیں
دیکھا تھا مگر تائید شیوخ اور مرشدین جو سالک کے ہمراہ رہتی
ہے اشتغال سے طرف خوارق اور عجائبات کے روکتی ہے کہ
ابتداء میں یہ اشتغال سد راہ حق اور حکم زہر قاتل کا رکھتا
ہے شیخ عبد الکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ابتداء سلوک میں
یہ حالت وارد ہوئی اور اون کی توجہ اون خوارق اور عجائبات
کے جانب ہوئی جو اون کی راہ وصول الی المطلوب کو مضر تھے
پس اون کے مرشد کی تائید سے اس حالت سے وہ نجات پائے
جیساکہ انسان کامل میں لکھتے ہیں وکیفیۃ السحر العالی
ہوی الذی یشبہ الکرامات وقولی السحر العالی
لانہ بلا ادویۃ ولا عمل ولا تلفظ لفظ بل بمجرد
قوی سحریۃ فی الانسان تجری الامور علی حسب
ما اقتضاہ الساحر فتبرز الصور التی لایمکن الا فی الخیال
محسوسۃ مشہورۃ فی الحس وقد تدخل الی الخیال

نفسہ فیصوّر ما یشاء فیرونہ بابصارھم ولکن فی خیالہ ویظنون انہ فی عالم الحس ولقد وقعت فی طریق التوحید فکنت لو شئت بایّ صورۃ فی الوجود تصورت لھا ولو اردت ایّ فعل فعلت ولکن علمت انہ مھلک فترکت ففتح اللہ علیّ بالقدر المصؤن بین الکاف والنون

ترجمہ اور کیفیّت سحر عالی کے جو مشابہ کرامات کی ہے یہ ہے کہ جو میں اوس کو سحر عالی کہا ہوں وہ اس سبب سے کہ وہ حاصل ہوتا ہے بغیر دوا اور بغیر تلفظ کے کسی لفظ کے ساتھ بلکہ بمجرد قوت سحریہ کے جو انسان میں ہے جاری ہوتا ہے موافق اوس طور کے جو ساحر چاہے۔ پس ظاہر ہوتی ہیں وہ صورتیں کہ نہیں ممکن ہیں مگر خیال میں پس وہ صورتہائے خیالی نظر میں دکھنے لگتے ہیں اور کبھی داخل ہوتی ہیں وہ صورتیں اوسکے نفس خیال میں پس جس صورت پر ساحر چاہتا ہے ظاہر ہوتا ہے پس لوگ اوس کو بچشم خود دیکھتے ہیں لیکن وہ صورتیں اوس کے خیال میں ہیں اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ خارج میں عالم حس میں ہیں اور بہ تحقیق کہ واقع ہوا میں طریق توحید میں پس جس صورت پر میں چاہتا ظاہر ہوتا اور جو کام کرنا چاہتا میں کرتا لاکن میں نے جان لیا کہ یہ امر باعث میرے ہلاکی کا ہے

پس میں نے اوسکو چھوڑ دیا اس وقت خدا نے مجھکو فتح قلبی طریق حق کا نصیب فرمایا ساتھ اپنے تقدیر کے جو محفوظ ہے امر کن میں انتہا۔

صاحب انسان کامل اس حجاب یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ امر میرے مرشد کی تائید سے ہوا اور اپنے مرشد کی توصیف میں اشعار لکھے ہیں میں اختصاراً ترک کیا انتہی۔ جب تم نے یہ سب معلوم کئے تو جانو کہ یہ فرق نیا بین ساحرین تینوں قسموں کے اور اولیاء اللہ کے یہ ہے کہ ساحرین ہر چند علوم اون کے اعلیٰ مرتبہ کے کمال کو پہونچیں اور اپنی عمر میں ان علوم کے کسب اور اشتغال میں اعلیٰ درجہ کی کوششیں کریں لیکن تصرفات اور کشوف اون کے منحصر ہیں زمین کے اوپر آسمان کے نیچے اس سے تجاوز کرنے کی اون میں قدرت نہیں۔ اور نہ اون میں یہ قدرت ہے کہ اپنے محبین کی جو دور ہیں مصیبت کے وقت مدد کریں اور نہ اون میں یہ قدرت ہے کہ آن واحد میں بہتوں کے پاس حاضر ہوں مختلف جابوں ؟ اور احیاء اموات پر قادر ہوں اور بہت اس قسم کے فرق ہیں جس کا بیان طول ہے۔

اور اولیاء اللہ بعد تصرف حاصل ہونے کے روئے زمین پر پہلا عروج اون کا سمٰوات پر ہے جسکو اون کی اصطلاح میں کشف ملکوت کہتے ہیں پھر اس سے بھی اون کو ترقی ہوتی ہے کشف اسمار و صفات الہیہ کیطرف اوسکو کشف جبروت کہتے ہیں پھر اس سے

اون کو ترقی ہوتی ہے طرف کشف ذات کے اوس کو کشف لاہوت کہتے ہیں۔ پھر ہر آن ہر شان میں اون کو ترقیات ہوتی جاتی ہیں کہ وہ تحریر میں نہیں آسکتے زبان اوس کے کہنے سے گنگ اور قلم اوس کے لکھنے سے لنگ ہے اور زمین پر اون کے لئے تصرفات تام ہیں یہاں تک کہ اپنے محبین اور مستغیثین کے استغاثہ کو اگرچہ وہ مغرب میں ہوں مشرق سے تائید کرتے ہیں اون کی دعا سے پانی برستا ہے۔ رفع قحط ہوتا ہے۔ شفاء امراض ہوتا ہے اس قسم کے بہت سے منافع خلائق کو اون کے خوارق سے پہونچتے ہیں اون کی حیات اور بھی بعد اون کے وفات کے یہاں تک یہ روایات اخبار متواترہ کو پہونچے مثل وجود مکہ و مصر کے جو اوس کو نہ دیکھے تو بھی بہ باعث اخبار متواترہ کے انسان کو اوس کے وجود کا یقین ہوجاتا ہے اور منکر معاند متعنت کہلاتا ہے پس نہیں اعتبار ہے انکار معتزلہ اور زنادقہ اور دہریہ کا جو خدا کے وجود سے منکر ہیں توضیح مقال یہ ہے کہ عادۃ الٰہیہ بمقتضاء حکمت جاری ہے کہ ہر نبی اون معجزات کے ساتھ مبعوث ہوئے کہ عہد میں اون نبی کے جس فن میں لوگ کامل تھے اور حکمت الٰہیہ اس میں یہ ہے کہ ہر شخص جس فن میں کامل ہوتا ہے وہ اس امر کو خوب جان لیتا ہے کہ کمال البشری اور قدرت انسانی اس فن میں اس درجہ تک

ہے اس سے زیادہ نہیں جبکہ خدا نے اون کے فن کا معجزہ نبی کے ساتھ
بھیجا تو کاملین فن اسکو جان لیتے ہیں کہ یہ طاقت بشری کے ماسوا ہے
طاقت الہیہ ہے اور نبی پر ایمان لاتے ہیں چنانچہ سحرۂ فرعون جب جان لئے
کہ معجزۂ موسویہ فوق طاقت بشری ہے اس وقت خدا پہ اور اوس کے
رسول پر ایمان لائے قرآن میں اس کا ذکر ہے ویسا ہی عیسیٰ علیہ السلام
کے زمانے میں مجمع حکمار کاملین تھا جو علم طب اور علم روحانیات
میں اون کو کمال تھا عیسیٰ علیہ السلام اون کے فن کے معجزات لیے مبعوث
ہوئے۔ پس ابرار اکمہ سے علم طب اون کا مغلوب ہوا
اور احیائے اموات اور علم روحانیات اور
علم طب میں وہ عاجز ہوے کہ آپ کے معجزہ کے مثل اپنا فن ظاہر
کر سکیں ایسا ہی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے
میں علم فصاحت و بلاغت اور علم کہانت کا شور و زور تھا شیاطین
آسمان تک عروج کرتے اور کان ھایکون کے اخبار ملائکہ سے سن کر
کاہنوں کو اطلاع کرتے کاہنین ایک اون اخبار کے ساتھ دس
باتیں اپنے جانب سے اوس کے مناسبات کے لگا کر اپنے پاس جو
رجوع ہونے والے ہیں اون کو کہدیتے جب حضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم مبعوث ہوے ہر دو فن والے آپ کے معجزات سے روبرو
عاجز ہوے نزول قرآن سے سب بلغا اور فصحا عاجز ہوے اور کہنے
لگے کہ لیس ھذا کلام البشر اور آپ کے تولد کے بعد تھوڑا

اور بعثت کے بعد بالکل شیاطین کا عروج آسمانوں پر موقوف ہو گیا
کاہنین کی علم کہانت کا استیصال تام ہو گیا سوا اس کے ہر نبی کے
قسم معجزات کے موافق آپ سے ایسے معجزات صادر ہوے جو کسی
نبی کے جنس معجزات سے نہ تھے وہ خاص آپ کے ہی لئے تھے
مثل شق القمر اور پانی کا جاری ہونا آپ کے انگشتان مبارک سے اور اخبار
بالغیب ماکان ومایکون یوم قیامت تک ایسا ہی آپ کے
اولیاء امت کی کرامت کے مقابل خوارق کاسبین اور ساحرین
کے رد ہو گئے اور یہ احقر العباد خاکسار ادنیٰ امت محمدیہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو جو خدا اس حقیر کو خدام اولیاء اللہ سے کرے اور خاک
نعال اون کا سرمہ روشنی چشم بنا دے ایک واقعہ بعض ساحرین
کے ساتھ پیش ہوا وہ یہ کہ ایک بہت
بڑا خبیث (جس کا تصرف ہندوستان میں مشہور رہا ہے اوس
کا نام نرسو ہے ایک ساحر کا مطیع تھا جب وہ عمل حاضرات لگاتا
وہ بلا تخلف حاضر ہوتا ایک وقت ایسا موقع ہوا کہ وہ ساحر
اوس کی حضوری کے لئے حاضرات نصب اور قراءت اون کلمات
کی شروع کیا یہ خاکسار نے اپنے دل میں خیال کیا
کہ یہ کیسا ہوگا کہ ایک غلام اُمّت محمدی کا جس مجلس
میں ہو اور خبیث کافر حاضر ہو۔ پس میں نے
اپنے دل میں سورہ مزمّل کی قراءت

شروع کیا پس وہ عامل ہر چند بکمر رشتہ کو زور زور سے اپنے عمل
کی قرارت کرتا مگر وہ خبیث حاضر نہیں ہوا آخر وہ عامل شرمندہ
ہوے اور اوٹھ کر چلے گئے بعد اوس کے اپنے مصاحبوں سے
کہے کہ مجھکو اس قدر شرمندگی حاصل ہوی کہ میں چاہا اپنے کو
ہلاک کر لوں یہ وجوہ جو ذکر ہوئے فرق فیما بین سحر اور کرامات اولیاء اللہ
کے باعتبار ظاہر کے ہیں کہ چشم عموم الناس اوس کا مشاہدہ کر سکتی
ہے لیکن باعتبار معنی اور حقائق اور مراتب اون کے مثل فرق
مابین السماء والارض ہے۔ پس ساحران بعید ہیں رحمۃ منّان
سے محروم ہیں جنان سے جاہل ہیں معرفت حق اور صفات رحمان
سے اس لئے مجاہدات اون کے پر از مشقت و محنت
اغراض نفسانیہ اور ظہور خوارق کے لئے ہے
مثل طیران ہوا اور ہو جانا اون کا بشکل عناصر وغیر ذالک
پس اس سے اون کے نفوس کو لذّت حاصل ہوتی ہے کہ بمعائنہ
اس خوارق کی لوگ اون کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ پس اس سے
اون کے دلوں میں فرحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور سوا
اس کے نفس قوت روحانی بھی باعث لذّت و فرحت
ہوتی ہے جس کے لئے یہ مجاہدات شاقّہ کے وہ لوگ متحمل
ہوتے ہیں طریق وصول قرب حق کا بغیر توسل برزخ کبریٰ ذات
پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اون کو نصیب نہیں اور

اولیاء کرام منغمس ہیں خدا کی رحمت میں عارف ہیں خدا کی ذات اور اوس
کے صفات کے ساتھ مستغرق ہیں مشاہدۂ الٰہی میں اون کو خوف نہ کسی
کی ملامت کا ہے اور نہ وہ کسی کی مدح وثنا سے خوش ہوتے ہیں بلکہ
اون کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے احوال سے لوگ مطلع نہ ہوں
تاکہ اون کی عبادات کے اخلاص میں خلل نہ پڑے اور اون کے
احوال بحکم الٰہی ظاہر ہوتے ہیں وہ بقدر امکان اپنے کو مخفی رکھنا چاہتے ہیں
اون سے جہنم پناہ طلب کرتی ہے اگر وہ جہنم کے نزدیک جائیں تو وہ کہتی ہے
کہ اے مومن مجھ سے دور رہو کہ تیرا نور ایمان میری التہاب کو بجھا دیتا
ہے اور جنت اون کی مشتاق ہوتی ہے اور خدا سے سوال کرتی ہے
کہ وہ لوگ اپنے میں سکونت کریں اور نہ اون کی توجہ دوزخ کی طرف
ہے نہ جنت کی طرف اور نہ کشوف اور خوارق کی طرف جس کو ساحرین
اور اہل کسب روحانی مجاہدات سے حاصل کرتے ہیں بلکہ کشوف اور خوارق
راہ سلوک طریق حق میں جو بلا قصد اون کے اون پر وارد ہوتے ہیں
وہ سدراہ حق تعالےٰ ہیں اون کو ابتدا ہی میں اون کی شیوخ
مسدود کر دیتے ہیں پس تم اسکو خوب سمجھو اور یاد رکھو اور ہم نے
اس مقام میں بسط کلام اس وجہ سے کئے کہ حکام اس وقت
کے قوم حکماء ہیں کہ انہوں نے کتب حکمتہ فلاسفہ کا مطالعہ کیا اور
حکمت اشراقیہ روحانیہ فلسفیہ کے بعض قواعد پر عمل کئے حکمیت
فلسفیہ اور حکماء فلاسفہ کے دو قسم ہیں۔ حکماء مشائین اور حکماء اشراقین

حکماء مشائین وہ ہیں جو چلتے جا کر اپنے اوستادوں سے علوم حاصل کئے اور حکماء اشراقین وہ ہیں کہ استاد شاگردوں کے قلوب میں جہاں ہوں علوم کا القاء کرتے اون کے پاس قواعد مجاہدات کئے ہیں کہ اوس سے تصفیۂ روح اور قوۃ روحانیہ پیدا ہوتی کہ اس قدر روح کو قوۃ حاصل ہوتی ہے۔ شاگرد کہیں ہو اون کے قلوب میں علوم القاء کرتے ہیں اور بہت سے عجائبات اور خوارق تصفیۂ روح سے ظاہر ہوتے ہیں۔ پس قوم حکام بھی اون کے بعض قواعد پر عمل کرنے سے عجائبات ظاہر کرتے ہیں۔ پس عمل مسمریزم اور فرایشن اور دیگر عجائبات اسی سے ظاہر ہوتے ہیں پس جو لوگ کہ اصول دین اسلام اور علوم سے اوس کے ناواقف ہیں اور حقائق اولیاء اللہ اور معارف سے اون کے جاہل ہیں گمان کرتے ہیں کہ کرامات اولیاء اللہ بھی اسی قبیل ہیں فنعوذ باللہ من شرور انفسنا اور حال یہ کہ قوم حکام وقت عشر عشیر کو حکماء سابقین کے نہیں پہنچے اور نہ اون کے دریاء علوم سے ایک قطرہ حاصل کئے اور معجزات نبویہ سماویہ نے حکمت کو حکماء سابقین کے باطل کردئے جو اون کے استاد تھے اور بمراتب اون سے علوم و اعمال اور خوارق میں اعلیٰ تھے اور علوم صنایع اور طب بھی حکماء سابقین کے علوم کا ایک شعبہ ہے اب میں صنایع حکماء متاخرین کو ذکر کرتا ہوں تلامذۂ حکماء سابقین کے چند مدارج تھے اور حکومت اسلامیہ

ہندوستان میں اپنے صنعت ظاہر کئے سُنا گیا کہ دہلی میں
ایک حمام تھا اوس میں ایک حوض تھا کہ جب اوس میں پانی
ڈالیں گرم ہو جاتا کیونکہ اوس حوض میں ایک توا تھا کہ وہ ہمیشہ
گرم رہتا حالانکہ اوس کے اطراف یا تحت میں آگ کا پتہ نہ تھا
تھوڑے عرصہ کے پیشتر اوس حوض کی تجسس اور تلاش
اس امر میں شروع ہوی کہ اوس میں پانی کیونکر گرم رہتا ہے کوئی
وجہ پانی گرم ہونے کی نہ ملی آخر اوس توے کو جو تحت میں حوض
حمام کے تھا اکھاڑے تو دیکھے کہ حمام کے حوض کے توے کے نیچے
ایک بتی کسی قسم کے پتھر کی جل رہی ہے کہ اوس بتی سے توا حمام کا گرم رہتا
ہے کہ اوس سے پانی حمام کے حوض کا گرم ہو جاتا ہے جب اوس
بتی کو ہوا لگی بجھ گئی اور پتھر کی بتی ایک پتھر میں نصب
تھی پھر بعد ہزارہا کوشش کی گئی مگر وہ پتھر کی بتی صناعان
حال سے جل نہ سکی پھر اوس پتھر کو جس میں بتی
نصب تھی معہ اوس کی بتی کے واسطے نظارہ کے باہر حمام کے ایک مقام
پر رکھدیا گیا کہ شاید کوئی کاریگر ایسا پیدا ہو کہ اوس کو
روشن کر سکے مگر کوئی بھی نہیں کر سکا۔

دوسری صنعت متأخرین حکما کے ہندوستان میں
یہ ہے کہ ایک توپ برہانپور میں تحت السماء پڑی ہوی ہے اوسکو
دھوپ کا آسرا کسی طور سے نہیں ہے شب و روز دھوپ میں رہتی ہے صنعت

اوس میں یہ کہ کیسی ہی دھوپ شدت گرما کی اوس پر پڑے وہ توپ گرم نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ سرد رہتی ہے حکمت اس میں یہ ہے کہ توپ بعد بار کرنے کے گرم ہوجاتی ہے تو اوسکو سرد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اگر سرد نہ کی جائے تو خوف ہوتا ہے کہ پھر اگر بارود ڈالی جائے تو جل جائے پس اس صنعت سے توپ کو بعد بار کرنے کے سرد کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ پس باوجود صناعی صناعان وقت کوئی ایسی توپ بنایا سو سماعت میں نہیں آیا اور توپ ایسا آلہ ہے کہ بوقت جنگ اور دفع اعدائے سلطنت کے لئے ضرورت ہے۔

جبکہ تم نے جان لئے حکمت حکماء کے صناعات تو اب جانو اون کی حکمت کو روحانیات میں کہ عقلاء وقت اون کی حکمت کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہونچے علم روحانیات میں بھی وہ یہ ہے کہ جب علماء اہل اسلام نے حکمت اشراقین کی طرف توجہ کئے تو حکمت اشراقین کا بھی فن حاصل کئے اور ایک کتاب شہاب الدین مقتول نے حکمت اشراقین میں لکھی تھی مگر حکمت اشراقین کا زیادہ شیوع نہیں ہوا حکمت مشائین علوم تحصیلیہ میں پڑھائی جاتی ہے مثل میبذی اور شمس بازغہ کے اور میں کتاب حکمت اشراق شہاب الدین مقتول کو بچشم خود دیکھا ہوں اوس میں بہت سے قواعد ایسے ہیں کہ اوس پر عمل کرنے سے عجائبات ظہور میں آتے ہیں ایک طریقہ سلب امراض کا ہے کہ جسے

مرض سلب ہوتا ہے اور ایک طریقہ تجرید ارواح کا ہے کہ جس سے
انسان ایک جاے موجود ہوکر دوسری جاے بھی حاضر ہوکر کام کرسکتا مگر
دوسری جاے سے زیادہ نہیں تین جاے حاضر نہیں ہوسکتا بخلاف
اولیاء اللہ کہ وہ جاے ہاے متعددمیں حاضر ہوسکتے ہیں۔ حضرت
پیران پیر رضی اللہ عنہ رمضان میں پچاس جاے
دعوت افطار قبول فرماے اور سب جاے تشریف فرما ہوے
اور پھر رباط میں بھی تشریف فرما تھے اور اس طریقوں میں جہد وجد ضروری
ہے اولیاء اللہ سے اظہار کرامات بلا محنت اور مشقت اون کے
ظہور پاتے ہیں اور اوس کتاب میں ایک طلسم بشکل میت ہے کہ اوسکو
لکھ کر جس محلہ میں ڈالیں اہل محلہ کو موت عام عارض ہوتی ہے اونہیں
قواعد میں سے کشف قلوب کشف بلدان ہے کہ اون پر عمل
کرنے سے یہ سب حاصل ہوتے ہیں اور القاء علوم فی قلوب الغیر
بھی اونہیں قواعد سے ہے میں اس مقام پر اپنے شیخ حضرت
سید شاہ غلام محمد قادری قدس سرہ کی کرامت نقل کرتا ہوں کہ جو باسناد
صحیحہ خاکسار کو پہونچی وہ یہ کہ آپ کے معتقدین سے ایک شخص نے
اپنے فرزند نونہال کو واسطے دعاے برکت کے حضرت قدس سرہ
کی خدمت میں لائے حضرت نے اون کو دیکھ کر فرمائے کہ یہ بچہ مولوی
ہوگا اس کا نام مولوی رحمۃ اللہ ہے خدا کو کرامت خاص حضرت کی ظاہر
کرنا منظور تھا اس لئے اتفاق ایسا ہوا کہ وہ کسی سے بھی تعلیم نہیں پائے

امّی رہے مگر جب کسی عالم سے کوئی تقریر علم کی درپیش ہوتی تو وہ اوس تقریر میں اون عالم پر غالب ہوتے۔ قاضی ذوالفقار علیخاں اس بلدہ کے قاضی تھے وہ فقہ میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے۔ ایک وقت فقہ کے کسی مسئلے میں اون سے گفتگو ہوئی تو قاضی صاحب پر تقریر میں غالب رہے قاضی صاحب نے اون سے پوچھے کہ آپ کن عالم سے تلمذ حاصل کیئے کن کے آپ شاگرد ہوا انہوں نے کہے کہ میں کسی سے بھی تعلیم نہیں پایا مگر یہ صرف حضرت شاہ غلام محمد صاحب قدس سرہ کی دعا ہے کہ میں جس علم میں بحث کرنا چاہتا ہوں اوس علم کے مسائل اور دقائق میرے دل میں خود بخود وارد ہوتے جاتے ہیں دیکھئے فرق فیما بین کرامت اولیاء اور عجائبات حکماء کے ؏

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بعض حکمائے سابقین کا یہ خیال ہوا کہ قدرتی چاند ہمیشہ تمام شب دنیا کو روشنی نہیں دیتا ایک چاند ایسا بنانا چاہیئے کہ دنیا بھر کو روشنی دیتا رہے چنانچہ ایک حکیم اس کام کے لئے چاہ نخشب تجویز کیا اوس میں اوتر کے بامداد صناعات اور روحانیات کے چاہ نخشب میں اس کام کی طرف متوجہ ہوا پس ایک مدت میں ایک چاند اوس میں سے شب میں نکلا اور تھوڑی دور بلند ہوا پھر آہستہ بلند ہوتے ہوتے اس قدر بلند ہوا کہ اوس چاند کی روشنی بارہ کوس تک پہنچنے لگی مگر قدرت علیم قدیر سے کہاں مقابلہ ہو سکتا اوسکو موت عارض ہوئی

کہتے ہیں کہ ماہ قدرتی کا عرض دنیا بھر کا ہے اسی وجہ سے تمام
دنیا میں اوس کی روشنی پہونچتی ہے شاید اوس کا ارادہ یہ تھا کہ
ہر ملک میں یا ہر قریہ میں ایسے کئی چاند بنادے کہ دنیا بھر کو روشنی
دیوے۔ دیکھئے صناعت حکماء اور صناعت صناعان وقت ریل
اور تار برقی اور بجلی سب اونہیں حکماء کے اُصول کا استنباط
ہے۔ حکماء لوگ باوجود پہونچنے کے مرتبۂ علیا حکمت نہ اندھے
مادرزاد یا کوڑی مادرزاد کو درست کرسکتے ہیں
مُردہ کو زندہ۔ عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات نے سب
حکمائے کے حکمت کو مٹادیا ذلیل کردیا عیسےٰ علیہ السلام کے عہد میں بڑے
بڑے حکماء جمع تھے جالینوس۔ بقراط۔ سقراط افلاطون و
ارسطو وغیرہم سب آپ کے معجزات کے روبرو عاجز ہوگئے
نہ یہ حکما باوجود پہونچنے درجۂ کمال حکمت کو اجرام فلکی میں تصرف کرسکے
نہ اون کی قدرت ہوی کہ قدرتی چاند کو تمام شب ٹھیرا سکیں اس لئے
وہ مصروف ہوے کہ دوسرا چاند مثل قدرتی چاند کے ظاہر کریں
اس میں بھی وہ ناکامیاب رہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا سے
دعا فرماتے تو چاند تمام شب ہمیشہ ٹھہر جاتا یا مثل اس چاند کے دوسرا
چاند تمام شب ہمیشہ رہنے والا خدا پیدا کرتا مگر انبیاء علیہم السلام
اظہار معجزات کے لئے مبعوث نہیں ہوے بلکہ غرض بعثت انبیاء
علیہم السلام سے ہدایت خلق الی طریق الحق ہے مگر دو صاحب اہل اسلام

کو جو مشتغل بحکمت حکمار اشراقین تھے مین بچشم خود دیکھا ہون کہ اون کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر ہوتے مگر وہ پکے مسلمان رہے اگر معجزات اور کرامات کی حقیقت مثل عجائبات حکماء کے ہوتی تو وہ ہرچند اسلام پر باقی نہ رہتے کہ اون کی حقیقت کو خوب جانتے تھے۔ بعض نے مجھسے یہ کہا کہ اشراقیت اولیاء امت محمدیہ میں جب آئی کہ جب حکمت اشراقین اہل اسلام میں آئی میں نے کہا معاذاللہ اشراق اولیاء اللہ کا اوس نور سے ہے جن کو خدا نے پہلے اپنے نور سے پیدا کیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے نور سے وقت ولادت بیت شریف مکان روشن ہوا اور اون کے دندان شریف کے نور سے حجرہ روشن ہوا اور اون کی نور ہدایت سے تمام جہان روشن ہوا بلکہ آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عصا سے نور ایسا ظاہر ہوا کہ میدان روشن ہوا اور آپ سے ہزارہا معجزات صادر ہوئے جس میں ماکان وما یکون کی خبر قیامت تک ہے آپ کے عہد نبوت میں عرب حکمار اشراقین کے نام سے بھی واقف نہ تھے بعد انقضائے عہد نبوت کے عہد خلافت راشدۂ صحابۂ اربعہ تیس [۳۲] سال رہا جب بھی حکمائے اشراقین کا نام نہ تھا بعد اوس کے خلافت بنی امیہ قائم ہوئی دو سو [۲] سال سے زیادہ رہی جب بھی نام حکمار اشراقین کا معدوم رہا بعد خلافت عباسیہ قائم ہوی انہوں نے حکم دئے کہ حکمت فلاسفۂ مشائین اور اشراقین کو زبان عبرانی سے جو حکمار کی

زبان بھی عربی میں نقل کی جائے۔ جب سے اہل اسلام جاننے لگے
کہ حکمت فلاسفہ بھی کوئی چیز ہے اولیاء کی کرامات اور اون کا اشراق
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے اور بعد آپ کے ہر زمانہ
میں روز افزوں رہا اور قیامت تک رہیگا انشاء اللہ تعالےٰ اور
حکمت اشراقین کو معجزات عیسویہ نے ذلیل کئے ادھر علماء امت
محمدیہ نے اوس کی تردید کئے کیونکہ بعض مسائل حکمت فلاسفہ کے مخالف
اصول اہل اسلام ہیں کہ علماء اہل اسلام اوس کی تردید کی
طرف متوجہ ہوئے پس فیما بین اصول فلاسفہ اور اصول اسلامیہ
باعتبار بعض مسائل کے مخالفت ہے۔ پس اشراقیت حکماء اشراقین
کی اہل اسلام میں کہاں سے آنے لگی بلکہ اشراقیت حکماء اشراقین
کی نور اسلام کے روبرو ظلمت ہوگئی نور اسلام یہ وہ نور ہے کہ
جس کی طرف خدا نے ہمکو ہدایت کیا اور اشراقیت حکماء اشراقین
کی ظلمت ہے جس سے خدا نے ہم کو نکالا خدا ہمارا
حامی اور مددگار ہے حکماء اشراقین کا نہیں اللہ ولی الذین
اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور۔ توضیح اوس کی یہ ہے
کہ جب حکمت فلاسفہ اسلام میں شائع ہوی تو اصول اسلامیہ میں
اوس کی شیوع سے فساد واقع ہوا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنی کتاب منقذ من الضلال میں تحریر فرمائے ہیں کہ تین مسئلوں میں حکماء
فلاسفہ کی تکفیر ہے اونمیں سے ایک یہ ہے کہ خدا کو علم کلیات ہے

علم جزئیات نہیں ہے اس سے خدا کے احاطہ علمی کا انکار لازم آتا ہے
جو نص قرآنی سے ثابت ہے ان اللہ قد احاط بکل
شئ علما اور سترہ مسائل ہیں اون کی تفسیق ہے اون میں
سے ایک یہ ہے کہ آسمان کو خرق والتیام نہیں جس سے انکار
معراج شریف نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لازم آتا ہے جو باحادیث صحیحہ
ثابت ہے۔ حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تہافۃ الفلاسفہ
ایک کتاب لکھی ہے جس میں اصول فلاسفہ کا رد اور اصول اسلامیہ
کو ثابت کیئے۔ ایسا ہی فخر الدین رازی نے سب علوم فلاسفہ کو
اور یہاں تک کہ طب کو جسکو دینیات سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے
بلکہ جو اہل اسلام بعض مسائل فلاسفہ سے موافق ہوئے
مثل انکار رؤیت الٰہی اور شفاعت نبویہ بروز حشر چونکہ یہ امور
مخالف نصوص شرعیہ تھے اون کو جمہور اہل اسلام اپنے سے خارج
کیئے اور نام اوس فریق کا معتزلہ رکھے معنے اوس کے علیحدہ ہونیوالے
جمہور اہل اسلام سے اور اون کے رد میں کتابیں تصنیف کیئے
جو علم عقائد و کلام کی کتابیں ہیں۔ پس اشراقیت حکماء
اشراقین کی اسلام میں ظلمت ہوگئی اشراقیت اون کی
اشراقیت اسلام میں کہاں باقی رہی پھر میں نے اون کو کہا کہ آپ
کتب دینیہ اہل اسلام میں بتائے کہ کہیں حصول عجائبات کی
تعلیم ہے یا کتب سلوک میں اولیاء اللہ کے حصول عجائبات کی تعلیم ہے

اگر اس امر کی تلاش میں عمریں بھی صرف کی جائیں کہیں بھی اسکا پتہ نہیں ملیگا بلکہ سب کتب دینیہ اسلامیہ مملو ہیں بہ ہدایت سلوک راہ حق سے اور کتب سلوک اولیاء اللہ میں اتباع کتاب وسنت سے ہے جو مملو ہے طریق راہ حق سے اب میں اس امر کو بیان کرتا ہوں کہ حکماء فلسفہ اور اون کے بعض متبعین جو اہل اسلام ہیں وہ کیسی نظر سے ہمارے شارع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور اور علماء حقانیۂ اہل اسلام جو تراؤ حکمت فلسفیہ ہیں وہ کیسے ہمارے شارع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک ہوئے نفحات الانس میں بعض اکابر سے روایت ہے کہ منام چودھویں جمادی الاخر ۵۰۵ھ پانچسو پانچ ہجری میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ آپ سریر کرامت پر برآمد اور لوگ اپنے مذہبی عقائد کے کتب آپ کے روبرو قراءت کرتے تھے ایک شخص کو آپ نے فرمائے کہ مرحبا یا شافعی دوسروں کو آپ نے فرمائے مرحبا یا ابا حنیفہ انت الامام الاعظم ایسا ہی ہر ایک شخص اپنی تصنیفات کو آپ کے روبرو قراءت کرتے وہ مقبول حضرت نبویہ ہوتے پھر ایک شخص اپنی کتاب لے کر مجلس نبویہ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر ایک صاحب مجلس شریف سے اوٹھ کر وہ اجزاء کتاب لے کر پھینک دئے راوی فرماتے ہیں کہ جب سب

ابھی کتاب کی قرارت سے فارغ ہوے تو میں نے ایک کتاب مجلد ہاتھ میں لے کر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روبرو ہوا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ کتاب میرے اعتقادات اور اعتقادات اہل اسلام کی ہے اگر اذن ہو تو میں اوس کو قراءت کرتا ہوں پس حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماے کہ یہ کونسی کتاب ہے میں نے عرض کیا کہ یہ کتاب قواعد عقائد محمد ابن محمد غزالی کی ہے۔ پس اذن نبویہ اوس کی قرارت کے لئے ہوا۔ پس میں نے اوس کی قرارت شروع کیا۔ پس میری قرارت اوس مقام تک پہونچی جو اونہوں نے کہا کہ خدا نے نبی امی قریشی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو طرف تمام عرب و عجم اور جن و انس مبعوث فرمایا۔ پس اس کی ساعت سے آثار بشارت چہرۂ نبویہ پر ظاہر ہوئے۔ ارشاد ہوا کہ غزالی کہاں ہیں۔ پس غزالی رحمۃ اللہ علیہ فوراً حاضر ہوئے اور آپ پر سلام عرض کئے اور آپ نے اون کے سلام کا جواب دئے اور اپنا دست شریف اون کو عنایت فرمائے اونہوں نے آپ کی دست شریف کو بوسہ دے اور اپنے چہرہ پر پھیر لئے اور آپ کے روبرو بیٹھ گئے۔ پس نہیں خوش ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرائت سے کسی کتاب کے

جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے خوش ہوے۔ راوی
کہتا ہے کہ جب میں بیدار ہوا تو اثر کوڑا کا۔ میرے چہرے پر
تھا مثل اسی روایت کے خزینۃ الاصفیا میں ہے۔ نقل
اخبار الاخیار شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے رحمۃ اللہ علیہ
ایضاً نفحات الانس میں ہے کہ کہے قطب وقت شیخ ابوالحسن شاذلی
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے واقعہ میں دیکھا سید المرسلین صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو کہ آپ نے بمواجہہ سیدنا موسے اور عیسے
علیہما السلام فخر کیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ
اور آپ نے حکم فرمائے کہ جو منکر امام غزالی ہیں اون کو تعزیر
دی جائے پس آپ کی تعزیر کے کوڑے کا اثر منکر امام غزالی
رحمۃ اللہ علیہ پر باقی تھا ایضاً شیخ علاؤالدولہ رکن الدین
شیخ مجدالدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے
ہیں کہ اونہوں نے کہے کہ میں مشرف ہوا رویت نبویہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ بوعلی سینا کے حق میں کیا فرماتے
ہیں یعنی وہ کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائے
کہ وہ ایک مرد تھا کہ ارادہ کیا میرے بے واسطہ خدا تک پہنچنے کا
ہیں اوس کے مانع ہوا اپنے ہاتھ سے۔ پس وہ گر گیا
دوزخ میں بوعلی سینا اہل اسلام سے تھا اوس نے تصانیف

حکمت طب میں مشہور رہیں اوس کو کثرت سے توغل حکمت فلسفہ
کی طرف تھا اوس کا مذہب موافق حکمائے یونان کے یہ تھا
کہ عوام کو انبیاے علیہم السلام کی ضرورت ہے حکماء کو نہیں
پس اسی طرف اشارۂ نبویہ ہوا جو باعث اوس کے جہنمی ہونے
کا ہوا۔ شیخ مجدالدّین بغدادی جو راوی ہیں فرماتے ہیں کہ
میں اس واقعہ کو اپنے اوستاد مولانا جمال الدّین جیلی کو بیان
کیا اونہوں نے تعجب کئے اور کہے کہ میں بھی حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوا اور عرض کیا کہ آپ بوعلی سینا
کے حق میں کیا فرماتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمائے کہ خدا نے باوجود علم کے اوس کو گمراہ کیا۔ پھر میں نے
عرض کیا کہ شہاب الدّین مقتول کے حق میں کیا فرماتے ہیں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ وہ اوس کی
تبعین سے ہے پھر میں نے علمائے اسلام سے پوچھا کہ یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فخر الدّین رازی
کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم
نے فرمائے کہ وہ مرد معتوب ہے۔ وجہ اون پر عتاب کی واللہ اعلم
یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر چند کہ تردید علوم فلسفیہ کے لئے مگر
توغل اون کو علوم معقول کی طرف زیادہ تھا یہانتک کہ وہ امام
منطقین کی ہوے۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم آپ حجۃ الاسلام محمّد غزالیؒ کے حق میں
کیا فرماتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ
کہ وہ ایک مرد ہے کہ اپنے مقصود کو پہونچا پھر میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ امام الحرمین کے
حق میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمائے کہ وہ اون لوگوں سے
ہے جو میرے دین کی مدد کئے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ
آپ ابو الحسن اشعری کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے
فرمائے کہ میں کہا ہوں اور قول میرا سچا ہے کہ ایمان یمن
والوں کا ہے اور حکمت یمانیہ ہے۔ شاید ابو الحسن اشعری
رضی اللہ عنہ اہل یمن سے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ ایک مرد
میرے قریب تھے اونہوں نے مجھ سے کہے کہ یہ سوالات
حضرت سے تم کیوں کرتے ہو۔ حضرت سے دعا چاہو تو میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھکو
دعا کی تعلیم کیجئے آپ نے فرمائے کہ تم یہ دعا کہو اَللّٰھُمَّ
تب علیّ حتیٰ اتوب واعصمنی حتی لا اعود و
وحبّب الیّ الطاعات وکرّہ الیّ الخطیٰات
پھر میں نے مولانا موفق الدّین کے پاس گیا اور اون سے
کلام سے اس واقعہ کی تصدیق کے پائی
شیخ رکن الدّین جو راوی اس روایت کے شیخ مجد الدّین بغدادی سے

ہیں فرماتے ہیں کہ مولانا موفق الدین صاحب مرتبہ ہیں تصدیق
اون کی دلیل ہے صحت واقعہ شیخ مجدالدین پر رحمۃ اللہ علیہما۔
پس نظر کرو تم اے برادر بو علی سینا اور شہاب الدین مقتول
کی طرف باوجود ہونے اون کے اہل اسلام سے بسبب کثرۃ
اشتغال اون کے علوم فلسفیہ کی طرف بارگاہ نبویہ سے کیسے
راندہ ہوئے اور فخر الدین رازی باوجود رد کرنے اونکے
حکمت فلسفیہ کو اور صرف کرنے اون کے اپنے تمام عمر کو
ایسے کام میں مگر بباعث کثرت اون کے علوم معقول فلسفیہ
کے اور کم توجہی اون کی آثار نبویہ کی طرف جو آپ کے احوال
اور اقوال ہیں کیسے معتوب بارگاہ نبویہ ہوے اور امام محمد غزالی
رحمۃ اللہ علیہ بر دّ اقوال حکماء فلاسفہ کی تکفیر تین مسئلوں میں
اور تفسیق سترہ ۱۷ مسئلوں میں کرکے متوجہ بآثار واقوال واحوال نبویہ ہوکر
مقبول بارگاہ نبوی ہوے۔ اب آپ غور کیجئے کہ اشراقیت
حکمائے اشراقیین کو یہاں اہل اسلام میں کہاں گنجائش ہے
بلکہ علمائے ربانی اشتغال علم کلام سے بھی منع کرتے ہیں اگرچہ
اوس میں تردید اون مسائل فلسفیہ کی ہے جو مخالف شریعت
اہل اسلام ہیں مگر بسبب مذکور ہونے دقائق فلسفیہ کے اوس میں
اوس علم کے بھی اشتغال سے منع فرماتے ہیں۔ بہجۃ الاسرار
میں سند متصل کے ساتھ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ اونہوں نے فرمایا کہ میرے چچا شیخ ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ عنہ نے مجھکو سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے اور کہے کہ یا سیّدی یہ میرا برادرزادہ مشتغل ہے علم کلام میں اور میں اوسکو منع کرتا ہوں مانتا نہیں۔ پس حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر پھیرے۔ پس خدا نے جمیع مسائل علم کلام کو میرے سینہ سے محو کر دیا اوسیوقت میرے سینہ میں علم لدنّی کو جما دیا اور میں علم الٰہی کے ساتھ کلام کرنے لگا۔ حضرت نے فرمائے کہ اے عمر تم اون اولیا سے ہوں جو ملک عراق میں آخر مشہور رہونگے۔

صاحب بہجۃ الاسرار حسن بن موسیٰ اور ابوالحسن بن ابی بکر سے اور وہ شیخ نجم الدین تفلیسی سے روایت کرتے ہیں اونہوں نے کہے کہ ہم اپنے شیخ شیخ شہاب الدین کے پاس خلوت میں بیٹھے چالیس روز تو چالیسویں روز میں ہم نے واقعہ میں دیکھا کہ شیخ ایک بلند پہاڑ پر بیٹھے ہیں اور نیچے پہاڑ کے خلق کثیر جمع ہے اور آپ کے پاس جواہر کثیرہ ہیں اور ایک ناپ ہے کہ وہ بھر کے لوگوں کو تقسیم کرتے ہیں اور وہ جواہر کے تقسیم کی وجہ سے کم ہوتا ہے تو پھر وہ چشمہ جواہر سے اُبلتا ہے۔ پس میں چالیسویں روز کے آخر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا

تاکہ اوس واقعہ کی خبر دوں۔ پس شیخ نے میری خبر دینے کے
پہلے ہی فرمائے کہ جو تم نے دیکھے ہو حق ہے وہ اور اس کے
سوائے مثل اسی جواہر کے اور ہیں یہ سب خزانہ سے حضرت
شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے ہیں جو معاوضہ میں علم کلام کے شیخ نے مجھکو عنایت فرمائے
کہ آپ کے لیے کشادہ دستی خدا کے طرف سے حاصل ہے اور تصرف
آپ کا نافذ ہے اور خوارق آپکے دائم ہیں ایضاً۔ صاحب بہجۃ الاسرار
باسناد خود شیخ ابو المظفر منصور ابن المبارک سے روایت
کرتے ہیں کہ اونہوں نے کہے کہ میں حضرت شیخ سیّد عبد القادر
جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا
اوس سن میں جو میں جوان تھا اور میرے ہاتھ میں کتاب
تھی کہ اوس میں مسائل علم فلسفہ اور علم روحانیات تھے۔
پس حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ
تعالےٰ عنہ نے نہ اوس کتاب کو دیکھے اور نہ مجھ سے اوس
کتاب کا حال پوچھے کہ کس فن میں ہے فرمائے کہ اے منصور
یہ کتاب تمہارے پاس سے تمہارا رفیق برا ہے۔ پس اوٹھو اور
اس کتاب کو دھو۔ پس میں نے اپنے دل میں قصد کیا کہ
حضرت کے روبرو سے اوٹھ جاؤں اور اس کتاب کو دوبارہ
آپ کی خدمت میں نہ لاؤں بسبب خوف آپ کے

مگر میرا ارادہ اوس کو دھونے کا نہیں ہوا کہ میں اوس کتاب کو دوست رکھتا تھا اور اوس کے احکام اور مسائل میرے ذہن میں جمے ہوے تھے۔ پس میں قصد کھڑے ہونے کا کیا۔ پس حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے میری جانب بنظر تعجب ملاحظہ فرمائے۔ پس مجھکو قدرت کھڑے ہونے کی نہیں ہوئی اور میں مثل مقید کے ہو گیا۔ پس حضرت نے مجھکو فرمائے کہ وہ کتاب مجھکو دو میں حضرت کو دیدیا اور دیکھا تو اوس کتاب کے اوراق سفید تھے کہ کوئی حرف بھی اوس میں نہ تھا۔ پھر حضرت نے مجھے وہ کتاب دئے اور میں اوسے کھول کر دیکھا تو اوس کتاب میں فضائل قرآن ابن ضریس کے بہت خوش خط لکھے ہوے ہیں۔ پس حضرت نے مجھکو فرمائے کہ تم توبہ کرو اوس بات سے کہ جو تم زبان سے وہ بات کہو جو تمہارے دل میں نہو پس میں نے کہا کہ یا سیّدی میں نے توبہ کیا۔ پس حضرت نے فرمائے کہ اوٹھو پس میں کھڑا ہوا اوس حالت میں کہ جو میں نے مسائل فلسفہ اور احکام روحانیات کو یاد کیا تھا سب بھلا یا گیا اور مسائل فلسفہ اور احکام روحانیات میرے دل سے ایسے منسوخ کئے گئے کہ گویا ابتداے عمر سے ابھی میرے گرد اگرد بھی نہیں آئے اور حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کثیر الکرامات اور خوارق عادات تھے۔

بہجۃ الاسرار میں باسانید متصلہ شیخ پیشوا شیخ علی ابن ہیتی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی ولی کو کثیر الکرامات اور کثیر خرق عادات مثل حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نہیں دیکھا کہ ہم میں سے کوئی شخص جس وقت چاہتا آپ کے کرامات اور خوارق کو بباعث کثرت کرامات اور خوارق آپ کے دیکھ سکتا کبھی خوارق آپ سے ظاہر ہوتے کبھی آپ میں ظاہر ہوتے رضی اللہ عنہ الرضا

بہجۃ الاسرار میں باسانید متصلہ قدوۂ پیشوا شیخ ابو عمرو عثمان فریفینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اونہوں نے کہا کہ کرامات حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مثل سلک مروارید کے ہیں کہ ایک کے بعد ایک ظاہر ہوتے اور ہم میں سے کوئی شخص چاہتا کہ ہر روز کے کرامات اور خوارق کو آپ کے شمار کریں تو البتہ گن سکتا۔ امام عبد اللہ یافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کرامات حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حد تواتر کو پہونچے کہ اس قدر شیوخ آفاق سے کسی کے کرامات حد تواتر کو نہیں پہونچے۔

کواکب ظاہرہ میں شیخ عز الدین ابن عبد السلام سے روایت ہے کہ کسی ولی کے کرامات بسبب کثرت اور

تواتر کے درجۂ یقین کو نہیں پہونچے مگر کرامات قطب ربانی
سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے انتہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ جب حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اشتغال علم فلسفیہ اور علم روحانیات سے بھی منع فرمائے جو وہ حکمت اشراقین ہے اور حکمت فلسفہ کی قسم ہے یہاں تک کہ اشتغال علم کلام سے بھی منع فرمائے باوجودیکہ اوس میں اہل اسلام کی جانب سے تردید مسائل فلسفیہ ہے مگر من وجہ اوس میں بھی مسائل فلسفیہ کی بحث ہے اگرچہ بوجہ تردید نہ فقط آپنے اون علوم کے اشتغال سے مجرد منع فرمائے بلکہ اون کے سینہ اور کتابوں سے کرامۃً محو فرماکر علم لدنی اور علم دینی سے اون کے سینہ اور کتابونکو مملو فرمادئے تو کالشمس فی نصف النہار عیاناً۔

یہ امر روشن اور واضح ہوگیا کہ آپ کی کثرت کراماتِ متواترہ انوار سے اوس نور الٰہی کے ہے جس نور کو خدا نے اپنے نور سے پیدا کیا کہ حکمت اشراقین کی مقابل اوس نور الٰہی کے ظلمت ہے پس جس وقت کہ آفتاب انوار الٰہی طلوع ہوا تو اوسکے مقابل ظلمت حکمت اشراقین کیا باقی رہتی ہے اور ظلمت شب تاریک کا اثر بعد طلوع ہونے آفتاب کے کہاں باقی رہسکتا ہے
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین

قال اللہ تبارك وتعالیٰ وجعلنا اللیل والنہار ایتین فمحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ صدق اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

ذکر وحی اور الہام اور ہوا تف کا

جاننا چاہئیے کہ الہام کمل اولیاء اللہ کا جو کہ مخالف حکام شریعت کے نہ ہو حجت ہے نزدیک حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہ کے اگر وہ امر متعلق بذات اون ولی کے ہو جن پر الہام ہو تو اون پر اوس کا عمل کرنا واجب ہے اگر وہ امر متعلق بہ غیر ہو تو ان غیر پر عمل کرنا اون ولی کے الہام پر واجب ہے ورنہ باعث خسران اور نکال ہے جیسا کہ حضرت سید عبد القادر رضی اللہ عنہ مامور بہ الہام آلہی بقول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ہوئے جو ولی آپ کے قدم مبارک کو قبول کئے اون کے درجات کی ترقی ہوئی اور مخالفین مسلوب الایمان ہوئے۔ فتاوی حدیثیہ میں لکھا ہے

کہ شیخ ابن حجر ہیتمی سے کسی نے سوال کئے خطاب الٰہی سے جس کا
ذکر اولیاء کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے قلب نے میرے
رب سے یہ بیان کیا یعنے فرماتے ہیں مجھ سے میرے رب نے
ایسا خطاب کیا پس ایا اوس کو خدا کی جانب منسوب کیا جائے اور
اوسکو کلام یا حدیث کہا جائے اور کیا فرق ہے فیما بین اوس کلام
کے جس کو انبیاء سنتے ہیں اور اوس کلام کو اولیاء سنتے ہیں اور
کیا حکم ہے اوس شخص کا کہ جو ان دو میں سے ایک کا انکار کرے
پس شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اون کو جواب دئے کہ قطب
ربانی **شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ** نفعنا اللہ بہ
فرق کئے درمیان نبوت اور ولایت کے اور فرمائے جس کا یہ حاصل ہے
کہ کلام خدا کا انبیاء علیہم السلام کو پہونچنے والا ہے ساتھہ فرشتہ روح امین
یعنے جبرئیل علیہ السلام کے اور کلام خدا کا اولیاء اللہ سے وہ بات ہے
کہ ڈالی جاتی ہے ولی کے دل میں بطریق الہام کے ساتھہ تسکین قلب
کے جو موجب طمانیت قبول ہے بلا تردد
اور شک کے اور رد کرنا کلام خدا کو جو انبیا علیہم السلام سے ہوا کفر ہے
اور رد کرنا الہام الٰہی کا جو اولیاء کو ہو موجب نقصان ہے اور ایک شخص
فقیہہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور بطریق طنز
کے کہا کہ تم کو علم روایت کہاں اور کس کی تسلیم سے حاصل
ہوا انہوں نے فرمائے کہ میرا علم عطائے الٰہی اور خدا داد ہے

اس جانئے سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے ہیں
جو شخص اوس علم پر عمل کرے جو جانتا ہے خدا اوسکو وہ علم نصیب
کریگا جسکو وہ جانتا نہیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ علم کی دو قسم ہیں ایک
ظاہر اور دوسرا باطن۔ پس علم ظاہر خدا کی حجت ہے اوسکی خلق پر یعنی
اگر باوجود علم کے عمل نہ کریگا تو خدا کا مواخذہ ہوگا اور علم باطن وہ علم نافع
ہے پس علم تمہارا اے فقیہہ نقل ہے ایک زبان سے طرف دوسری
زبان کے واسطے سیکھنے کے نہ واسطے عمل کے اور علم میرا خدا کے
علم سے ہے بطریق الہام کے جو خدا نے اپنے نزدیک سے مجھکو
الہام کیا پس فقیہہ نے اون کو کہے کہ علم میرا بروایت ثقات
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ جبرئیل سے وہ خدا سے روایت
کرتے ہیں۔ پس فرمائے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے اون فقیہہ
کو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایسا بھی علم ہے کہ جس علم پر
اطلاع جبرئیل کو ہے نہ میکائیل کو علیہما السلام۔ پس فقیہہ نے حضرت
بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے اس بات کی توضیح طلب کئے۔ پس آپ نے
فرمائے کہ اے فقیہہ کیا تم جانتے ہو کہ خدا نے موسی علیہ السلام اور
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا اور آپ نے خدا کو
دیکھے بالمشافہہ اور کلام کیا خدا نے انبیا علیہم السلام سے بطریق
وحی کے فقیہہ نے کہے کہ ہاں حضرت بایزید نے فرمائے فقیہہ کو
کہ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ کلام خدا کا صدیقین اور اولیا کے ساتھ

بطریق الہام ہوتا ہے کہ خدا اون کے قلوب میں فوائد ڈالتا ہے
اور اون کی تائید کرتا ہے۔ پس اون سے کلمات حکمت کہلوا تا
ہے اور اون سے اُمّت کو فائدہ پہونچتا ہے اور ایک
دلیل ہماری یہ ہے کہ خدا نے والدہٴ موسیٰ علیہ السّلام کو الہام کیا
کہ تم موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں رکھکر دریا میں ڈالو اور جیسا کہ
خدا نے خضر علیہ السلام پر الہام کیا درباب کشتی اور لڑکے اور دیوار
کے اور خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہے کہ میں نے یہ اپنی جانب
سے نہیں کیا یعنی خدا کے الہام سے اور اوس کے علم سے کیا اور
خدا نے درباب خضر علیہ السلام کے فرمایا کہ ہم نے اپنے نزدیک سے
اون کو علم کی تعلیم کئے۔ حضرات صوفیہ کے پاس خضر بالاجماع ولی
ہیں نبی نہیں ہیں اور جیسا کہ یوسف علیہ السّلام قید خانہ میں الہام
کئے گئے۔ پس فرمائے یہ وہ ہے کہ خدا نے مجھکو تعلیم کیا اور تھا یہ امر
جو قبل نبوت کے خبر دئے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت
سیدتنا عائشہ صدیقہ مطہرہ کو رضی اللہ عنہا کہ بنت خارجہ
کو حمل دختر سے ہے اوس وقت کہ اون کا حمل ظاہر نہیں ہوا
تھا اور مثل اس کے بہت ہیں کہ خدا اولیاء اللہ کو خاص کیا ہے
فوائد کے ساتھ جو خدا کے فضل اور احسان کا باعث ہے اون پر۔
اور یہ تحقیق کہ خدا نے بعض اولیاء کو بعض پر الہام اور فراست
میں فضیلت دیا۔ پس فقیہہ نے کہے کہ مجھے آپ نے اصل علم لدنی کی

بتادی اور میرے سینے کو سیراب کئے۔ ابن حجر رضی اللہ عنہ دلائل حضرات صوفیہ کا رمز فرماتے ہیں کہ الہام حجۃ ہے جو مخالف شرع شریف نہو۔ حدیث صحیح قدسی ہے خدا نے فرمایا کہ جب میں بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو میں اوس کی سماعت ہوتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اوس کی بصارت ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ میرے ساتھ سُنتا ہے اور میرے ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ساتھ بولتا ہے دوسری روایت میں یہ ہے کہ میں اُس کی سماعت اور بصارت اور ہاتھ اور تائید کرنے والا ہوتا ہوں اور حاصل یہ ہے کہ علماء ربّانی واقف ہیں علوم اور اعمال اور مقامات اور احوال اور افعال اور تمام حرکات اور سکنات اور ارادات اور خطرات میں وہ معادن اسرار اور مطالع انوار ہیں وہ عارف اور محب اور محبوب اور مقربین سے ہیں۔ خدا اون سے ہم کو نفع دے جب یہ امر ثابت ہوگیا۔ جانا گیا جواب اون چیزوں کا جو سوال میں ہے وہی فرق ہے درمیان خطاب نبی علیہ السلام اور خطاب ولی کے پس اوّل جو خطاب نبی ہے خواہ بواسطہ فرشتہ ہو یا بلا واسطہ بروٴیاے صادقہ ہو یا دل میں ڈالنے کے ہر ایک اون میں وحی کہلاتا ہے اور یہ کلام ہے کہ جس کی

نسبت خدا کی طرف ہی حقیقۃً اور اوس کا منکر کافر ہے اور قسم ثانی جو خطاب
الہی ولی کی طرف ہوتا ہے وہ ایک شے ہے کہ ڈالا جاتا ہے دل میں
جس سے سینہ تسکین پاتا ہے اوس کا نام الہام ہے اور کلام ہے
بسبب قول حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ میری امت میں محدث
ہیں یعنی وہ لوگ جن پر الہام الٰہی ہوتا ہے اور اون میں سے عمر ہیں اور
مختلف ہیں علماء درباب حجت ہونے الہام کے جو مخالف شرع نہو۔ پس
مذہب راجح فقہا کے پاس یہ ہے کہ الہام حجت نہیں ہے یعنی کوئی امر
اس سے ثابت نہیں ہوتا اسواسطے کہ خواطر غیر معصوم کا اعتبار نہیں ہے
یعنی اہل سنت کے پاس سوائے انبیاء علیہم السلام سے کوئی قطعی معصوم
نہیں ہے یعنی گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے بچنا جن کا واجب ہو وہ فقط
انبیاء علیہم السلام ہیں اور اولیاء اللہ اگرچہ اون کے لئے قطعی عصمت نہیں
ہے بسبب جواز وقوع ذنب کے اون سے اسی لئے حضرت جنید رضی اللہ
عنہ سے کسی نے کہا کہ کیا ولی سے فعل زنا صادر ہوسکتا ہے تو آپ نے
فرمائے کہ خدا کا تقدیری امر ہے جو مقرر کیا گیا لیکن اولیاء اللہ کے لئے
حفظ الٰہی ہے۔ پس اون سے گناہ صغیرہ واقع ہوتا ہے نہ گناہ کبیرہ
غالباً اور حضرات صوفیہ جو الہام اولیاء اللہ کو حجت کہتے ہیں تو اسی
بناء پر کہتے ہیں کہ الہام خدا کی طرف سے اولیاء اللہ کے قلوب میں واسطے
اعزاز و اکرام کے ڈالا جاتا ہے اور یہ انعام الٰہی ہے اولیاء اللہ پر جو سبب ہے
اوں کے مزید الیقان کا اور غیر کی اصلاح کا۔ کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے

کہ سلطان العلماء عزالدین عبد السلام نے فرمایا اہل مکاشفات اور الہامات کا کبھی کشف والہام برابر ہوتا ہے کبھی خلاف صواب ہوتا ہے مانند علماء استدلال کے یعنی جو دلیل سے خدا کی ذات وصفات کو جانتے ہیں اور سب امور غیبی کو دلیل سے جانتے ہیں کبھی اون کی دلیل صواب پر ہوتی ہے کبھی خطا پر مانند ائمہ مجتہدین کے رحمتہ اللہ علیہم جو مسائل شرعیہ کو دلائل کتاب وسنت سے نکال لیتے ہیں اگر دلیل اون کی صواب پر ہوئی تو دو ثواب ملتے ہیں اگر خطا پر ہو تو ایک ثواب ملتا ہے پس واجب ہے اون پر یہ کہ تمسک کریں کتاب وسنّت پر اور نہ اکتفا کریں مجرّد الہام پر مؤلف کہتا ہے کہ کمل اولیاء اللہ کا کشف اور الہام کبھی خلاف صواب نہیں ہوتا نہ خلاف کتب وسنّت ہوتا ہے شاید جو لوگ کہ مرتبۂ کمال کو نہیں پہونچے اون کا کشف والہام خلاف صواب کبھی ہوتا ہو پس یہ ارشاد علماء کا بنظر احتیاط ہے۔ کہے ابن سبکی نے جمع الجوامع میں کہ جب نفس کی صفت امّارہ سے تبدل ہو اور نفس امّارہ نفس ملہمہ ہو جائے تو اوس نفس پر علوم لدنیہ کا الہام خدا کی جانب سے ہوتا ہے۔ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ اپنے رسالۂ تدبیرات الٰہیہ فی اصلاح المملکۃ الانسانیہ میں لکھتے ہیں کہ فرق فیما بین واردات ملکیہ اور واردات شیطانیہ کے یہ ہے کہ جب وہ واردات کی حالت تیرے قلب سے گذر جائے پھر تجھکو سردی اور لذّت معلوم ہو اور الم معلوم نہو اور نہ صورت اوس کی متغیر ہو بلکہ اوس کے بعد علم حاصل ہو تو وہ واردات ملکی ہیں اور اگر انقضائے واردات کے بعد

اعضاء میں شکستگی اور الم اور کرب اور حیرت افکار فاسدہ کے ساتھ پیدا ہو تو وہ واردات شیطانی ہے۔

ذکر ہاتف کا

علامۂ شعرانی رسالۂ انوار قدسیہ فی آداب العبودیہ میں فرماتے ہیں کہ مراد ہاتف سے کیا ہے اور ہاتف جو دل میں بات ڈالتا ہے وہ کیا چیز ہے میں اوس کی تفصیل جو شیوخ عارفین کے ارشاد سے مجھکو معلوم ہوئی لکھتا ہوں کہ نافہم لوگ جن کو مراتبِ وحی کی معرفت نہیں ہر وہ یہ نہ گمان کریں کہ یہ بھی وحی ہے مثل وحی انبیاء علیہم السلام کے۔ پس جان تو کہ ہاتف جن کا ذکر ہوا یا تو وہ فرشتہ ہیں یا ولی یا صالحین جن سے ہیں یا خضر علیہ السلام ہیں۔ یا سوا اس کے کیونکہ خضر علیہ السلام باقی ہیں مرے نہیں۔ اور جو چیز ہاتف دل میں ڈالتے ہیں وہ اقسام پر ہیں اون میں وہ ہیں کہ جو عالم خیال میں ڈالے جائیں مثل مبشرات کے عالم خیال میں وہ وحی منامی ہے یعنی انبیاء علیہم السلام کے لئے۔ پس جو ڈالا گیا ہے جس میں وہ خیال ہے اور جو کہ اوترا ہے وہ بھی خیال ہے اور بعض اون سے وہ ہے کہ ہوتا ہے خیال عالم محسوسات میں اوپر کسی چیز پر جو عالم محسوسات میں ہے اور بعض اون سے وہ ہے کہ پاتا ہے

وہ شخص جس کی طرف وہ بات ڈالی جاتی ہے اپنے نفس میں بغیر تعلق جس کے
اور بغیر خیال اوس چیز کے کہ جس کے ساتھ وہ ڈالا گیا ہے وہی مسمی بالہام
ہے کبھی وہ چیز کاغذ پر لکھی ہوتی ہے اور یہ امر اکثر اولیاء کے لئے واقع
ہوتا ہے مثل قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ اور مثل اون کے بس ہمارے
شیخ رضی اللہ عنہ جب خواب سے بیدار ہوتے تو ایک کاغذ پاتے
اوس پر وہ چیز لکھی ہوتی جس کو خدا اون احکام کو کرنا چاہتا ہے جبکہ یہ امر
قرار پایا۔ پس علوم غیب کی ارواح بندوں کے قلوب پر نازل کرتے ہیں
پس جو شخص کہ اون ارواح کو جانتا ہے تو اون کے ساتھ ادب سے ملاقات
کرتا ہے اور جو اون کو نہیں جانتا اور علم غیب اون سے حاصل کر لیتا ہے
تو وہ شخص مثل کاہنین اور اہل رجہ کے ہے۔ پس اسی وجہ سے اہل اللہ
کو دیکھتے ہیں کہ جو ارواح کہ اون کے قلوب پر نازل ہوتے ہیں اور
نہیں دیکھتے ہیں اوس فرشتہ کو جو علوم اون کے دلوں پر نازل کرتا ہے مگر
انبیا علیہم السلام اور مرسلین۔ پس جانا گیا کہ اہل اللہ ملائکہ کو دیکھتے ہیں
لیکن اون کے قلوب پر علوم نازل کرتے ہوئے نہیں دیکھتے یا اون کے
قلوب پر جو القاء ہوتا ہے اوسکو دیکھتے ہیں اور یہ امر کو جانتے ہیں کہ
القاء فرشتہ کی طرف سے ہے بغیر دیکھے فرشتہ کے پس نہیں جمع
ہوتا ہے درمیان دیکھنے فرشتہ کے اور اوس کے القاء کے مگر نبی
اور رسول۔ پس یہ فرق ہے درمیان نبی کے کہ شرع اون پر نازل
ہے اور درمیان ولی کے جو اون کے تابع ہیں ایضاً اوسی رسالہ میں

علامہ شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جان تو جو چیز کہ انبیاء علیہم السلام
کے دلوں میں ڈالی جاتی ہے اوس کی تعبیر وحی اور شرع سے کرتے ہیں پس
وہ اگر خدا کی طرف بحکم صفت کے منسوب ہو تو اوس کا نام قرآن اور توراۃ
اور انجیل اور زبور اور صحف ہے اگر وہ خدا کی طرف بحکم فعل ہو تو اوس کا
نام حدیث اور سنت اور خبر ہے اور بہ تحقیق کہ خدا کی شرع کے احکام نازل کرنے کا
دروازہ بند کر دیا گیا اور نہیں بند کیا خدا نے دروازہ علم اوس چیز کا جو خدا کی طرف سے
نازل ہوی ہے پس اوس کے علم کا دروازہ اولیاء کے قلوب پر بند نہیں ہوا
پس تنزیل روحانی اولیاء اللہ کے لئے باقی ہے تاکہ وہ خدا کی طرف بلانے میں
بصیرت پر ہوں بسبب اوس علم کے جو تنزیل روحانی ہے جیسا کہ انہوں نے
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اتباع طریق دعوت حق میں کیئے ویسا ہی
آپ کی اتباع علم تنزیل کے حصول میں کئے اس لئے خدا کا ارشاد آپ کو ہوا
قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی
پس ولی خدا کی طرف ابتداءً دعوت نہیں کرتے بخلاف نبی کے بلکہ ولی
خدا کی طرف دعوت کرتے تو وہ نبی کی دعوت کی حکایت کرتے ہیں پس
لسان ولی کی بیان کرتی ہے دعوت کو رسول کے اسی لئے علماء نے
کہے کہ اگر ولی وہ چیز کہیں جو مخالف رسول کے ہے تو وہ نائب نہیں ہوئے
اوس امر میں اور نہ بصیرت پر ہوئے اس لئے کہ جو بصیرت پر ہیں تو انکی علم
میں تزلزل نہیں واقع ہوتا ہے کیوں کہ علم اولیاء اللہ کا جو ہے۔ انبیاء کے
علم سے وہ بے نظر و فکر ہے وہ حق الیقین ہے جب کہ تم نے یہ امر جان لئے

تو یہ امر معلوم ہو گیا کہ القاء ہاتف میں وہ چیز نہیں ہے جس سے ......
دعویٰ نبوت کا وہم کیا جائے۔
کتاب انسان کامل میں لکھا ہے کہ جو علم تجھ پر وارد ہو تو تین وجہ سے خالی نہیں ہے
ایک مکالمہ ہے اور وہ وہ چیز ہے کہ تیرے قلب پر خواطر ربانی یا ملکی وارد
ہوویں یہ علم نہیں ہے۔ راستہ اس کے رد اور انکار کا اس لئے کہ مکالمات
حق تعالےٰ کے اور اخبارات اوس کے بندوں کے سات دل کے مقبول ہیں
بالخاصہ ممکن نہیں ہے کسی مخلوق کیلئے اس کا دفع اور علامت مکالمت
حق تعالےٰ اپنے بندوں کے ساتھ یہ ہے کہ اوس کو وہ بندہ بالبداہت و
بالضرورت جان لے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور اس کی سماعت مقید کسی
جہت کے ساتھ ہو اگر کسی جہت سے سُنتا ہو تو اوس سامع کو ممکن ہو کہ
اوس کلام کو خاص کر لے اوسی جہت کے سات سوا دوسری جہت کے
جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے شجرہ سے کلام الٰہی سُنے اور اوس کو مقید
کسی جہت کے سات نہیں فرمائے اور شجرہ جہت ہے اور خاطر ربانی
خاطر ملکی سے قریب ہے قبول میں لیکن نہیں ہے اوس کے لئے یہ قوۃ مگر جس
وقت کہ اعتبار کی جائے خاطر ربانی خاطر ملکی میں تو وہ بھی بالضرورۃ مقبول
قلب ہوتی ہے اور جو امر کہ خدا کے جانب سے وارد ہوتا ہے فقط
بطریق مکالمت ہی نہیں ہوتا بلکہ خدا کے تجلیات بھی ایسے ہی ہیں۔ پس
خدا جب کہ اپنے بندہ پر اپنے انوار سے تجلی کرتا ہے تو بندہ بالضرورۃ پہلی
ہی وہلہ میں جان لیتا ہے کہ یہ نور حق سے برابر ہے کہ یہ تجلی صفاتی ہو یا

ذاتی ہو تجلی علمی ہو یا غیبی پس اوس کو خوب سمجھو یہ دریا ہے جس کو کنارہ نہیں ہے لیکن الہام جو قلب میں ڈالا جاتا ہے تو مبتدی کا طریقہ اسمیں یہ ہے کہ اوس کو مطابق کرے کتاب و سنت پر پس اگر کتاب و سنت شواہد اوس الہام کے تجھ کو معلوم ہوں تو وہ الہام الٰہی ہے اگر کتاب و سنت سے اوس کے شواہد تجھ کو معلوم نہوں تو تو اوس پر عمل کرنے سے توقف کر اور فائدہ توقف کا یہ ہے کہ شیطان کبھی قلب میں مبتدی کے کوئی چیز ڈالتا ہے پس وہ جانتا ہے کہ یہ الہام الٰہی ہے پس خوف ہے کہ یہ بھی ازیں قبیل ہو اور بعزم جزم خدا کے طرف توجہ کرے ساتھ تمسک اصول شرعی کے یہاں تک کہ خدا تجھ پر منکشوف کرے معرفت اس خطرہ قلبی کی انتہی مولف کہتا ہے کہ خاکسار پہلے ہی اشارہ کیا تھا کہ مبتدی کو تردد ہے کہ آیا یہ الہام الٰہی ہے یا نہیں اور خطا کشف اور الہام میں جو علماء فرماتے ہیں مبتدی کے لیے ہے کاملین کے کشف و الہام میں نہ خطا ہوتی نہ اون کا الہام خلاف کتاب و سنت ہوتا صاحب انسان کامل جو اولیاء کاملین سے ہیں اوس کی تصریح فرمادے۔ والحمد للہ علی ذالک

بیان قدیم ہونے قرآن کا

اہل اسلام میں اس امر کے بہت سے مباحث درپیش ہوئے کہ قرآن قدیم ہے یا حادث. خلفاء عباسیہ کے وقت میں بہت سے لوگ قتل ہوئے ایسے ابحاث میں مگر قول فیصل اسمیں یہ ہے کہ یہ مسئلہ کچھ ضروریات دین

نہیں ہے کہ بحث اسمیں ضروری ہو عہد نبویہ میں غرض اس کے بحث پیش ہوئے
نہ عہد تابعین اور تبع تابعین میں۔ پس بحث اس بات میں
میں بدعت ہے اگر کسی شخص کو یہ مسئلہ سمجھنا ضرور ہو تو یوں سمجھے کہ قرآن
لفظ مشترک ہے کہ کلام جو صفات سبعۂ الٰہی سے ہے وہ بھی قرآن ہے جیسا
کہ خدا نے فرمایا بل ہو قرآن مجید فی لوح محفوظ پس صفات الٰہیہ
قدیم ہیں بدیں اعتبار قرآن قدیم ہے اور قرآن نام الفاظ کا بھی ہے جس کی
ہم تلاوت کرتے اوس کو بھی خدا نے اپنا کلام کہا جیسا کہ خدا نے فرمایا حتّٰی
یسمع کلام اللہ پس ہمارے مسموع یہ الفاظ ہیں جس کو ہم تلاوت کرتے ہیں
اور خدا نے قرآن کو عربی فرمایا پس عربی الفاظ ہیں پس قرآن نام اُن الفاظ
کا ہوا جس کو ہم تلاوت کرتے ہیں قرآن نام ان نقوش کا بھی ہے جو مصاحف
میں لکھا جاتا ہے خدا نے فرمایا لا یمسّہ الّا المطہرون تنزیل من رب
العالمین پس مس نقوش کو ہوتا ہے نہ الفاظ کو پس یہ نقوش کا نام بھی قرآن ہوا
بمعنی اُولیٰ قدیم اور بمعنی آخرین حادث اور مخلوق ہے۔
بادشاہ کی زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں یہ وہ کلام ہے جو صفت بادشاہ کی
ہے وہ فرمان شاہی ہوتا ہے پھر اوس کو نقلاً بیان کریں وہ بھی فرمان
شاہی ہے اور جس کاغذ پر اوس کو لکھیں وہ کاغذ بھی فرمان شاہی ہے۔

بیان انواع نزول وحی کے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر

کتاب خزینۃ الاسرار میں لکھے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سب اصناف

نزول وحی کے جمع کئے گئے جو انبیاء سابقین پر نازل ہوئی ۔ کہے ابن قیم
وغیر علماء نے کہ مراتب وحی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات میں بوجوہ متعددہ کامل فرمایا الاول رؤیا صادقہ
پس جو خواب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوتا اوس کا ظہور مثل فلق
صبح کے ضرور ہوتا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے الثانی جبرئیل آپ کے قلب
شریف میں اوس کو ڈالتے جو اون کو آپ نہیں دیکھتے جیسا کہ حدیث میں آیا
ہے کہ روح قدس یعنے جبرئیل نے میرے قلب میں ڈالے ہیں کہ کوئی شخص
نہ مرے گا یہاں تک کہ اوس کا رزق پورا ہو ۔ ثالث یہ کہ جبرئیل بصورتِ
انسان نازل ہو کر آپ سے مخاطب بوحی الٰہی ہوتے جیسا کہ حدیث میں آیا
کہ جبرئیل علیہ السلام آپ پر بصورت دحیہ کلبی صحابی کے وحی الٰہی کے ساتھ
نازل ہوے الرّابع آپ پر وحی مثل صلصلۃ الجرس کے نازل ہوتی یہ
آپ پر سخت ترین انواع وحی تھا کہ شدت سرما میں آپسے عرق جاری ہوتا
الخامس کہ جبرئیلؑ اپنے صورت اصلی پر آپ پر ظاہر ہوئے چھ سو ۶۰۰
پر تھے اور یہ دوبار ہوا جیسا سورۂ نجم میں ہے السادس خدا آپ سے آسمان پر
کلام کیا جیسا کہ شب معراج میں آپ کی اُمت پر پانچ نماز فرض ہوے
السابع خدا نے مثل موسیٰ علیہ السلام کے آپ سے کلام بلا واسطہ کیا
اور بعضوں نے ایک مرتبہ سے زیادہ کئے دس مرتبہ ثامن وہ ہے جو حق تعالےٰ
کا کلام آپ کے لئے بعالم رؤیا ہوا جیسا کہ حدیث زہری میں آیا ہے کہ خدا
حسن صورت میں آیا اور کہا کہ کس چیز میں فرشتے بحث کرتے ہیں الخ

اور حلیمی میں ذکر کیئے کہ وحی آپ پر چھیالیس قسم پر آتی اور اوس کو بیان بھی کیئے اور اکثر اون اقسام کے صفات حامل وحی کے ہیں جیسا کہ فتح الباری میں ہے اور مجموع اون اقسام کا داخل ہے اون اقسام میں جو ہم نے اوسکو بیان کیئے واللہ اعلم اور ابن منیری بیان کیئے کہ حال اختلاف اوس وحی کا باختلاف اوس کے مقتضی کے تھا یعنی اگر وحی بشارت کے سات نازل ہوتی تو جبرئیل بصورت آدمی نازل ہوتے اور وحی کو آپ سے بیان کرتے بغیر کد کی اگر وحی واسطے ڈرانے کے نازل ہوتی تو وہ مثل صلصلۃ الجرس کے نازل ہوتی

ذکر نزول جبرئیل علیہ السلام کا انبیاء علیہم السلام پر

خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے

ابن عادل نے اپنے تفسیر میں لکھا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چوبیس ہزار بار نازل ہوے اور آدم علیہ السلام پر بارہ بار اور ادریس علیہ السلام پر چار بار اور نوح علیہ السلام پر پچاس بار اور ابراہیم علیہ السلام پر بیالیس بار اور موسی علیہ السلام پر چار سو بار اور عیسی علیہ السلام پر دس بار جبرئیل نازل ہوے طبرانی روایت کیئے کہ آدم علیہ السلام پر چودہ بار اور نوح علیہ السلام پر باون بار یہ عالم صغر میں اور باقی عالم کبر میں اور عیسی علیہ السلام پر دس بار تین بار عالم صغر میں اور باقی عالم کبر میں اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

عالم صغیر میں آپ کے چودہ بار باقی عالم کبیر میں واللہ اعلم۔

ذکر جمع قرآن کا ایضاً خزینۃ الاسرار میں

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قرآن جمع تو تھا لیکن ایک جائے جمع نہیں تھا نہ قرآن کے سوروں کی ترتیب تھی پس جمع قرآن صحیفوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا اور آپ نے ہی پہلے قرآن کا نام مصحف رکھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں قرآن مصاحف میں لکھا گیا۔ ایسا ہی قسطلانی ابن ابی شیبہ سے روایت کیے

ابتداء وضع اعراب اور نقطوں کا مصحف میں ایضاً خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے

پہلے مصاحف جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں لکھے گئے تھے نقطوں اور شکل اور اعراب سے معرا تھی وجہ اوس کی یہ تھی واللہ اعلم کہ سب لوگ عرب تھے غلطی نہیں جانتے تھے اور بسبب اون کے اہل لسان ہونے کے علم نحو بھی نہیں تھا۔ پہلے جو وضع علم نحو ہوا اور شکل معرب کو مصاحف میں رکھے ابو الاسود دولی تابعی بصری تھے بیان کیا گیا کہ انہوں نے سنے ایک قاری سے جو قرات کیا ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ بکسر لام رسول کی پس اون پر یہ امر بہت گراں ہوا اور انہوں نے کہے کہ خدا بزرگ تر ہے

اس بات سے کہ وہ اپنے رسول سے بری ہو پھر اونہوں نے شکل اعراب کو مصاحف قرآن میں رکھے اور رکھی اون کی علامت سرخ نقطوں سے پس علامت فتح کی نقطہ حروف کے اوپر اور علامت ضمہ کی نقطہ حروف کے سامنے اور علامت کسرہ کی نقطہ حروف کے نیچے اور علامت غنہ یعنی تنوین دو نقطہ پھر نکالا خلیل ابن احمد فراہیدی نے یہ صورت تشدید اور مدّ اور ہمزہ اور علامت سکون اور علامت وصل کو اور منتقل کیا اعراب کو نقطہ سے طرف ان صور کے جواب ہیں لیکن نقطے حروف کے تمیز کے لئے پس پہلے اوس کو شریف نصر ابن عاصم لیثی نے وضع کیا حکم سے حجاج ابن یوسف کے جو امیر عراق اور خراسان کا تھا اور سبب اوس کا یہ تھا کہ چالیس اور چند سال سے لوگ مصحف عثمانیہ میں پڑھتے تھے عہد عبدالملک ابن مروان تک بہت سے غلطیاں واقع ہونا شروع ہویں وہ باہمہ اغلاط مصاحف ملک عراق میں پھیلے - پس حجاج نے حکم کیا کہ جو حروف کہ باہم مشابہ ہیں علامات بنائی جائیں - پس متوجہ ہوے اس طرف نصر ابن عاصم مذکور اونہوں نے حروف پر ایک ایک دو دو دفعہ نقطہ رکھے اور لفظوں کی جائے میں علیحدہ علیحدہ کئے پس پہلے نقطہ یا اور تا پر رکھے اور کہے کہ کچھ خوف نہیں ہے کہ وہ اوس کا نور ہے پھر نو پیدا کئے نقطوں کو نزدیک منتہی آیتوں کے پھر نو پیدا کئے ابتدا اور خواتم آیات کو پس ابوالاسود وہ پہلے شکل اعراب کی لکھی پھر نصر ابن عاصم نے اونکے بعد نقطے بنائے پھر خلیل ابن احمد نے اعراب کو اس صورت پر لکھے پھر باوجود شکل اعراب اوس

اور نقطے بنانے کی غلطیاں واقع ہونا شروع ہوئیں پھر اُس کے
سبب کی تلاش ہوی جس سے یہ غلطیاں واقع نہ ہوں مگر
کوئی اون کو ایسا سبب نہ ملا جس سے غلطیاں رفع ہوسکیں سوائے
اس بات کہ زبان سے قاریوں کی قرارت قرآن کی تلقین ہوئیں
جو علماء امت کہ علم قرارت میں کامل تھے وہ اسطرف متوجہ ہوے
اور بہت اس میں کوشش کیے اور حروف اور قراتوں کو جمع کیے
اور وہ چیز بیان کیے جو صواب تھی اور اشکال کو زایل
کیے رضی اللہ عنہم انتہی یعنی علم قرارت اور علم تجوید کو ایجاد کیے
لیکن وضع اعشار یعنی دس دس آیات کے بعد عشر آیات لکھنا جو
بعض قراتوں میں دیکھا گیا ہے اوسمیں بعضوں کا یہ قول ہے کہ مامون
خلیفہ عباسی کے حکم سے ہوا بعضوں سے روایت ہے کہ عہد
حجاج میں قرآن کے تین جزء ہوئے - ایسا ہی تفسیر روح البیان
میں ہے -

ابتداء خط عربی وغیرہ کی ایضاً خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے

کہ کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہے کہ آدم علیہ السلام اپنے وفات کے
تین سو سال قبل کتابت عربی اور سریانی اور کل خط ایجاد فرمائے
اور ایک ایک ٹھیکری پر لکھ کے اوس کو جلائے پھر جو آدم علیہ السلام

لکھتے تھے اوس کو ادریس علیہ السلام نے نکالے یہی اصح قول ہے اور پہلے یوسف علیہ السلام نے کاغذ کو ایجاد کیئے اور خط فارسی کو پہلے طہمورث جو تیسرا بادشاہ ملک فارس کا تھا ایجاد کیا اور پہلے خط عربی یعرب ابن قحطان نے لکھا کہ وہ زبان عربی اور سریانی کرتا تھا اور خط نسخ عربی کو ابن مقلہ وزیر مقتدر باللہ پھر قاہر باللہ نے ایجاد کیا پس وہ اول ہے کہ منتقل کیا خط کوفی کو طرف طریق عربیت کے یعنی نسخ کی پھر ابن بواب آیا اور ابن مقلہ کی طریق کو مہذب کیا اور اوس کو تازگی اور حسن کا لباس پہنایا پھر یاقوت جو عہد میں معتصم باللہ خلیفہ عباسی کے تھا اور بڑا خوشنویس تھا کمال خوشنویسی کو ختم کیا اور کمال کو پہونچایا پھر شیخ احمد اللہ اماسیوی آئے اور زیادہ اوس کو زینت دئے کہ اوس سے زیادہ زینت ابھی تک نہیں ہوئی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

فوائد متعلقہ بر ختم قرآن مجید ایضاً خزینۃ الاسرار میں

روایت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ خوب نہیں سمجھا جس نے تین دن یا تین رات سے کم میں قرآن ختم کیا پھر ایک جماعت سلف نظر ابظاہر حدیث تین رات یا تین روز میں ختم کرتی ہمیشہ اور اوس سے کم میں ختم کرنا مکروہ جانتی اور نہیں حمل کی اوس پر دوسری جماعت نے کیونکہ

اصولین کے پاس مفہوم مخالف عدد کا حجت نہیں ہے پس ختم کی ایک
جماعت نے ایک روز و شب میں ایکبار دوسروں نے دوبار اور
ایک جماعت تین بار اور جو لوگ ایک رکعت میں قرآن ختم کیئے
اون کی گنتی نہیں ہے اور زیادہ ختم کی کو تین روز پر ایک جماعت نے
پس ایک جماعت ہر ماہ میں ایکبار اور ایک جماعت دو ماہ میں ایکبار
اور ایک جماعت دس روز میں ایکبار اور ایک جماعت ہر سات روز
میں ایکبار اور اوس پر عمل اکثر صحابہ کا ہے اور اون کے غیر کا رضی اللہ
عنہم اجمعین اون صحابہ میں سے عثمان بن عفان اور زید ابن ثابت
اور ابن مسعود اور ابی ابن ابی کعب ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین کہ وہ اول
قرآن سے سورۂ انعام تک روز جمعہ اور ہفتہ کو انعام سے یونس تک
اور اتوار کو یونس سے طٰہٰ تک پیر کو طٰہٰ سے عنکبوت تک اور منگل کو عنکبوت
سے زمر تک اور چہارشنبہ کو زمر سے واقعہ تک اور پنجشنبہ کو واقعہ سے
آخر قرآن تک ختم کرتے جس کے لئے کوئی مہم پیش ہو اور وہ قرآن سے
بلاناغہ کئی ختم کرے پھر خدا سے دعا کرے خدا اوس کی دعا کو قبول کرتا ہے
اور اوس کے مقاصد کو حاصل کرتا ہے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے فمی بشوق فا سے اشارہ فاتحہ کے طرف میم سے
مائدہ کے طرف یا سے یونس کے طرف با سے بنی اسرائیل کے طرف
شین سے شعرا کی طرف واو سے والصافات کی طرف قٓ سے سورۂ قٓ کی
طرف آخر قرآن تک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماے کہ تم قرآن کو سات روز میں ختم
کرو اور اس سے زیادہ مت کرو اس کو ختم احزاب کہتے ہیں امام نووی
فرماتے ہیں کہ ختم کے باب میں مذہب مختار یہ ہے کہ مدت ختم قرآن مدة
مختلف ہے باختلاف اشخاص کے پس جس شخص کو دقائق قرآن
اور اوس کے معارف کی فکر بوقت تلاوت نصیب ہوتی ہے تو
قرآن کا ختم اوسی مدت پر اختصار کرے کہ جس مدت میں یہ فکر نصیب
ہو سکتی ہے ایسا ہی جو شخص کہ تعلیم علوم دینیہ کی طرف یا فصل خصومات
کیطرف یا سوا اس کے مہمات مسلمین کی طرف مصروف ہے تو لیسے
مدت میں وہ ختم قرآن کرے جو اون امور کو مانع نہ ہو اور جس شخص
کے لئے اس میں سے کوئی بھی اشتغال نہ ہو پس جسقدر ممکن ہو اوسقدر
ختم قرآن زیادہ کرے مگر کثرت ختم حد ملالت کو نہ پہونچے جو وہ سرعت
قرارت ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ سید جلیل ابن کاتب صوفی ختم
قرآن دن میں چار بار رات میں چار بار کرتے تھے اور روایت ہے
شیخ موسیٰ سدرانی سے کہ وہ اصحاب شیخ ابی مدین مغربی سے تھے کہ وہ شب
روز میں ستر ہزار بار ختم قرآن کرتے اور اون سے یہ بھی روایت ہے کہ
بعد بوسہ دینے حجر اسود کے طواف میں قرآن شروع کرتے اور جب محاذی
باب کعبۃ اللہ کے آتے قرآن ختم کرتے اور اون کے بعض اصحاب اون
قرآن کو حرفاً حرفاً سنتے ایسا ہی ذکر کئے امام غزالی احیاء میں اور ملا علی
قاری نے شرح مشکواۃ میں مؤلف کہتا ہے کہ ایسا ختم خوارق اور طاقت

بشری سے خارج ہے روایت کئے فردوس نے عمران شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ جس وقت بندۂ مسلمان قرآن ختم کرتا ہے تو اوسپر ستر ہزار فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ایساہی جامع صغیر میں ہے۔ فقیہ ابواللیث نے اپنی کتاب بستان میں لکھے ہیں کہ قاری کو چاہیے کہ ایک سال میں دو بار ختم کرے اگر اس سے زیادہ پر قادر ہو تو احسن ہے ابن زیاد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص کہ سال میں دو بار ختم قرآن کرے تو اوس نے قرآن کا حق ادا کیا کیونکہ جس سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وفات ہوا اوس سال میں جبرئیل علیہ السلام دو بار قرآن آپ پر عرض کئے اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تاخیر ختم قرآن کی چالیس روز سے زیادہ کرنا مکروہ ہے بلاعذر اس لئے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے کہ کسقدر مدت میں قرآن ختم کیا جائے تو آپ نے فرمائے کہ چالیس روز میں روایت کئے اوس کو ابوداؤد نے ایساہی اتقان میں ہے

آداب قراۃ قرآن مجید کی

خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے

فرمائے بعض علماء نے کہ قرأت قرآن مجید کی بزرگی خدایتعالی نے

انسان کو سرفراز فرمایا اور بہ تحقیق وارد ہوا کہ ملائکہ کو یہ بزرگی نہیں دیگئی
اور وہ حریص ہیں کہ قرآن بشر سے سنیں۔

افضل اوقات قرأت قرآن مجید کے ایضاً

من خزینۃ الاسرار

(۵)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ افضل اوقات تلاوت قرآن کی نماز فرض ہے امام بیہقی نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مستحب ساعت تلاوت قرآن کی فرض نماز ہے اور بعد نماز فرض کے مستحب ساعت تلاوت کے شب ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کی وَمِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُوْنَ اٰيَاتِ اللّٰهِ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ اور ساعت نصف آخر شب افضل ہے نصف اوّل شب سے پھر فیما بین مغرب و عشا دن میں بھی بعد نماز صبح کی مستحب ہے اور نہیں مکروہ ہے تلاوت قرآن کوئی وقت بہ سبب کسی وجہ کے اور جو روایت کئے ہیں ابن ابی داؤد معاذ ابن رفاعہ سے وہ اپنے مشائخ سے کہ انھوں نے بعد عصر اور صبح کی تلاوت قرآن کو مکروہ جانے اور کہے کہ وقت درس یہود کا ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور ایام سے یوم مستحب تلاوت کا یوم عرفہ اور پھر جمعہ پھر دوشنبہ پھر پنجشنبہ اور عشرہ آخر رمضان کا اور عشرہ اولی ذیحجہ کا اور مہینوں سے ماہ رمضان

اور افضل وقت تلاوت کا شب جمعہ اور وقت ختم کا شب پنجشنبہ ہے اور
شب میں اول شب اور روز میں اول روز اس لئے کہ ملائکہ اس وقت قاری پر
رحمت بھیجتے ہیں روایت کئے اس کو ابو نعیم ایسا ہی تفسیر اتقان میں ہے

آداب وقت ختم قرآن مجید کے من

خزینۃ الاسرار

مسنون ہے روزہ دن ختم قرآن مجید کے روایت کئے بزاز نے ابو حذیفہ
رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو جو شخص کہ ختم قرآن بحالت صوم کرے تو وہ جنت میں
داخل ہوگا اور کتاب احیاء غزالی میں لکھا ہے کہ دن میں اگر ختم ہو تو سنت
فجر میں اگر شب میں تو سنت مغرب میں ختم ہونا افضل ہے مستحب ہے کہ وقت
ختم قرآن کے اپنے اقربا اور دوستوں کو جمع کرے روایت کی طبرانی نے
انس رضی اللہ عنہ سے کہ جس وقت وہ ختم قرآن کرتے تو اپنے اہل کو جمع
کرتے اور دعا کرتے اس لئے کہ وقت ختم قرآن کے دعا مستجاب ہے اور
رحمت نازل ہوتی ہے۔ مستحب ہے وضو وقت
تلاوت قرآن کے اس لئے کہ وہ افضل اذکار ہے۔ کہی امام الحرمین نے
کہ تلاوت قرآن کی بے وضو مکروہ نہیں ہے اس لئے کہ حدیث میں وارد ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی حالت میں قرات فرماتے جیسا کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ لیکن حائض اور نفساء اور صاحب

جنابت اور دل پر قرات حرام ہے ہاں مصحف میں دیکھنا اور دل میں قرآن پڑھنا جائز ہے لیکن نجس چیز کو کھا کر تلاوت قرآن مکروہ اور بعضوں کہے کہ حرام ہے جیسا کہ مصحف کو ہاتھ لگانا نجس ہاتھ سے۔

آداب قرت باعتبار مکان وہیئت جلوس کے

مسنون ہے قرات قرآن مکان نظیف میں افضل مکان قراۃ مساجد ہے اور مکروہ جانی ایک قوم فقہا قرات حمام اور راستوں میں امام نووی نے کہے کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ دونوں جائے قرات قرآن مکروہ نہیں مسنون ہے قاری قرآن متوجہ قبلہ کیطرف ہو اور حالت خشوع وخضوع میں ہو ساتھ سکینت اور وقار کے سر کو جھکایا ہو اور مسواک کریں واسطے تعظیم وتوقیر قرآن مجید اور پاک کرنے منہ کے بعض فتاوی میں لکھا ہے کہ جائز ہے قرات چلتے ہوئے اور اہل حرفہ کام کرتے ہوئے اگر خلوص دل سے قرات ہو سکے اور نہ قرات کیجائے غیر طاہر جائے میں ایسا ہی فتاوی حلبی میں ہے اور مکروہ جانے شعبی نے قرات جائے خس وخاشاک میں اور جہاں حکمی حلبی ہے اور مکروہ ہے مقرر کرنا قرآن کا اپنی وجہہ معشیت کسب اپنا اس کو مقرر کرے بہ سبب وارد ہونے وعید کے اسباب میں مکروہ ہے قطع کرنا قرآن کا کسی سے بات کرنے کے لئے اس لئے کہ خدا کے کلام پر کسی کے

کلام کو فضیلت نہیں ہے اور مکروہ ہے قاری کو کھڑا ہونا تعظیم کے لئے بغیر
اوس کے والد کے یا معلم کے اور پکار کے ہنسنا اور فعل لغو کرنا یا دیکھنا
لہو و لعب کے طرف قراءۃ قرآن دیکھکر افضل ہے حفظ پڑہنے
سے اس لئے کہ قرآن کو دیکھنا عبادت مستقلہ ہے۔ روایت کی طبرانی
اور بیہقی نے اوس ثقفی سے کہ قراءت حفظ سے ہمزار
درجے اور قراءت مصاحف کو دیکھکر اوس کے مضاعف یعنے دو ہزار
درجے تک مسنون ہے قراءت آہستہ باد ا رحروف قال اللہ تعالیٰ۔ و
رتل القرآن ترتیلا اور کتاب نشر کبیر میں لکھا ہے کہ اختلاف
ہے فیمابین علماء کے اس امر میں کہ قرآن آہستہ باد ائی حروف کم
قراءت کرنا یا جلد قراءت کرنا یا زیادہ قراءت کرنا افضل ہے۔ پس اسباب
میں بہترین اقوال یہ ہے جو ہمارے بعض ائمہ نے کہے ہیں کہ قراءت
باآہستگی کا مرتبہ بڑا ہے اور سرعت سے جو قرآن زیادہ قراءت کیا جاتا
ہے۔ اوس کا ثواب عدد میں زیادہ ہے اس لئے کہ ہر حرف کے لئے
دس نیکیاں ہے۔ مسنون ہے تدبر و غور و معانی و مضمون وقت قراءت
قرآن شریف کہ جو مقصود اعظم ہے اور اس سے سینہ کشادہ ہوتا ہے اور دل کو
بشارت حاصل ہوتی ہے بہ سبب قول اللہ تعالیٰ کے افلا یتدبرون
القرآن۔ مستحب ہے بکاء وقت تلاوت قرآن اگر یہ از خود حاصل نہ ہو تو بہ تکلف
کیا کرے اور خشوع اور حزن کرے اپنے گناہ اور قیامت کے احوال پر خدا نے
فرمایا۔ یخرون للاذقان یبکون اور یہ باعث بکا کے

اجر اور بشارت جنت کی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے
نہیں مضائقہ ہے آیت کو مکرر قرات کرنے میں اور بار بار پڑھنے میں روایت
ہے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
نماز شب میں اس آیت کو بار بار مکرر پڑھے ان تعذبهم فانهم
عبادك ۔ یہانتک کہ صبح ہوئی قرات قرآن کرے وضو کے ساتھ متوجہ
قبلہ کیطرف ہوکر یا کھڑا ہوکر یا بیٹھکر لیکن چار زانو اور تکیہ لگائے ہوئے
نہ پڑہے اور بیٹھے ہیئت ادب کے ساتھ جیسا کہ اپنے اوستاد کے روبرو بیٹھتا
ہے اگر بغیر وضو یا لیٹ کے قرات کرے تو اوس کے لئے بھی ثواب ہے
لیکن اول سے کم اور افضل احوال قرات یہ ہے کہ نماز میں کھڑے
ہوکر پڑھے ۔ امام نووی نے کہے کہ سورہ فاتحہ سے قرآن حافظہ
کرنا افضل ہے ۔

فتوی قدیہ بعض متاخرین نے کہ حفظ قرآن افضل ہے اشتغال دوسری
عبادات فرض کفایہ سے اور حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم فرمائے کہ میری امت کے گناہ مجھکو تبلائے گئے ۔ پس
میں نہیں دیکھا بڑا گنہگار اوس مرد سے کہ یاد کیا آیت کو پھر بھول گیا اور
بھولنا ہمارے علماء کے پاس محمول ہے اوس حالت پر کہ وہ شخص
دیکھکر بھی قرات نہ کرسکے خواہ وہ حافظہ کیا ہو یا نہ کیا ہو واللہ اعلم اور یہہ
ماخوذ ہے قول سے اللہ تعالی کے اتتك آیاتنا فنسیتها وكذلك الیوم
تنسی ۔ ایسا ہی ذکر کئے ملا علی قاری نے مشکوۃ میں قرات کے

وقت اگر نام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سُننے تو اوس پر صلوٰۃ وتسلیم واجب نہیں کیونکہ قرارت قرآن بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے یہ افضل ہے آپ کی تعظیم بہ صلوٰۃ وتسلیم سے پھر اگر قرارت سے فارغ ہوا اور آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرے تو اچھا ہے اگر نہ کرے تو گناہ نہیں ایسا ہی قاضی خان میں ہے انتہیٰ ایسا ہی جواب سلام بھی قاری پر واجب نہیں ہی جسطرح فقہا نے ذکر کیے ہیں

قرآن کو غیر سے سماعت کرنا من خزینۃ الاسرار

امام بخاری انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی ابن کعب کو فرمائے کہ خدا نے مجھکو حکم کیا کہ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ تم پر پڑھوں کہے ابی ابن کعب نے کیا خدا نے آپ کے روبرو میرا نام لیا ہے آپ نے فرمایا ہاں پس شدت خوشی سے ابی ابن کعب کے دونوں چشم جاری ہو گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ ابن مسعود کو فرمائے کہ قرآن پڑھو کہ میں چاہتا ہوں اپنے غیر سے قرآن سنوں اونہوں نے سورۂ نسار قرأت کیے یہانتک اس آیت تک پہونچے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید الخ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک جاری ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابو موسیٰ اشعری سے قرآن سنتے یہاں تک نماز کا وقت متوسط ہو جاتا تو وہ کہتا اے امیر المومنین نماز کا وقت ہے تو آپ فرماتے کہ میں نماز میں ہی ہوں اور حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک آیت قرآن کی سُنے تو اوس کیلئے قیامت میں نور ہوگا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمائے کہ دعا کرنیوالا اور آمین کہنے والا اجر میں شریک ہے اور قاری قرآن اور سننے والا اجر میں شریک ہے معلم اور متعلم اجر میں شریک ہے ایسا ہی جامع صغیر میں ہے اور فرض ہے سنا قرآن کا جس وقت کہ قرات کیا جائے بنا کرتے قول اللہ تعالیٰ کے و اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ و انصتوا پس نماز میں مقتدی کے لئے تو فرض ہی ہے ۔ مگر خارج نماز ۔ پس اکثر علماء اوپر استحباب استماع قرآن کے ہیں قاری قرآن کے لئے ایک اور سننے والے کے لئے دو اجر ہیں ایک سننے کا دوسرا خاموش رہنے کا اگر قاریِ قرآن تجوید وغیرہ میں خطا اور غلطی کرتا ہے تو سامع پر واجب ہے کہ اوس کو منع کرے اگر اپنے منع کو مؤثر جانے ورنہ اوس مجلس سے اوٹھ جائے اگر بلا ضرورت ہو تو بہ سبب قول اللہ تعالیٰ کے فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین ۔

فضیلت قرآن اور قرأت قرآن

(۵)

ترمذی اور دارمی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث قدسی روایت کرتے ہیں کہ خدا نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو قراتِ قرآن مجھسے دعا اور سوال کرنے اور میرے ذکر سے باز رکھتی ہے تو میں اوسکو اوسقدر دونگا کہ مجھ سے سوال کرنے والوں سے زیادہ ہو اور فضیلت

کلام اللہ کی سب کلام پر مثل فضیلت خدا کے تمام مخلوق پر ایسا مصابیح میں
ہے روایت کئے خطیب اور دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ
فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت تم میں
کا کوئی شخص چاہے کہ اپنے رب سے باتیں کرے تو قرآن پڑھے ایسا ہی
جامع صغیر میں ہے اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ قرآن سوائے
خدائے تعالےٰ کے سب چیز سے افضل ہے - پس جس نے قرآن
کی تعظیم کی اوس نے خدا کی تعظیم کیا اور جو قرآن کی تعظیم نہیں کیا تو وہ
خدا کے حق کو خفیف جانا اور مرتبہ قرآن کا خدا کے پاس مثل مرتبہ والد کے ہے
اوس کے ولد پر قرآن شفاعت کرنے والا ہے اور مقبول الشفاعت ہر
جو شخص کہ قرآن کو روبرو رکھا یعنی اوس پر عمل کیا تو قرآن اوس کو جنت
میں لے جاتا ہے اور جو شخص کہ قرآن کو پیچھے کیا یعنی اوس پر عمل نہیں کیا
تو اوسکو دوزخ میں لے جاتا ہے جو قرآن کے حامل ہیں وہ خدا کی
رحمت میں مستغرق ہیں اور لباس خدا کی رحمت کا پہنائے گئے ہیں جو
حاملین قرآن سے دشمنی رکھے وہ خدا سے دشمنی رکھا اور جو اون سے محبت
رکھا وہ خدا سے محبت رکھا اے حاملین قرآن خدا سے حیا کرو اور
تعظیم کرو اس کے کتاب کی وہ اپنی محبت کو زیادہ اور تم کو اپنے
مخلوق کا محبوب کریگا دفع کرتا ہے خدائے تعالےٰ قرآن کی تلاوت
کرنے والے سے برائی دنیا اور آخرت کی اور سماعت ایک آیت قرآن
کی بہتر ہے ناسپ . بھر سونے سے اور تلاوت کرنے والا ایک

آیت کا بہتر ہے اون چیزوں سے جو تحت السما ہیں اور قرآن میں ایک سورہ
بزرگ ہے پکارا جاتا ہے صاحب اوس کا یعنی یاد اور عمل کرنے والا
اوس کا شریف خدا کے پاس شفاعت کریگا اوس کا صاحب یعنی
یاد رکھنے والا یا عمل کرنے والا اون لوگوں کی جو زیادہ ہوں گے قوم
ربیعہ اور مضر سے وہ سورہ یس ہے ایسا ہی ذکر کیے اوس کو ملا علی قاری
نے مشکوٰۃ میں اور تفسیر قرطبی میں اور حدیث میں ہے کہ قرآن خدا کی
کتاب اور رسی دراز ہے آسمان سے زمین تک یعنی نور ممدود ہے
آسمان سے زمین تک اور کہا گیا ہے کہ قرآن سبب قوی ہے اور
بلانے والا ہے خدا کی طرف اوس شخص کے لئے جو اوس پر وثوق
کرے پس قرآن کے ساتھ تمسک کرے وہ شخص جو ارادہ کرے دور ہونیکا
وصول کی جائے سے اور توجہ کا طرف ارسرور کے اور مروی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جس مکان میں ایسی مجلس ہوتی ہے کہ اوس میں
خدا کی کتاب کی تلاوت ہوتی اور آپس میں اوس کا درس ہوتا ہے اوس
مجلس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اوس مجلس کو خدا کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے
اور خدا اون کو یاد کرتا ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں خدا کو
ایک کم سو بار خواب میں دیکھا پھر اپنے دل میں عزم کیا کہ اگر میں اب کے
بار دیکھوں تو خدا سے پوچھوں کہ اے رب جن چیزوں کے ساتھ
جو تیرے مقربین تجھ سے نزدیک ہوے ہیں اون چیزوں میں سے
افضل کونسی چیز ہے۔ پس میں خدا کو دیکھا اور وہی سوال کیا خدا نے فرمایا

کہ وہ چیز جس سے مجھ سے نزدیک ہوتے ہیں اون سب میں افضل قرآن ہے پس میں نے کہا کہ میرے رب سمجھ کر پڑھیں یا خواہ بغیر سمجھ کے پڑھیں خدا نے فرمایا کہ خواہ سمجھ کے پڑھیں خواہ بے سمجھے پڑھیں انتہی۔ جب کہ قرآن بہترین جلیس ہے تو بس چاہیئے کہ قرآن کے ساتھ اکمل حالات میں صحبت رکھے تاکہ بباعث ترک ادب کے تجھکو ضرر نہ پہونچے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ بعض تلاوت کرنے والے قرآن کے ایسے ہیں کہ قرآن اون کو لعنت کرتا ہے یعنی بسبب سوء ادب اون کے اور مروی ہے قتادہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ہمنشیں ہوا کوئی شخص قرآن کے ساتھ مگر جب اوٹھا تو یا فائدہ حاصل کیا یعنی اگر آداب بجالایا یا نقصان حاصل کیا اگر آداب نہ کیا ایسا ہی ذکر کیئے اوس کو میری نے شرح شاطبی میں مروی ہے معاذ رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو شخص چاہے حیات اہل سعادت اور موت شہدا کی اور نجات روز قیامت اور سایہ گرمی سے قیامت کے دن اور ہدایت گمراہی سے پس وہ مداومت کرے تلاوت قرآن پہ پس وہ کلام رحمان ہے اور قلعہ مستحکم ہے شیطان سے اور بوجھ نیکی کا ہے میزان اعمال میں اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کہ جو شخص کہ قرآن سیکھے اور قرآن کو لٹکا دے یعنی تلاوت نکرے اور نہ قرآن میں نظر کرے تو وہ خدا کے روبرو آویگا اور قرآن لٹکا ہوا ہوگا جس کو قرارت نہیں کیا تھا کہیگا کہ اے رب تیرا بندہ مجھکو چھوڑ دیا تو فیما بین

میرے اور اوس کے فیصلہ کرا اور مروی ہے امیر المومنین
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ جس وقت بندۂ مومن اٹھکر
شب کو مسواک اور وضو سے نماز میں قراءت قرآن
کرتا ہے تو فرشتہ اپنا منھ قاری کے منھ پر رکھدیتا
ہے اور کہتا ہے کہ تلاوت کر تلاوت کرو دو بار کہ تو اچھا ہے
اور تیسرا یہ کہ وقت خوش ہے مسلم نے روایت کئے ابو امامہ رضی اللہ
عنہ سے اونہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا ہوں کہ آپ نے فرمائے کہ قرآن پڑھو کہ وہ شفیع ہوگا اپنے
پڑھنے والوں کا اور فرمائے علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ کوئی شفاعت کرنے والا
روز قیامت خدا کے پاس بڑے مرتبہ کا قرآن سے زیادہ نہوگا نہ نبی اور نہ
فرشتہ اور نہ سوائے اون کے ایک حرف قرآن کا بہتر ہے دنیا وما فیہا
سے ایسا ہی ہے مجالس مصری میں روایت کئے امام احمد نے حدیث معاذ
ابن انس رضی اللہ عنہما سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کہ جو شخص قرآن خدا کے راہ میں پڑھے تو وہ لکھا جائیگا
صدیقین اور شہدا اور صالحین سے جو اچھے رفیق ہیں ایسا ہی تفسیر اتقان
میں اور ساتھ سند متصل کے انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ وہ سنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ فرمائے کہ
جو شخص سو آیت قرآن کی ہر روز پڑھے تو قرآن اوس سے مخاصمت نہیں
کریگا اور جو شخص کہ پانسو آیات قرآن کی ہر روز پڑھے تو اوس کے لئے قنطار

کا ملیگا۔ سامعین نے کہے کہ قنطار کیا ہے تو راوی نے کہا کہ بارہ ہزار
ایسا ہی تفسیر معالم التنزیل میں اور شیخ زادہ سورہ مزمل کی تفسیر میں اور طیبی
تفسیر اس فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ (قرآن مخاصمت
نکریگا) یوں کرتے ہیں کہ قرارت قرآن کی لازم اور واجب ہے ہر انسان
پر۔ پس جسوقت کہ قرآن کی قرارت کوئی شخص نکرے تو خدا اوس شخص سے
بباعث نکرنے قرارت قرآن کے مخاصمت کریگا۔ پس اسناد مخاصمت
کی طرف قرآن کے مجاز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد
سے سمجھا جاتا ہے کہ واسطے خلاصی کے مخاصمت سے قرارت دوسو آیات
قرآن کی واجب ہے۔ ہر روز ایسا ہی تفسیر روح البیان میں ہے
اور روایت ہے سمرہ بن جندب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ ہر مودّب اور معلم کی ضیافت ضرور ہے اور خدا کی ضیافت قرآن
ہے۔ پس اوس کو مت چھوڑو یعنی عادت یہ ہے کہ ہر ایک اپنے معلّم کی
ضیافت ضرور کرتے ہیں اور خدا جو ہم کو دین کی تعلیم کیا فرمایا وعلّم
آدم الاسمآء کلّھا اور فرمایا الرحمٰن علم القرآن پس خدا کی
ضیافت ہم پر ضروری ہے۔ پس خدا کی ضیافت یہ ہے کہ ہم تلاوت
قرآن کریں یعنی جیسا کہ کوئی شخص اوس کی ضیافت کرنے سے خوش
ہوتا ہے ویسا ہی خدا قرآن کی تلاوت سے خوش ہوتا ہے۔ پس
ہمکو چاہیئے کہ قرآن کی تلاوت کریں۔ ایسا ہی تفسیر اتقان میں آیا ہے
اور حدیث میں ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور خیال کرے کہ کوئی شخص

اوس سے زیادہ نعمت دیا گیا ہے پس اوس نے چھوٹی چیزوں کو بڑی چیز اور بڑی چیز کو چھوٹی چیز سمجھا ایسا ہی تفسیر جعبری میں ہے۔ جان تو کہ قرآن مظہر ہے اسم الہادی کا وہ خدا کی خاموش کتاب ہے اور نبی علیہ الصلواۃ والسلام خدا کی کتاب ناطق ہیں۔ خدا نے فرمایا وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور ایسا ہی وارث آپ کے جو کاملین ہیں اور دلالت آیات قرآنی اور اشارات اوس کے نفع دیتے ہیں اون لوگوں کو جو قرآن پر عمل کرتے ہیں کہ قرآن نہیں چھوڑا ہے کوئی امر کو دنیا اور آخرت سے یا بطریق اجمال کے بیان ہے یا بطریق تفصیل کے اوس میں ان امور کا بیان ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی شئے کی قرات کا ارادہ کرو تو قرات قرآن کرو کہ اوس میں علم اولین و آخرین ہے اور فرمائے علیہ الصلواۃ والسلام نے جو شخص کہ وقت ختم قرآن کے حاضر ہو تو وہ شخص وقت غنیمت تقسیم ہونے کے حاضر ہوا یعنی فوائد کثیر سے وہ محروم نہیں ہے اور جو شخص کے وقت شروع کرنے قرآن کے حاضر ہوا تو وہ شخص گویا خدا کی راہ میں جہاد کی فتح میں حاضر ہوا یعنی ثواب کثیر حاصل کیا پس حاضر ہونا بوقت شروع کرنے تلاوت قرآن کے اور بوقت ختم اُس کے جامع ہے۔ ان دو فضیلتوں کا اور ذلیل کرنا ہے شیطان کو اور روایت ہے بعض اخیار سے جو اہل تلاوت قرآن تھے کہ جب اُن کی وفات کا وقت آیا اور لوگ ان کو کلمہ طیب کی تلقین کرتے وہ یہ آیت قرارت کرتے

بسم اللہ الرحمن الرحیم طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ الیٰ اخرہٖ آخر اسی پر
اون کا انتقال ہوا پس ظاہر ہوئی یہ بات کہ انسان ایسی حالت پر
مرتا ہے جس حالت میں اوس کا دل مشغول رہتا ہے اور ایک
شخص گھانس بیچتا تھا اور خدا کی ذکر سے غافل تھا جس وقت موت
حاضر ہوئی تو وہ کہتا تھا کہ ایک پولہ گھانس کا ایک پیسہ کو معاذ اللہ
ایسا ہی تفسیر روح البیان میں ہے اور حدیث قدسی میں ہے۔
کہ خدا فرمایا ہے کہ اگر میں بندوں پر عذاب کا ارادہ کروں تو تم اون
لوگوں کیطرف نظر کرو جو کہ مساجد کو آباد کرتے ہیں اور قرآن کے
ہم صحبت ہیں اور مسلمانوں کے لڑکوں کی طرف پس میرا غضب سکون
پاوے گا۔

روایت کیے امام احمد اور سوائے اُن کے عقبہ ابن عامر
رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ آپ نے فرمائے کہ اگر قرآن چرم بے دباغت میں ہو تو اوس کو
آتش نہیں کھائے گی ابو عبیدہ نے کہے کہ مراد چرم بے دباغت
سے مومن کا قلب اور اوس کا شکم ہے جو قرآن کو سمایا اور دوسروں
نے کہا کہ جو شخص قرآن کو یاد کرے اور جہنم میں جائے تو وہ خنزیر سے
بدتر ہے یعنے اوس شخص سے ایسی ہی کوئی بے ادبی قرآن کے ساتھ
سرزد ہوئی کہ باعث اوس کے داخل جہنم ہوا۔

اور روایت کئے امام بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

کہ تین شخص کو حساب قیامت میں کرب نہ ہوگا اور نہ وہ صیحۂ قیامت سے گھبراویں گے اور نہ اون کو حزن فزع اکبر ہوگا ایک اُن میں حاملین قرآن ہیں کہ وہ خدا کے روبرو سید شریف ہوں گے یہاں تک کہ وہ رفیق ہوں گے مرسلین کے دوسرا عبد مملوک جو اپنے سید اور خدا کا حق ادا کیا تیسرا وہ شخص جو بغیر اجرت کے اذان دیا۔ اور ساتھ سند متصل کے ابن عباس اور ضحاک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ اشرف میری امت کے حاملین قرآن ہیں ایسا ہی نشر میں ہے اور روایت کئے دیلمی نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ حاملین قرآن قیامت کے روز اوس سایہ میں ہوں گے کہ اوس کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا یعنے سایہ عرش۔ اور روایت کئے فردوس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فضیلت حاملین قرآن کی اُن لوگوں پر جو حاملین قرآن نہیں ہیں مانند فضیلت خالق کے ہے مخلوق پر اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ جس وقت قیامت کا روز ہوگا تو نور کے منبر رکھے جائیں گے اون منبر کو طوق بھی نور کا ہوگا اور ہر منبر کے پاس ایک اونٹنی جنت کے ناقوں سے ہوگی پس ندا کرے گا ندا کرنے والا کہ کہاں ہیں حاملین کتاب اللہ بیٹھو۔ اون منبروں پر کہ تم پر کچھ خوف اور حزن نہیں ہے یہاں تک کہ خدا بندوں کے

حساب سے فارغ ہوگا تو اوسی ناقوں پر سوار ہو کر جنت کی طرف جائیں گے
کذا فی روح البیان۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آسمان نے زمین پر فخر کیا کہ میں تجھ سے افضل ہوں کہ مجھ میں عرش کرسی لوح وقلم اور جنتیں اور شمس وقمر اور نجوم ہیں اور مجھ سے ارزاق مخلوقات کے اترتے ہیں۔ اور مجھ میں رحمت الٰہی ہے اور میری طرف اعمال مخلوقات کے صعود کرتے ہیں زمین نے کہی آسمان کو کہ تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ میں انبیا ہیں اور اولیا ہیں اور بیت المقدس بھی پھر زمین نے کہی کہ کیا مجھ پر نہیں آمد ورفت رکھتے ہیں حاملین قرآن پس خدا نے فرمایا کہ اے زمین تو نے سچ کہی پس مومن پر واجب ہے کہ قرآن کے سیکھنے اور سکھانے اور قراءت کی طرف مشغول ہو اور اپنی اولاد کو تعلیم کرے ایسا ہی ہے مجالس مصری میں۔ اور فرمائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ خدا نے مجھ کو شب معراج فرمایا کہ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم اپنی امت کو حکم کرو کہ تین چیز کی تعظیم کریں والد کی اور عالم کی اور حاملِ قرآن کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو ڈراؤ کہ حاملانِ قرآن سے بغض رکھیں یا اون کی اہانت کریں پس میرا غصہ سخت ہوتا ہے اُن لوگوں پر جو کہ اون سے بغض رکھتے ہیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اہل قرآن میرے اہل ہیں میں نے اون کو تمھارے پاس دنیا میں اہل دنیا کے اکرام کے لئے رکھا ہوں اگر اُن کے سینوں میں قرآن محفوظ نہ ہوتا تو دنیا ہلاک ہو جاتی اور جو لوگ کہ دنیا میں ہیں وہ بھی

ہلاک ہو جاتے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاملان قرآن پر عذاب نہ ہو گا اور نہ حساب کئے جاینگے
قیامت کے روز اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاملان قرآن جسوقت مرتے ہیں میرے آسمان اور زمینیں اور میرے
فرشتے بھی اون پر روتے ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنتیں مشتاق ہیں ان تینوں کی طرف تم اور تمہارے
دوصاحب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور حاملین قرآن ایسا ہی موعظتہ الحسنہ میں
ہے اور روایت کئے بیہقی نے عائشہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے وہ روایت
کئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ جس گھر میں قرآن پڑہا جاتا ہے آسمان
والوں کو ایسا دکھتا ہے جیسا کہ ستارے زمین والوں کو دکھتے ہیں اور
روایت کئے بزاز نے انس رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کئے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کہ جس گھر میں قرآن پڑہا جاتا ہے اوس میں خیر کثیر ہوتا ہے
اور جس میں قرآن نہیں پڑہا جاتا اوس میں خیر قلیل ہوتا ہے روایت ہے
مسلم انصار رحمتہ اللہ علیہ سے کہ اونھوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص سے
سنا کہ میں ایک وقت کشتی میں بیٹھا تھا دریا میں ہم کو امواج نے ہر طرف سے
گھیر لیا پس لوگ گھبرائے اور فریاد مچائے پس ایک شخص اوس میں کا
مصحف شریف لے کر کھڑا ہوا اور آسمان کی جانب اپنا سر بلند کر کے کہا
کہ الٰہی تو ہم کو دریا میں غرق کرتا ہے اور ہمارے سات تیرا کلام ہے پس
موج دریا کو خدا کی قدرت سے تسکین ہوئی اس حکایت میں بشارت ہے
حاملِ قرآن کے لئے کہ وہ بفضلہ تعالیٰ غرق سے محفوظ رہے گا۔
انشاءاللہ تعالیٰ ایسا ہی احیاء العلوم میں ہے۔ اور روایت ہے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمائے کہ نہیں جمع ہوئی قوم کسی خانۂ خدا میں

کہ تلاوت کئے خدا کی کتاب کو اور درس باہم دیئے اوس کا مگر نازل ہوتی ہے
اُن پر رحمت اور ڈھاپ لیتی ہے اون کو سکینت اور سایہ کرتے ہیں اون پر
فرشتے اپنے پروں سے اور اون کے لئے مغفرت چاہتے ہیں جب تک
کہ وہ دوسری باتوں کی جانب متوجہ ہوں مؤلف کہتا ہے کہ اس حدیث
سے ثابت ہوا کہ ایک جائے جمع ہو کر قرآن کو تلاوت کرنا مستحب ہے
اور رد ہے اون لوگوں کا جو بدعت کہتے ہیں۔

روایت کئے ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمائے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قاری قرآن کے عقل میں نقصان بباعث
کبر سن وغیرہ کے نہ ہوگا ایسا ہی فتاوی میں ہے۔ اور روایت ہے امیرالمومنین
علی رضی اللہ عنہ سے اونہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔
کہ جو شخص قرآن شریف کو حفظ اور اوس کے حلال وحرام پر عمل کیا تو خدا
اوس کو بسبب اوس کے جنت میں داخل کرے گا اور اوس کے گھر کے
دس شخصوں کے باب میں اوس کی شفاعت قبول کرے گا جو سب مستحق جہنم
کے ہوں گے ایسا ہے تفسیر اتقان میں ہے اور ساتھ سند متصل کے
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمائے کہ جو شخص ایک ثلث قرآن یاد کرے اور اوس پر عمل کرے پس
وہ ثلث علم نبوت کو حاصل کیا اور جو شخص نصف قرآن یاد کرے اور اوس پر
عمل کرے تو وہ نصف علم نبوت کو حاصل کیا اور جو شخص کہ کل قرآن یاد کرے
اور اوس پر عمل کرے تو اوس نے کل علم نبوت کو حاصل کیا ایسا ہی تفسیر

قرطبی میں ہے۔

روایت کیئے ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایک حرف خدا کی کتاب کا یاد کرے تو اوس کے لئے بسبب اوس کے ایک نیکی ہے اور وہ ایک نیکی مقابل دس نیکیوں کے ہے میں نہیں کہتا ہوں کہ الم حرف ہے بلکہ الف حرف ہے اور لام حرف ہے اور میم حرف ہے اور روایت کیئے طبرانی نے امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ قرآن میں دس لاکھ اور ستائیس حرف ہیں جو شخص اوس کو قرارت کرے بہ نیت ثواب صبر کرنے والے کے تو اوس کے لئے بمقابل ایک حرف کے ایک زوجہ ہوگی حور عین سے اور روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ جو شخص قرآن کو کھڑا ہو کر نماز میں پڑھے تو اوس کے لئے بدلہ میں ہر حرف کے سو نیکیاں ہیں اور جو شخص قرآن کو خارج نماز باوضو تلاوت کرے اوس کے لئے پچیس نیکیاں ہیں اور جو شخص کہ بغیر وضو تلاوت کرے اس کے لئے دس نیکیاں ہیں ابوہریرہؓ کو لوگوں نے کہا کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنے ہو کہ خدا ایک نیکی کا بدلہ دس لاکھ نیکیاں دیتا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوں کہ خدا ایک نیکی کا بدلہ بیس لاکھ نیکیاں دیتا ہے اپنے فضل و کرم سے۔ کذا فی تذکرۃ القرطبی

روایت کیئے طبرانی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمائے رسول اللہ صلعم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم خدا کے پاس جب آؤ گے یعنے بعد مرنے کے اور اپنے ساتھ جو حسنات لے جاؤ گے تو منزل من اللہ یعنے قرآن شریف سے خدا کے پاس کوئی چیز افضل نہو گی۔

روایت کیے حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ صاحب قرآن قیامت کے روز آئیگا۔ پس کہے گا قرآن کہ اے پروردگار اوسکو خلعت پہنا۔ پس خدا صاحب قرآن کو تاج کرامت پہنائیگا۔ پھر قرآن کہیگا کہ اے رب زیادہ کر یعنے اوس سے راضی ہو پس خدا تعالے اوس سے راضی ہو گا۔ پس صاحب قرآن کو کہا جائیگا کہ قراءت کرو اور ترقی درجات کرو اور زیادہ کی جائیگی۔ ساتھ ہر ایک آیت کے ایک نیکی بخاری اور مسلم نے اس قدر روایت میں زیادہ کیے کہ صاحب قرآن قراءت کریگا یہانتک کہ جب درجات انتہا کو پہنچیں گے تو وہ جنت میں داخل ہو گا پھر صاحب قرآن کو کہا جائیگا کہ اپنے دست راست میں پکڑ تو وہ دست راست میں پکڑیگا۔ پھر کہا جائیگا کہ دست چپ میں اپنے پکڑ پھر وہ اپنے دست چپ میں پکڑیگا۔ پھر اوسکو کہا جائیگا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کیا پکڑے ہو وہ کہیں گے کہ نہیں پھر اوس کو کہا جائیگا کہ جنت خلد کو پکڑے ہو۔

مروی ہے معاذ بن جبل سے وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمائے کہ قیامت کے روز صاحب قرآن بلائے جائیں گے پس ہر ایک کو اون سے ایک ایک تاج پہنایا جائیگا کہ ہر ایک تاج کو ستر ہزار رکن ہوں گے اور ہر ایک رکن میں ایک ایک سرخ یاقوت

ہوگا کہ وہ دن راست کی مسافت سے چمکتا ہوا نظر آویگا پھر اوس کو
کہا جاویگا کہ تم خوش ہوئے وہ کہیگا کہ ہاں اے پروردگار پس دو فرشتے جو اوسکے
ہمراہ رہتے تھے یعنے کراماً کاتبین کہیں گے کہ اے پروردگار اور زیادہ اوس پر
انعام کر پس خدا اہل قرآن کے لئے فرمائیگا کہ اوس کو خلعت کرامت کی پہناؤ
پس وہ خلعت کرامت پہنایا جائیگا۔ پھر خدا اوسکو فرمائیگا کہ خوش ہو وہ کہیگا
کہ ہاں پھر ملائکہ کراماً کاتبین کہیں گے کہ اے پروردگار زیادہ انعام کر پس
فرمائیگا خدا اہل قرآن کو کہ تم اپنے دست راست کو دراز کرو وہ دست راست
کو دراز کرینگے۔ پس پر ہوگا دست راست اون کا خدا کے رضوان سے اور خدا
فرمائیگا کہ تم اپنے دست چپ کو دراز کرو پس بھر دیگا خدا خلد سے پھر کہا جائیگا
صاحب قرآن کو کہ خوش ہوئے تم پس وہ کہیں گے کہ ہاں پھر کراماً کاتبین
خدا سے عرض کرینگے کہ اے پروردگار زیادہ کر پس خدا فرمائے گا کہ میں نے
اوس کو اپنا رضوان اور خلد عنایت فرمایا پھر اوسکو نور دیا جائیگا مثل آفتاب کے
اور ستر ہزار فرشتے اوسکو جنت تک پہنچائیں گے پھر خدا فرمائیگا کہ اوس کو جنت
تک پہنچاؤ اور اوسکو ہر حرف قرآن کے ساتھ ایک نیکی دو اور ہر نیکی کے
ساتھ ایک درجہ دو کہ دو درجوں کے درمیان مسافت سو سال کی ہو پھر
کہا جائیگا کہ صاحب قرآن کے لئے جنت میں کہ قرآن کی
آہستگی کے ساتھ باداے حروف تلاوت کرو اور درجات پر چڑھو جیسا کہ
باداے حروف آہستگی کے سات دنیا میں تلاوت کرتے تھے
پس تحقیق کہ تمہاری منزل نزدیک آخر حروف کے ہے جو

تم قرأت کروگے۔ فرمائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کہ وہ تاختم قرآن قرأت کرتا ہوا چڑھیگا طرف ایک غرفہ کے
مروارید سے کہ اس کے ستر ہزار دروازے سونے کے ہوں گے اور اومیں
بہت سے میوے اور نہریں ہوں گے اور اوس جنت میں اوس کے
خادمین اور ازواج رہیں گے اور اس میں وہ نعمتیں ہوں گی کہ کسی آنکھ
نے نہیں دیکھی نہ کسی کان نے سُنا اور نہ اُس کا خطرہ کسی انسان کے
دل پر گذرا اور استقبال کریں گے اوس کے پہلے دروازہ سے ستر ہزار
فرشتے کہ کوئی شخص نے اون سے خوبصورت نہیں دیکھا اور نہ اون سے
خوشبودار زیادہ اور ہر فرشتے کے ہاتھ میں خدا کی طرف سے ہدیہ ہوگا
اور ہر فرشتہ کہیگا سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار
یہ ہدیہ ہے پروردگار نے تمہارے طرف سلام بھیجا ہے اور تم کو سلام کہا ہے
پھر آئیں گے فرشتے دوسرے دروازہ سے دولاکھ اور ساتھ ہر فرشتے کے ہدیہ
خدا کا ہوگا اور جیسا کہ پہلے فرشتے کہے تھے یہ فرشتہ بھی کہیں گے پھر تیسرے
دروازہ سے دولاکھ فرشتے اوّل دروازہ سے مضاعف داخل ہوتے
جائیں گے پھر اوس صاحب قرآن کے والدین لائے جائیں گے۔ پس
اون سے بھی وہ معاملہ کیا جائیگا جو اون صاحب قرآن سے معاملہ کیا گیا
واسطے اعزاز و اکرام صاحب قرآن کے پھر صاحب قرآن کے والدین
کہیں گے کہ ایسا اعزاز و اکرام ہمارا کہاں سے ہوا تو اون کو کہا جائے گا
کہ بسبب تعلیم تمہارے اپنے فرزند کو قرآن شریف ایسا ہے

روضۃ العلماء میں آور حدیث میں وارد ہوا کہ درجات جنت کے موافق شمار آیات قرآن کے ہیں اور علماء کا اجماع ہے اس پر کہ قرآن میں چھ ہزار آیات ہیں اس سے زیادہ میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہے کہ زیادہ چھ ہزار سے دوسو چار آیات ہیں بعضوں نے کہا کہ چودہ آیات ہیں بعضوں نے کہا کہ اُنیس ۱۹ آیات ہیں اور بعضوں نے کہے کہ پچیس ۲۵ آیات ہیں اور بعضوں نے کہے کہ چھتیس ۳۶ آیات ہیں اور قرآن کی تلاوت کی کثرت منصوص ہے جو صاحب قرآن شب و روز تلاوت کرتا رہا تو قرآن کو یاد کیا اگر کیا نہیں تو قرآن کو بھولا اور بخاری وغیرہ نے روایت کئے کہ جو شخص کہ قرآن کی قرات کرے اور قبل اوس کے یاد کرنے کے مرجائے تو اوس کی قبر میں فرشتہ آتا ہے اور اُس کو قرآن کی تعلیم کرتا ہے پھر وہ حشر کے روز ملاقات کریگا اوس حالت میں کہ قرآن اوسکو یاد ہوگا۔

شمار اون صحابہ رضی اللہ عنہم کا جو عہد نبوی میں کاتبانِ وحی تھے من خزینۃ الاسرار

کاتبانِ وحی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ستائیس ۲۷ مشہور رہیں لیکن سہوِ کاتب سے شاید دو شخص رہ گئے پچیس ۲۵ لکھے ہوئے ہیں۔ سیدنا ۱ ابوبکر

سیدنا عمر و سیدنا عثمانؓ و سیدنا علیؓ و سیدنا زبیر و سیدنا عامر بن فہرہ و ساداتنا خالد و ابان ابنا سعید بن العاص و عبد اللہ بن الارقم و حنظلۃ بن الربیع و ابی ابن کعب و ثابت بن قیس ابن شماس و شرجیل ابن حسنۃ و المغیرۃ بن شعبۃ و عبد اللہ ابن زید و جہیم بن الصامت و خالد ابن الولید و العلاءٔ بن الحضرمی و عمر ابن العاص و عبد اللہ بن رواحۃ و محمد ابن مسلمۃ و بریدۃ ابن حبیب و عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی معیقیب بن ابی فاطمۃ و زید بن ثابت و معاویہ ابن ابی سفیان اور یہ دو آخر صحابہؓ کاتبین وحی میں کتابت و حی و لزوم کے سات کرتے بعد فتح مکہ کے بعضوں نے کہا کہ کاتبان وحی بیالیس صحابہ تھے رضی اللہ عنہم۔

مسائل متعلقہ درباب اخذ اجرت بہ تعلیم قرآن و امامت و اذان

عبادات میں اجرت لینے سے سخت وعید احادیث میں وارد ہے اما مت پر اور اذان پر اجرت لینا تو نہ عہد نبوت میں تھا اور نہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے خلافت میں تھا بلکہ بیت المال کے مصارف منتظم تھے بیت المال سے بقدر ضرورت مسلمین کی اعانت ہوتی تھی بیت المال کا انتظام

خراب ہونیکی وجہ سے فقہانے اخذ اُجرت امامت واذان کے جواز پر فتوے دئے اور فرمائے یہ اُجرت عبادت پر نہیں ہے بلکہ یہ اجرت حقِ حبس ہے جو مومن ایک جاے امامت اور اذان پر اپنے کو روکتا ہے۔

لیکن قرارت قران پر اخذ اجرت بعض احادیث صحاح میں آیا ہے کہ بعض صحابہ نے بچھو کاٹے ہوے پر سورۂ فاتحہ پڑھکر اوس سے بکریاں لئے اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوسکو جائز رکھے یہ محمول ہے اوس حالت پر کہ جب آدمی فقیر ہو اجرت لینا اوس کو جائز ہے۔ اب میں فقہا کے اقوال اس بابت میں نقل کرتا ہوں۔

خزینۃ الاسرار میں لکھا ہے وفی رسالۃ تلویح الارب لذوی القرب للشرنبلالی لایجوز الاستیجار علی الطاعات لتعظیم القران والفقہ والامامۃ والاذان والتذکر والحج والغزو یعنی لایجب الاجر وعند اھل المدینۃ یجوز وبہ اخذ الشافعی ونصر وعصام وابوالیث رحمھم اللہ کذا فی الخلاصۃ وکذا قیل یجوز للامام والموذن وامثالھما اخذ الاجرۃ وبیع المصحف لانہ لیس بیع القران بل ھو بیع الورق وعمل ایدی الکاتب وقالوا فی زماننا تغیر الجواب فی بعض المسائل لتغیر الزمان وخوف اندراس العلم والدین لفتور الرغبات و لعدم الحظ من بیت المال کذا فی تفسیر روح البیان فی تفسیر قولہ ولاتشتروا بایاتی ثمنا قلیلا

وایضاً فی خزینۃ الاسرار والمختار جواز الاستیجار علی قرأۃ القرآن علی القبور مدۃً معلومۃً کذا فی الطحطاوی حاشیۃ رد المحتار فی باب اجارۃ الفاسدۃ وفی بستان لابی اللیث رحمۃ اللہ علیہ التعلیم علی ثلاثۃ اوجہ احدھا للحسبۃ ولا یاخذ بہ عوضا والثانی ان یعلم بالاجر والثالث ان یعلم بغیر شرط فاذا اھدی الیہ قبلہ فالاول ماجور وعلیہ عمل الانبیاء علیھم السلام والثانی مختلف فیہ والارجح الجواز والثالث جائز اجماعا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان معلماً للخلق ویقبل الھدایا وقیل لا یجوز مطلقا وعلیہ ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ بحدیث ابی داؤد عن عبادۃ ابن الصامت رضی اللہ عنہ انہ علّم رجلا من اھل الصفۃ القرآن فاھدی لہ قوسا فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سرّک ان تطوق بھا طوقا من نار فاقبلھا کذا فی الاتقان للامام السیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔

فوائد محبت اولیاء اللہ کے ساتھ رکھنے میں

اصل اس باب میں وہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ افضل اعمال محبّت خدا کے واسطے رکھنا پس اولیاء اللہ سے بھی محبّت
خدا کے واسطے ہے کہ وہ دوستان خدا ہے دوسرے حدیث میں آیا ہے کہ
ایک صحابی نے عرض کئے کہ میرے پاس کوئی عمل نہیں ہے مگر یہ کہ میں خدا اور
اوس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے
کہ مرد اوس کے ساتھ ہوگا جسکو وہ دوست رکھا۔ پس جو شخص کہ مقربانِ
الٰہی انبیاء علیہم السّلام اور اولیاء اللہ کو دوست رکھے وہ اون کے ساتھ
ہوگا اگرچہ اون کا عمل عبادات میں اون کے برابر نہ کرے۔ پس یہ اونکے
ساتھ جس قدر محبت رکھیگا اوس قدر بڑا فائدہ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اپنے دعا میں فرمائے اے خدا مجھے اپنی محبّت عطا کر اور اون
لوگوں کے محبّت عطا کر جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور مشکوٰۃ میں روایت
ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم حال اہل دوزخ کا بیان فرمارہے تھے کہ جب اون کے پاس ایک
اہل جنت گذر کریگا تو ایک اہل دوزخ سے اون کو کہیگا کہ اے شخص تم مجھکو
جانتے نہیں ہو میں وہ ہوں کہ تمکو پانی پلایا ہوں اور دوسرا یہ کہیگا کہ میں وہ
ہوں کہ تمکو پانی وضو کا دیا تھا پس اہل جنت اون کی شفاعت کرینگے اور
وہ اہل دوزخ جنت میں داخل ہوگا کہے علّامہ شعرانی نے بکر بن عبد اللہ مزنی
سے رحمۃ اللہ علیہ طبقات میں کہ جس عمل پر کہ مجھکو بخشائش الٰہی کا وثوق زیادہ ہے
وہ عمل ہے جو میری محبت صالحین سے ہے۔ ایضاً طبقات میں ابو الفوارس
رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ نہیں عبادت کیا کوئی عبادت کرنے والا اکثر اوس سے

جو محبت اولیاء اللہ کے ساتھ رکھتا ہی جو شخص کہ اولیاء اللہ سے محبت رکھا تو وہ
خدا سے محبت رکھا۔

ایضاً طبقات میں ترجمۂ سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ میں ہی کہ آپ
مجذوبین کی خدمت کرتے اور اون کے سر کی جوؤں کو نکالتے اور فرماتے
کہ ایسے لوگوں کی خدمت نہ صرف مستحب ہے بلکہ واجب ہے۔

ایضاً طبقات میں وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ ٹھہرے رہو تم
نزدیک فقراء کے اون کے لئے قیامت میں دولت ہے۔ کواکب ظاہرہ میں
افتخار الاذکیاء شیخ ابو المواہب شاذلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ بعض
اولیاء اللہ ملقب بہ اخلاہیں یہ خدمت خدا کی جانب سے مقرر ہے۔
جو لوگ کہ اولیاء اللہ سے محبت رکھیں اون کو اولیاء اللہ میں لکھدیتے ہیں
ایضاً طبقات میں شمس الدین حنفی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ کہ تم
لازم کرو اپنے پر صحبتِ فقراء اگر اون سے کچھ بھی نہ ہو تو اس قدر تو ہوگا کہ
وہ تمھاری دستگیری قیامت میں کریں گے اور وہ اپنے اصحاب کا بار
مصائب و ہموم واخزان دارِ دنیا میں اُٹھاتے ہیں اور جو اون کے
پاس آتا ہے انعام و اکرام عالمِ برزخ میں پاتا ہے اور بھی آپ فرماتے ہیں
اعتراض نہ کرنا اولیاء اللہ کے قول پر طریقۂ اسلم ہے اور اولیاء اللہ کے
حق میں اعتقاد رکھنے کو غنیمت سمجھیں کہ بہت سے فقیر اون کی صحبت میں
غنی ہوئے اور شکستہ حال درست حال اور کم مرتبہ لوگ بلند مرتبہ
ہوگئے اور مظالم عباد اون کے باعث سے اُٹھ گئے اور انہی کے حق میں یہ

حدیث وارد ہے بھم ترزقون وبھم تمطرون وترحمون۔
کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ وارد ہے کہ حق تعالیٰ گروہ اولیاء اللہ کو
کھڑا کرے گا اور فرمائے گا کہ اے میرے اولیاء میں دنیا کو تم سے اس واسطے
نہیں لپیٹ لیا کہ تم میرے پاس ذلیل ہو بلکہ اس لئے کہ تم اپنا حصہ پورا حاصل
کرو میرے نزدیک تم جاؤ اور صفوں کو چیرو پس جو شخص کہ میرے سبب سے
تم پر سلام کرے یا میرے باعث سے تم سے معرفت رکھے یا میرے سبب
سے تم کو کھلاوے یا میرے سبب سے تم کو پہناوے پس اوس کا ہاتھ
پکڑو اور جنت میں داخل کرو پس وہ آئیں گے میدانِ حشر میں فخر کرتے
ہوئے پس اہل محشر کہیں گے کہ اے رب ہمارے اون کا یہ کیا مرتبہ ہے
جو ہم کو نہیں حاصل ہے پس پروردگار فرمائے گا کہ تم دنیا میں ایک بار
مرے اور اون میں کا ایک ایک شخص ایک روز میں ستر بار مرتا تھا اور کہے
علامہ محقق سید شریف عبداللہ الحسینی نے کہ میں مجاور مکہ معظمہ کا تھا اور فتوحات مکیہ
کو مطالعہ کرتا تھا۔ جو شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہٗ کی ہے۔ اور
بہت لوگ میرے اصحاب علماء بسبب میرے مطالعہ کے اوس کتاب کو
مجھ پر اعتراض کرتے اور ایک شب میں بعد طواف مقام ابراہیم علیہ السلام
میں آیا اور دو رکعت نماز ادا کیا اور اوسی جائے سو گیا پس دیکھا میں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باب صفا میں پس میں آپ کے پاس
حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ نے جواب سلام میں فرمائے السلام
علینا وعلیٰ عبادہ الصالحین پھر میں نے عرض کیا کہ آپ

ابن عربی کے کلام کے باب میں کیا فرماتے ہیں کیا وہ کلام حق ہے یا نہیں۔ تو آپ نے فرمائے کہ جو شخص اون کا کلام سمجھے اوس کے واسطے حق ہے پھر آپ نے فرمائے کہ جمیع اولیاء کے کلام فروع ہیں اون اصول کے کہ جن کو میں نے اولیاء اللہ کے لئے مقرر کر دیا ہوں کیا تم اس بات کو نہیں جانتے ہو میں نے عرض کیا کہ تھوڑا جانتا ہوں لیکن بعض لوگ ابن عربی پر انکار کرتے ہیں میں اس امر سے آپ سے پوچھنا چاہا اون مواضع سے کہ جن میں وہ لوگ انکار کرتے ہیں آپ نے فرمائے کہ جو لوگ انکار کرتے ہیں تو وہ لوگ من وجہٍ معذور ہیں۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون مواضع میں پوچھنے کا مجھہ کو اذن نہیں دئے اور کسی شخص نے مجھہ کو کہا کہ دعا کو غنیمت سمجھو۔ پس میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے دعا فرمائیے آپ نے فرمائے کہ خدا تم کو طریق حق پر ثابت رکھے پھر میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے اقدام مبارک کو بوسہ دوں پس آپ نے میرے سر کو پکڑے اور سینہ کھڑا کر دیئے پس میں بیدار ہو گیا اوس حالت میں کہ میں کھڑا ہوں انتہیٰ۔ کہے قطب بونی نے کہ جو کلام اون کا ہماری فہم میں آوے یعنے ہم کو معلوم ہو کہ راہ موافق شرع شریف کے ہے وہ اچھا ہے اور جس کلام کا سمجھنا ہم پر مشکل ہو کہ یہہ موافق شرع شریف ہے یا نہیں اوس کو خدا کی طرف ہم تفویض کر دیں کہ ہم مکلّف اس امر کے نہیں ہیں کہ اون کے کلام کو بیان کریں اور نہ ہم مکلّف اس امر کے ہیں کہ اون کے کلام کی اتباع کریں اور نہ ہم مکلّف اس امر کے ہیں

کہ اون کے کلام کو سمجھیں۔

بعض محققین نے اپنی بعض تصنیفات میں لکھے ہیں کہ ایک وقت دو شیخ کامل عارف امام محقق ربانی ایک جائے میں جمع ہوئے ایک شیخ شہاب الدین سہروردی دوسرے شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہما پھر بغیر کلام کے جدا ہو گئے پس ابن عربی کو بعضوں نے کہے کہ آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے حق میں کیا کہتے ہیں تو اونہوں نے کہے کہ وہ سنت نبویہ میں از سر تا قدم بھرے ہوئے ہیں پھر شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ محی الدین ابن عربی کے حق میں کیا کہتے ہو تو اُنہوں نے کہا کہ وہ دریائے حقائق ہیں۔

(مضرات انکار اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم)

اصل اس کا وہ حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے تو میں اوسکو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ جنگ اور حرب کرے علماء فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے کسی گناہ میں اپنی ساتھ جنگ کی وعید نہیں فرمایا نہ کبائر میں نہ شرک میں مگر دو شخص کے لئے ایک سود خوار دوسرا جو اولیاء اللہ سے محبت نہ رکھے علامہ شعرانی اپنے رسالہ انوار قدسیہ فی آداب العبودیہ میں لکھے ہیں کہ علامہ تاج الدین سبکی نے کہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو انکار اولیاء اللہ میں مبتلا ہوا مگر اوس کا خاتمہ برا ہے والعیاذ باللہ۔

علامہ شعرانی طبقات میں شیخ ابوالعباس مرسی شاذلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے کہ جس وقت کہ ولی تنگ ہو جاتے ہیں یعنے جب اون

اسماء جلالیہ کا ظہور رہوتا ہے تو جو اون کو ایذا دے فوراً ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور جب اون کی معرفت وسیع ہوتی ہے تو جن وانس کی ایذا کے متحمل ہوتے ہیں اور بسبب ایذاء اون کے اون کو کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا۔ لحوم اولیاء اللہ کے مسموم ہیں اگرچہ وہ تجھ سے اپنی بے ادبی کا مواخذہ نکریں پس اون سے بے ادبی کرنے سے ضرور بچو۔

ایضاً طبقات کبریٰ میں سیدی محمد مغربی شاذلی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ خدا کا جب ارادہ ہوتا ہے کہ کسی اپنے بندہ کا ایمان سلب کرے تو اوس کو مسلط اس امر پر کرتا ہے کہ وہ اولیاء اللہ کو ایذا پہنچاوے۔

ایضاً بشر حافی رضی اللہ عنہ سے طبقات میں روایت ہے کہ صحبت بدوں کی پیدا کرتی ہے سوءظن کو نیکوں کے ساتھ اور صحبت نیکوں کی پیدا کرتی ہے حسن ظن کو سات بدوں کے یعنے وہ لوگ بدوں سے بھی گمان نیک رکھتے ہیں خدائے تعالے اس بات کو نہیں پوچھتا ہے کسی بندہ سے کہ تو کیوں حسنِ ظن میرے بندوں کے ساتھ رکھا۔

ایضاً طبقات شعرانی میں شیخ ابو المواہب شاذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ علیٰ رؤس الاشہاد فرماتے ہیں کہ لعنت کرے خدائے تعالے اوس شخص پر جو طریق اولیاء اللہ کا انکار کیا یعنی جو شخص خدا اور یوم قیامت پر ایمان لاوے اور طریق اولیاء اللہ کا منکر ہو تو اوس پر خدا لعنت کرے۔

اور بھی آپ فرمائے کہ جو شخص طریق اولیاء اللہ سے انکار کرے تو

تو وہ کبھی فلاح نہ پاوے گا اور بھی آپ فرمائے کہ فیما بین میرے اور ایک شخص کے جامع ازہر مصر میں مجادلہ واقع ہوا اس مصرع قصیدہؒ بردہ میں
فمبلغ العلم انہ بشر ٭ وانہ خیر خلق اللہ کلہم
اس شعر کے مفہوم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات پر فضیلت ہی اوس شخص نے کہا کہ کوئی دلیل اس پر نہیں ہے پس میں نے کہا کہ اجماع اس پر منعقد ہوا مگر وہ شخص اپنے قول سے پھرا نہیں۔ پس میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ ساتھ صحابائے کرام سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نزدیک منبر جامع ازہر کے تشریف فرما ہیں اور آپ نے مجھ کو فرمائے کہ مرحبا میرے حبیب کو پھر آپ نے اپنے اصحاب کو فرمائے کہ کیا تم جانتے ہو کہ آج کے روز کیا سانحہ ہوا انہوں نے عرض کی نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پس آپ نے ارشاد فرمائے کہ فلان بدبخت اعتقاد کرتا ہے کہ ملائکہ مجھ سے افضل ہیں پس تمام حاضرین نے عرض کئے کہ کوئی مخلوق آپ سے افضل نہیں ہے پس حضرتِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ فلاں بدبخت زندہ نہیں رہے گا اگر زندہ رہے گا تو ذلیل گمنام تنگ زندگانی بدنام دنیا اور آخرت میں جو اعتقاد کرتا ہے کہ اجماع میری فضیلت پر واقع نہیں ہوا کیا نہیں جانا کہ مخالفت معتزلہ کی اہل سنت کے ساتھ مخلّ اجماع نہیں ہے۔

اور بھی شیخ ابو المواہب رضی اللہ عنہ نے فرمائے کہ میں نے دوسرے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ قول صاحب قصیدہؒ بردہ کا ہے

نہایۂ علم آپ کی فضیلت میں یہ ہے کہ آپ افضل مخلوقات ہیں اور آپ بشر ہیں معنے اوس کے یہ ہیں کہ منتہاے علم آپ کی فضیلت کا جس کو آپ کی حقیقت کا علم نہیں ہے یہ ہے کہ آپ بشر ہیں حالانکہ آپ بہتر ہیں مخلوقات میں ساتھ روح قدسی اور قالب نبوی کے۔ پس فرمائے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ تم نے سچ کہا اور تمہارا عندیہ میں نے سمجھا اور شیخ نے فرمائے کہ ایک مجلس میں میں نے کہا کہ محمد بشر لا کالبشر بل ھو یاقوت بین الحجر پس فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو کہ خدا نے تم کو بخشا اور اوس شخص کو جو اس کا قائل ہے۔

ایضاً طبقات کبریٰ میں ترجمہ میں شمس الدین حنفی رحمتہ اللہ علیہ کے منقول ہے کہ ایک وقت ابن بازری جو کاتب سر سلطانی تھا وہ سوار تھا اور اوسکے ہمراہ چند اوس کے اصحاب تھے وہ آپ کو دیکھ کر بطور انکار کے کہا کہ یہ طریق اولیاء اللہ کا نہیں ہے پس اوس کو خاص ناظر سلطانی نے کہا کہ اولیاء اللہ پر اعتراض مت کرو کہ اون کے احوال ہیں پھر اوس نے کہا کہ میں ضرور ایک قاصد کو بھیجوں گا کہ اون کے یہ حال سے اون کو روکے پس وہ قاصد سیدی محمد کے پاس جب آیا اور اون کو یہ بات کی خبر دیا تو سیدی محمد نے اوس قاصد کو کہے کہ تم اپنے اوستاد کو کہو کہ تم ہمیشہ کے لئے خدمت سلطانی سے معزول کیے گئے پس سلطان المؤید نے اوس کو کہلا بھیجا کہ تم خانہ نشین رہو پس وہ ہمیشہ خانہ نشین رہا یہاں تک

ملک موید نے اوس کو قتل کیا نعوذ باللہ عن النکال۔
ایضاً طبقات کبریٰ میں ترجمہ میں شمس الدین حنفی رحمتہ اللہ علیہ کے ہے
کہ آپ نے فرمائے کہ کیا تعجب ہے فقہاء سے کہ انکار کرتے ہیں اوس
چیز پر جس پر اولیاء اللہ نے اجماع کیئے اور تصدیق کرتے اوس چیز کی
جو کہ ایک فقیہ کی زبان سے اون کو پہنچے اور بسا وقت ہوتی ہے اسناد اوس
قول فقیہ کی طرف دلیل قیاسی ضعیف کے یا طرف قول شاذ کے اور
نہیں ہے یہ امر مگر بسبب غلبۂ حرماں کے پھر باوجود اس انکار کے جس
وقت کہ اون پر مصیبت یا غم وارد ہوتا ہے تو اولیاء اللہ کی قبروں پر
آتے ہیں اور اولیاء اللہ اون کی مصیبت اور غم کو اٹھا لیتے ہیں نہ وہ
فقیہہ کہ جس کے قول ضعیف کو تسلیم کر لیتے ہیں اور بھی شیخ فرمائے
کہ جس وقت تو دیکھے اپنے نفس کو کہ اولیاء اللہ کی محبت سے بھرا ہوا
ہے تو جان لے کہ تو خدا کے دروازہ سے ہانکا گیا ہے۔
کتاب مشرب الروی میں لکھے ہیں امام عبد اللہ یافعی رضی اللہ عنہ سے
کہ بہت سے اصحاب ولہ و تجرید صوفیہ سے اپنے ظاہر حال کو خراب
رکھتے ہیں ستر حال کے لئے پس بعض اون سے دکھاتے ہیں اپنے کو کہ
نماز نہیں پڑھتے اور درحقیقت نماز پڑھتے ہیں سات کوشش تمام کے۔
فیما بینہ وبین اللہ پس بہ تحقیق کہ ہم نے روایت کیئے کہ بعض اون اولیاء اللہ
سے نماز پڑھتے ہوئے دکھتے نہیں تھے پس ایک وقت نماز کی اقامت
ہوئی پس جو فقہاء کہ اون پر انکار کرتے تھے انہوں نے کہا کہ اٹھو

نماز جماعت سے ادا کرو پس اونہوں نے اٹھ کر نیت نماز کی باندھی اور فقیہ منکر اون کی طرف دیکھتا تھا اور رکعت ثانیہ میں فقیہ نے دیکھے کہ اون کی جائے پر دوسرے ہیں پھر رکعت ثالثہ میں فقیہ نے دیکھے کہ دوسرے کی جائے پر تیسرے ہیں پھر رکعت رابعہ میں فقیہ نے دیکھے کہ تیسرے کی جائے پر چوتھے ہیں پس جسوقت کہ فقیہ نماز سے فارغ ہوئے تو اون ولی کو دیکھے کہ جس جائے پہلے بیٹھے تھے وہیں ہیں اور اون کے نزدیک کوئی نہیں ہیں پس وہ ولی نے فرمائے کہ اے فقیہ چار شخصوں میں کون شخص تمھارے ساتھ تھا پس فقیہ کا انکار جو اون ولی پر تھا جاتا رہا اور حکایات اس باب میں بہت سے ہیں انتہیٰ -

حاصل اوس کا یہ ہے کہ کسی بزرگ کو اگر ظاہر شرع شریف پر بعضے اعمال میں پورے متبع نہ دیکھیں تو بھی انکار نہ کریں تاکہ ضرر انکار اولیاء سے محفوظ رہے جب کہ اونکا معاملہ خدا کی طرف سپرد کریں - جیساکہ کواکب ظاہرہ میں شیخ علامۂ شعرانی سے نقل کئے ہیں جو طبقات کبریٰ میں لکھے ہیں کہ اے سالکِ طریق تو طریقۂ ادب کو اختیار کر ائمہ ماضیہ کے ساتھ اور مت دیکھ تو کلام بعض کا اون میں سے جو بعض کے حق میں ہوا ہے اور اگر تجھ کو دلیل واضح سے اون کے کلام میں گفتگو ہو تو اوسکی تاویل حسن ظن کے ساتھ کرے تو اچھا ہے ورنہ اون کے فیما بین مناظرات واقع ہوئے اس سے رد گردانی کر کہ تو اس کے لئے پیدا نہیں ہوا پس جو بات تیرے بکار آمد ہو اوسکی طرف مشغول ہو اور تجھ کو جس امر میں فائدہ نہ ہو اوس کو چھوڑدے اور میرے نزدیک طالب علم جبتک عقلمند ہے جو خوض نہیں کیا اون معاملات میں جو فیما بین سلف کے

واقع ہوئے اور نہیں فیصلہ کیا کہ کون راجح کون مرجوح ہیں پس ضرور احتراز کرو اس بات سے کہ کان لگاؤ تم اون مناظرات کی طرف جو واقع ہوئے فیما بین امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے یا فیما بین امام مالک اور ابن ابی ذئب کے یا فیما بین احمد بن صالح اور نسائی کے یا فیما بین امام احمد ابن حنبل اور حارث ابن محاسبی کے رضی اللہ عنہم اور ایسا ہی زمانہ تک شیخ عزالدین ابن عبد السلام اور شیخ تقی الدین ابن صلاح کے پس تحقیق کہ تو اگر اس طرف مشغول ہوگا تو خوف تیری ہلاکت کا ہے یعنے شائد تیرے ذہن میں سوء عقیدت کسی سے آجاوے اور یہ سب اعلام دین ہیں اور ان کے کلام کے لئے محامل ہیں کہ بسا وقت ہماری سمجھ میں نہ آویں پس ضرور ہے ہمارے لئے سب سے حسن ظن رکھنا اور سکوت کرنا اون واقعات میں کہ فیما بین اون کے واقع ہوئے جیسا کہ ہم پر سکوت واجب ہے اون واقعات میں کہ فیما بین صحابائے کرام رضی اللہ عنہم واقع ہوئے ہیں۔

ایضاً کواکب ظاہرہ میں لکھے ہیں کہ نجیب ابن نجیب امام الحرمین ابو المعانی رحمتہ اللہ علیہ ایک روز بعد نماز صبح درس دے رہے تھے کہ اون پر بعض شیوخ صوفیہ معہ اون کے اصحاب کے فقراء سے گذر گئے پس امام الحرمین نے اپنے دل میں کہے کہ نہیں ہے کام اون لوگوں کا مگر کھانا اور رقص کرنا جو کنایہ اون کی حالت وجد سے ہے پس جبکہ وہ شیخ صوفی پلٹ کے اون پر گذر گئے کہے کہ اے فقیہ تم کیا کہتے ہو اوس شخص کے باب میں کہ وہ نماز صبح کی حالت جنابت میں ادا کیا اور مسجد میں درس علوم کا حالت جنابت میں دیا اور لوگونکی

غیبت کیا یہ کنایہ ہے اوس خطرہ سے جو اون کے دل میں اون حضرات صوفیہ کی طرف سی گذرا تھا پس یاد کیئے امام الحرمین نے کہ وقت نماز اور درس کے حالتِ جنابت میں تھے۔ پھر اون کا اعتقاد حضرات صوفیہ کے حق میں درست ہوا۔

ایضاً کواکب ظاہرہ میں شیخ علامہ تاج الدین سُبکی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا کہ یہ گروہ فقہاء کی جو انکار حضرات صوفیہ پر کرتے ہیں مثل اون کے جماعت ترک کی ہے جو فقہاء پر انکار کرتے ہیں پس نہیں پایا میں نے کسی فقیہ کو جو انکار کرتا ہے حضرات صوفیہ پر مگر خدا اوس کو ہلاک کرتا ہے۔ اور انجام اوس کا بُرا ہوتا ہے اور نہیں پایا میں نے کسی ترکی کو جو فقہا پر انکار کرتا ہے مگر خدا اوس کو ہلاک کرتا ہے اور اوس کا انجام سخت ہوتا ہے پس سبیل اس جماعت کی توبہ ہے خدا کی طرف اور حُسن ظن ہے خلق اللہ کے ساتھ خصوصاً جو لوگ دنیا سے منقطع ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور دنیا کو پس پشت ڈال دیئے ہیں پس علاج مرض منکرین توبہ ہے گروہ صوفیہ کا معاملہ ظاہر داری نہیں ہے بلکہ توجہ اون کی باطن اور محض صفائے قلب کی طرف ہے اور وہ لوگ اہل اللہ ہیں خاصتہً خدا ہم کو اون کے ساتھ نفع دے۔ پھر صاحب کواکب لکھتے ہیں کہ اہل اللہ سی حُسن ظن رکھنے اور اون کی نسبت بُرا نہ کہنے کے متعلق احادیث وارد ہیں — حدیث میں آیا ہے کہ امام مسلمین کا عفو میں خطا کرنا بہتر ہے اس بات سے کہ وہ عقوبت میں خطا کرے اور کہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہ جو کلمہ کہ تمھارے برادر سے بُرا نکلے اور تم اوس کی تاویل اچھے معنے میں کر سکتے ہو تو تم اپنے برادر کی طرف

بدگمانی بہت کرو اور کہے بعض علماء نے کہ اگر انسان اپنی تمام عمر خود ابلیس کو
لعنت کرتا رہے تو خدا اوس سے نہیں پوچھتا ہے کہ تم اچھا کام کیئے یا بُرا۔
اور کہے شیخ تاج الدین سبکی نے اپنے فتاوے میں کہ کسی مومن کو کافر
کہنا قول سخت ہے اس لئے کہ محتاج ہے اوس کے اعتقاد کی اطلاع کا۔
اور یہ اطلاع بہت دشوار ہے اس لئے کہ آدمی اپنے اعتقاد پر مطلع ہونا بعض
اوقات دشوار ہوتا ہے چہ جائے کہ غیر کے اعتقاد پر اطلاع رکھے۔
اور کہے امام یافعی نے نشر محاسن میں کہ ہم نے جو کہا ہے کہ کسی مؤمن کو
کافر کہدینے میں جلدی نہ کرے اس لئے کہ جلدی کرنا تفسیق مسلمین میں محلّ
خطرہ ہے چہ جائے کہ اون کے تکفیر میں کیونکہ اس میں چند احتمالات پیدا
ہو سکتے ہیں اور عظمت حرمت مومن کی جس کو قتل بغیر حق کیا ہو اعظم ہے خدا
کے پاس زوال دنیا سے یعنے مسلمان کی تکفیر مثل اوس کے قتل کے ہے
جیسا کہ وارد ہے لعن المؤمن کقتلہ اور بہ تحقیق کہ تصریح کیئے حجۃ الاسلام
غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ چھوڑ دینا ہزار مومن کو جو قتل کے مستحق تھے آسان زیادہ
ہے خدا کے پاس قتل مؤمن بغیر حق سے اور میں کہتا ہوں کہ جب مومن سے
کلمہ کفر کا عمداً نکلے اور اسلام سے پھر جائے تو اوس کے قتل میں جلدی
نہ کرنے کا حکم ہے بلکہ اون سے توبہ لیجائے وجوباً یا استحباباً پس کیونکر
حکم کفر کا دیا جائے اوس شخص کے حق میں جس کا حال معلوم نہ ہو کہ وہ عمداً
ایسا کلمہ کہا ہے بلکہ جائز ہے کہ اوس کی زبان سے سہواً یا بلا قصد بہ سبقت
لسان نکلا ہو یا سوائے اس کے اور احتمالات ہوں پس چاہیئے تثبت۔

بتامل مسلمین کے قتل سے کہ یہ امر آسان نہیں ہے اور چاہیئے کہ کسی مسلمان سے اگر
ایسا کلمہ نکلے کہ ظاہر اوس کا کفر ہے تو اوس میں خوب غور و تامل کرے اور
امعان نظر سے اوس کو دیکھے اگر اوس میں یہ احتمال پیدا ہو کہ معنی مجاز یا تخصیص
ماسوا اس کے ارادہ کیا جو اصول فقہ میں مذکور ہیں جس سے وہ قائل کفر سے
بچ سکتا ہے تو اوس قائل سے پوچھے کہ تمہاری مراد اس کلمہ سے معنی مجاز ہے
یا سہواً یہ کلمہ کہا گیا یا سوائے اُس کے پس اگر وہ قائل اوس کلمہ کے وہ معنے
بیان کرے کہ اوس کو کفر سے بچا سکتے ہیں اور وہ معنے کا کلمہ احتمال رکھتا ہے
تو اوس کو چھوڑ دیا جائے اور اگر لفظ اپنے خلاف ظاہر معنے کا احتمال نہیں رکھتا
ہو یا ذکر کرے قائل اوس معنی کو جس کا احتمال وہ لفظ نہیں رکھتا ہو یا کچھہ نہ کہے
تو اوس سے توبہ طلب کیجائے پس اگر وہ توبہ کرے تو توبہ اوس کی قبول کیجائے
اگر وہ توبہ نہ کرے اور اپنی بات پر جارہے پس اگر معنے ظاہر اوس لفظ کے بالاجماع
کفر ہیں تو اوس کو کفر کا حکم دیدیں اور بسبب ارتداد کے اوس کو قتل کریں
یا اوس پر احکام مرتدین کے جاری کریں اگر وہ حکومت اسلام میں نہ رہتا ہو اگر معنی
اوس لفظ کے قائل کے کفر کے مختلف فیہ ہو تو نظر کرے دلائل میں علماء کے کہ کس کی
دلیل قوی اور راجح ہے اگر اوس میں اہلیت اس نظر کی نہیں ہے تو نظر
کرے کہ محققین جو اہل نظر ہیں وہ کس قول کو راجح کہے ہیں۔ پس اگر
محققین کے پاس وہ قول راجح ہے جس میں اوسکی
تکفیر نہیں ہوتی تو چھوڑ دیا جائے اگر ہر دو جانب خلاف برابر ہے
کسی جانب ترجیح نہیں ہے تو جس میں زیادہ احتیاط ہے اوس پر

عمل کرے وہ عدم تکفیر ہے اور اس صورت میں چاہیئے کہ اوس کو تہدید کریں اور اوس سے توبہ طلب کریں اگر وہ محققین اُس معنے کو ترجیح دیں کہ جس میں اوسکی تکفیر ہوتی ہے تو قول جمہور پر عمل کریں۔

ایضاً امام یافعی نے کتاب ارشاد میں لکھے ہیں کہ مشائخین کی طرف جس قول کی نسبت کیجاتی ہے اگر وہ مخالف علم ظاہر معلوم ہوتا ہے تو اوس کے محامل ہیں اول یہ ہے کہ اُس قول کی نسبت اون کی طرف نہ کی جائے دوسرا اگر اون کی طرف وہ قول صحت کے ساتھ منسوب ہو تو اوس کی تاویل کی تجسس کیجائے کہ شائد عارفین کے پاس اوس قول کی تاویل موافق علم ظاہر کے ہو تیسرا یہ ہے کہ صادر ہونا اوس قول کا اون سے بحالت سکر و غیبت ہے وہ اس حالت میں مکلف شرع شریف نہیں ہیں پس سوءظن اون کے ساتھ بعد ان معارف کے عدم توفیق سے ہے نعوذ باللہ من الخذلان وسوء القضاء ومن جمیع انواع البلاء۔

ایضا کواکب ظاہرہ میں لکھا ہے کہ لوگ انکار اولیاء اللہ میں مختلف ہیں بعض اون میں کرامات اولیاء اللہ کے بالکل منکر ہیں یہ لوگ فرقہ معتزلہ سے ہیں جو مخالف ہیں اہل سنّت کے اور بعض اون میں وہ لوگ ہیں جو اولیاء کے معتقد ہیں اونکے مثل جنید اور معروف کرخی او رسری وغیرہم رضی اللہ عنہم کی کرامت کی تو تصدیق کرتے ہیں مگر اون کے زمانہ کا انکار کرتے ہیں پس یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے حق میں سید علماء الطریق ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واللہ یہ قوم بنی اسرائیل ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی

تصدیق اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کیئے جب کہ آپ کے زمانہ کو پائے اور بعض اون میں وہ ہیں کہ تصدیق کرتے ہیں کہ خدا کے لئے اولیاء ہیں اور اون کے لئے کرامت ہے مگر اگر کسی ولی معین کی کرامات کا ذکر کریں تو اس سے انکار کرتے ہیں پس وہ لوگ بھی محرومین سے ہیں اس لئے جو واحد معین کو تسلیم نہ کرے تو کسی سے بھی منتفع نہ ہوگا پس ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو توفیق ایمان کی نصیب کرے۔ کرامات اولیاء اللہ کے ساتھ۔

ایضاً کواکب ظاہرہ ہیں امام عارف باللہ شہاب الدین احمد حضرمی شاذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذات سب اولیاء اللہ کی ایک ہے اگرچہ مراتب متفاوت ہیں اور احترام اون کا ثابت ہے اگرچہ ایک کو ایک پر فضیلت ہے اور کہے سید الطائفہ ابو القاسم جنید رحمتہ اللہ علیہ نے کہ تصدیق ہمارے علم کی ولایت ہے جو شخص کہ ہمارے علم کا اعتقاد اور ہمارے میں کسی ایک شخص معین کا اعتقاد نہ کرے تو اوس کو ہمارے سے نفع حاصل نہوگا اس لئے کہ ولایت امامت ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی مگر ساتھ موافقت امام کے اور شخص منکر اولیاء پر انکار کرے تو اون کی برکت سے محروم ہے یہ تو بہت کم عقوبت ہے بلکہ خوف ہے اوس کو سوء خاتمہ کا پس عافیت اور سلامت چاہتے ہیں ہم خدا کے فضل وکرم سے۔

اور رسالہ قشیریہ میں لکھے ہیں کہ میں سُنا ہوں محمد ابن الحسین سے کہ وہ کہتے تھے کہ میں سُنا ہوں منصور ابن عبد اللہ سے وہ کہتے تھے کہ سُنا ہوں رود آبادی سے کہ کہے ابو تراب نخشبی رضی اللہ عنہ کہ جس وقت کہ عادت گیر ہو

قلب اعراض خدائے تعالیٰ سے تو ساختہ ہوتی ہے اوس کے سبب ادبی اولیاء اللہ سے۔

جامع اصول اولیاء میں لکھے ہیں کہ سادات صوفیہ اور طریقہ علیہ صوفیہ کا انکار جو معین سنت سنیہ اور دافع بدعت اور نافع علم و عمل اور اہل اسرار اور کشف صحیح اور انوار ہیں سم قاتل اور باعث ہلاکت عظیم ہے اس پر وعید شدید وارد ہوئی ہے اور یہ امر خطرناک علامت ہے خدا سے روگردانی کی اور مملو ہونا اوس کا ساتھ ایسے امراض کے کہ جس سے خوف سوء خاتمہ ہے اور وہ انکار نہیں صادر ہوتا ہے اکثر مگر بعض فقہائے قاصرین سے جیسا کہ کہے ہیں عارف عبد الغنی نابلسی نے کہ عادی ہیں اس کے فقہاء قاصرین۔ ہر زمانہ میں جو کہ تفتیش کرتے ہیں لوگوں میں عیوب شرعیہ اس طور پر کہ جو مخالف اپنے علم ظاہر کا پاتے ہیں اوس کی تاویل نہیں کرتے اگرچہ اوس کی ہزار تاویل ہوں اور انکار کرتے ہیں اپنے مقتضی علم سے اوس قول کو جو کہ احتمال خطاء رکھتا ہو اگرچہ بقول ضعیف ہو اور صواب اوس کا ظاہر ہو بلکہ بسا وقت دوسرے شخص کے مذہب سے ناواقف ہوتے ہیں اور اوس پر انکار کرتے ہیں کہ یہہ امر ہمارے مذہب کے خلاف ہے بلکہ انکار کرتے ہیں اصل طریق اولیاء اللہ اور اہل طریق کا اور یہ طریقہ فقہائے قاصرین متعصبین سفہا کا ہے نہ طریقہ کاملین فقہاء کا اور مقصود اون متعصبین کا اس انکار سے یہ ہے کہ وہ مشہور ہوں ساتھ علم اور تفقہ کے بہ باعث اغراض شیطانیہ کے جس کا پورا کرنا اور شہوات نفسانیہ کا جاری کرنا چاہتے ہیں پس یہ امر اون کو مجبور کرتا ہے کہ

وہ لوگوں کا تفتیش حال کریں پس جب وہ کسی میں عیب شرعی اگرچہ بوجہ فاسد بھی پاویں تو اون کو اس قدر خوشی ہوتی ہے کہ گویا اون کو سلطنت دنیا کی حاصل ہوگئی اور اگر کاملین میں کوئی نیک بات دیکھتے ہیں تو اوس کو ذہن میں رکھتے ہیں اگر کوئی خلاف اوس کے دیکھتے ہیں تو اوس کو مشہور کرتے ہیں پس محال ہے یہہ امر کہ اگر وہ کسی مومن سے لغزش دیکھیں تو اوس کو دفع رفع کریں یا کوئی لغزش مسلم سے دیکھیں تو تغافل کریں اس لئے کہ اون کے یہ ذہن میں ہے کہ اون کو بلندی مرتبہ کی حاصل نہیں ہوتی اور نہ کوئی اون کو نفع حاصل ہوتا مگر ساتھ انکار متہیات شرعیہ کی خصوصاً انکار کامل خاشع پر اور عابد ذاکر پر پس ہوتے ہیں وہ خود گمراہ دوسروں کو گمراہ کرنے والے لیکن فقہا جن کا قدم راسخ علوم میں اور قول و اعتقاد موافق مذاہب اربعہ کے ہے قلوب اون کے دور ہیں دنیا سے متوجہ ہیں آخرت کی طرف نہ اون کے پاس حسد ہے نہ عداوت ہے نہ کینہ ہے نہ ریاء ہے وہ تعلیم کرتے ہیں خدا کے احکام کی اصولاً اور فروعاً اور بباعث شدت شفقت اون کے بندگان خدا پر وہ لوگ آدمیوں میں بری بات نہیں پاتے اور بسبب کمال مشغولی کے اپنے نفسوں کی اصلاح میں غیر میں کوئی فساد نہیں دیکھتے وہ اپنے نفوس کی تہذیب کرتے ہیں اور اون پر اپنے نفسوں کے وساوس پوشیدہ نہیں ہیں اور اپنے نفوس کے کمالات اور تطہیر میں ایسے منہمک ہیں کہ دوسروں کے عیوب کی تلاش سے مستکبرہ ہیں اور اگر کوئی امر غیر میں وہ دیکھیں تو وہ تاویل حسن اوس کی کر لیتے ہیں بسبب احتیاط اور ورع کے اور اون کے پاس علم احکام عظیمہ شرعیہ اور امور کلیہ سے ہے کہ

وہ لوگ قراءت کرتے ہیں درسوں میں اور کرسی ہائے وعظ اور منابر پر۔ اور نہیں ہے اون کے دلوں میں کسی شخص خاص کی طرف سے کچھ برائی۔ جیسا خدائے تعالیٰ نہی عن المنکر قرآن میں بلاتعین کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نہی عن المنکر بلاتعین احدے فرماتے اور کسی کو برائی کے ساتھ بہ تعین یاد نہیں فرماتے تھے اون بزرگان دین کا بھی ایسا ہی عمل ہوتا ہے پس یہ فقہا، اور امین اہلِ احکام الٰہی کی روایت سے ہے حضرت امام حنفہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما سے کہ اگر علماء اولیا نہ ہوں تو پھر کوئی خدا کا ولی نہیں ہے پس مراد بیشک اون علماء سے جو علم پر عمل کرنے والے ہیں بسبب قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہیں ہوتا ہے کوئی عالم یہاں تک کہ وہ اپنے علم پر عمل کرے روایت کئے اس کو ابن حبان اور بیہقی اور ذکر کرتے ہیں نجم العلماء اپنی کتاب طہیر التوحید میں کہ جو شخص چاہے کہ خدا اوس کے قلب میں نور حکمت کا دروازہ کھولے پس لازم کرے کم کھانا اور تنہائی اور ترک صحبت سفہا نے بعض اون علماء کے کہ نہیں ہے اون کے پاس انصاف اور آداب۔ انتہی کلام شیخ عبدالغنی رح اور کہے شیخ الاسلام مخزومی نے کہ کسی عالم کو انکار حضرات صوفیہ پر جائز نہیں ہے مگر اوس وقت کہ اون کے طریق پر چلے اور دیکھے اون کے اقوال اور احوال کو کہ مخالف کتاب و سنت اور سلف کے ہوں مگر انکار بغیر کذب و بہتان اون پر جائز نہیں ہے اور اسباب میں تقریر کو دراز کیے اور حاصل کلام یہ ہے کہ کم سے کم وہ امر جو اقوال و افعال و احوال کے انکار کو جو حضرات صوفیہ کے انکار کا باعث ہو یہ ہے کہ وہ پہلے سنّ امر کو جانے پھر اوس کے لئے انکار جائز ہے۔

اوراون میں سے یہ ہے کہ وہ خوض کرے معجزات رسل میں علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام۔ اور کرامات میں اولیاء اللہ کے باختلاف طبقات اون کے اور اعتقاد کرے کہ اولیاء ورثہ انبیا علیہم السلام ہیں جمیع معجزات میں اون کے مگر وہ معجزات کہ اون انبیا کے لئے خاص ہیں اور مطلع ہو تفاسیر سلف اور خلف احادیث پر اور مقامات اختلافی پر فیما بین ائمہ مجتہدین کے اور معرفت اسرار کتاب اور سنت اور تاویل شرائط اور لغات اور مجازات اور استعارات پر یہاں تک کہ مقصود کو پہنچے۔ اور اون میں سے اطلاع اوپر اقوال سلف اور خلف اور معانی آیات صفات اور قول مختار پر اس صراحت سے کہ کون ظاہر آیت پر عمل کیا اور کون ماؤل ہے اور کس کی دلیل راجح ہے دوسرے سے ونیز علم اصول فقہا ومختلفات ائمہ کلام اور تکمیل عقائد میں تبحر حاصل ہونا۔ اون میں سے معرفت اصطلاحات اولیاء اللہ تجلی ذاتی اور صوری سے اون کی کیا مراد ہے اور معرفت حضرت اسماء وصفات کے اور فرق درمیان حضرت احدیت اور واحدیت کے اور معرفت ظہور اور بطون اور ازل اور ابد کے اور معرفت عالم غیب اور کون اور شہادۃ اور شیون اور عالم ماہیت اور ہویت اور سکر اور محبت کہ کون شخص جذب وسکر میں صادق ہے اور کون کاذب ہے جذب وسکر میں تاکہ صادق جذب کا کلام قابل معافی ہے اور کاذب قابل مواخذہ ہے اور سوا اس کے اور بھی ہیں پس جو شخص اون کی مراد کو نہیں جانتا تو کیسا اون کے کلام پر عمل کر سکتا ہے اور کہے ابن حجرؒ نے منہاج میں کتاب ردۃ سے کہ ردۃ قطع کرنا مومن کا ہے اسلام کو نیت ردکے سات یا قول کفر کے ساتھ اوس شخص سے کہ صادر

ہوا ہے وہ قول قصد و اختیار سے پس نہیں ہے اثر سبق لسان کو یا اکراہ یا اجتہاد یا حکایت کفر یا سطح ولی حال غیبت و سکر میں یا تاویل اوس کلام کی جس کی اصطلاح فیمابین اولیاء اللہ مقرر ہے اگرچہ دوسرے اوس سے واقف نہوں اس لیے کہ معنی مصطلح اہل اصطلاح کے پاس معنی حقیقی ہیں پس اہل اصطلاح خاص پر اعتراض نہ کرے دوسروں کے مخالفت کی وجہ سے جیسا کہ ائمہ علم کلام نے اوس کی تحقیق کی ہے اور ہمیشہ اولیاء اللہ کو امور ہولناک سے منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان امور سے بری ہیں۔

اور کہتے ہیں خیر الدین آملی نے فتاوے خیریہ میں کہ مذہب صوفیہ کا انکار نہیں کرتا ہے مگر جاہل غبی شاہ ولی اللہ صاحب اپنے احادیث مسلسل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ بعض علوم مثل ہیئت مکنون کے ہیں کہ نہیں جانتے ہیں اوسکو مگر علماء ربانیین اگر وہ اوس علم کے ساتھ کلام کریں تو اوس کا انکار نہیں کرتا ہے مگر جو خدا سے غافل ہے۔

ایضاً کتاب یقظۃ المحافظ فی حدیث سید الاوائل والاواخر میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمائے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوں کہ جب خدا روگردانی کسی بندہ سے کرتا ہے تو اوس میں انکار اہل دین سے پیدا کرتا ہے۔

شیخ عبد الکریم جیلی کتاب انسان کامل میں فرماتے ہیں کہ میں اس کتاب میں ہر مسئلہ کو کتاب و سنت کے موافق رکھا ہوں اگر تجھ کو کوئی امر

اس میں خلاف کتاب وسنت کے معلوم ہو تو تم اسبات کو جان لو کہ یہ باعتبار
مفہوم کلام کے ہے نہ باعتبار میری مراد کے جس کے لئے میں نے اوس کلام کو
وضع کیا ہوں۔ پس تم اوس کلام کے عمل پر توقف کرو اور معنے اوس کے مفوض
ہم پر کرو انکار اوس پر مت کرو یہاں تک کہ تم کو خدا اوس کی معرفت
حاصل کرے اور تم کو اوس کا شاہد کتاب وسنّت سے معلوم ہو اور فائدہ
تفویض اور عدم انکار کا یہ ہی کہ تم معرفت سے اوس کلام کے جو موافق کتاب وسنت
کے ہے محروم نہ ہوں گے۔ پس جو شخص کوئی مسئلہ کو ہمارے انکار کریگا اوس کے
علم سے محروم رہے گا بلکہ بہ باعث انکار کے جو پہلے ہی وہلہ میں کرے ہمارے
علم سے وہ مطلقاً محروم رہے گا۔ اور ہمارے علم کے حصول کا کوئی طریقہ
نہیں ہے مگر اوس کو ہم پر تفویض کرنا کہ اون کی مراد موافق کتاب و
سنت کے ہے مگر ہماری فہم کا قصور ہے۔ پھر شیخ دوسرے مقام پر انسان
کامل میں فرمائے ہیں کہ تم اس بات کو جانو کہ جو علم جس کو کتاب وسنت
تائید نہ کرے وہ گمراہی ہے نہ یہ کہ تم کو کوئی شاہد کتاب وسنت سے نہ ملے
پس بسا اوقات علم فی نفسہ مؤید کتاب وسنت ہے مگر بسبب قلت استعداد
تیرے ہو تو اوس کو موافق کتاب وسنت کے نہیں سمجھتا ہے۔ پس طریق
ہمارے علم حاصل کرنے کا یہ ہے کہ ایسے مواضع میں ہمارے قول پر عمل
نہ کرنا اور انکار بھی نہ کرنا توقف کرنا یہاں تک کہ خدا کی توفیق اور تائید
سے تجھ کو معلوم ہو جائے کہ یہ ہمارا قول موافق کتاب وسنت کے ہی اور کتاب
فتح الربانی میں حضرت غوث اعظم محی الدّین سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا

ارشاد مبارک ہے۔ اقبلوا منی فانی ناصح لکم زاید لکم وانا میت عنکم وحی بالحق عزوجل من صدق فی الصحبۃ انتفع وافلح ومن کذبنی وکذب فی صحبتی عوقب عاجلا واجلا۔

ایضا فیہ قولہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذیۃ المومن اعظم عند اللہ من نقض الکعبۃ وبیت المعمور خمسۃ عشرۃ مرۃ اسمع ویلک یا من لم یزل یوذی فقراء اللہ عزوجل ہم المومنون الصالحون لہ العارفون بہ والمتوکلون علیہ وفیہ ایضا قولہ رضی اللہ عنہ ما یجحد احوال الصالحین الا منافق دجال راکب لھواہ

ترجمہ۔ قبول کرو تم میری نصیحت کو کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں میں تم سے میت ہوں اور بساتھ حق تعالے کے زندہ ہوں جو کہ میری صحبت میں سچا ہو تو وہ نفع پائیگا اور فلاح کو پہونچے گا اور جو میری صحبت میں کاذب ہوگا تو عذاب دیا جائیگا دنیا اور آخرت میں فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مومن کا ایذا دینا بڑا ہے خدا کے پاس نقض کعبہ او بیت المعمور سے پندرہ بار سن ویل ہے تیرے لئے اے وہ شخص کہ ہمیشہ فقرا، خدا کو ایذا دیتا ہے وہی مومن صالح اور عارف ہیں اوس کی ذات وصفات کے اور توکل کرنے والے ہیں اوس پر نہیں انکار کرتا ہے احوال صالحین کو مگر منافق۔ مکار۔ خواہش نفسانی کا سوار۔ اور فتاوے حدیثیہ میں کہے شیخ ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک واقعہ بعض ہمارے اُستادوں کے ساتھ واقع ہوا وہ شیخ الاسلام شمس الدین ولجی ہیں اور وہ علوم شرعیہ اور عقلیہ اور تصنیفات کی متانت اور قوت مناظرہ میں

وہ مقام دیے گئے تھے کہ اون کے اہل زمان کو ایسی منزلت حاصل نہ تھی
اور ہم ایک وقت شرح تلخیص سعد الدین تفتازانی قراءت کر رہے تھے۔
اور ایک کتاب جو اوس کو شیخ نے اصول دین میں تصنیف کی تھی پس واقع
ہوا ذکر عارف باللہ عمر ابن فارض رضی اللہ عنہ کا مجلس میں پس اونہوں نے
فوراً کہے کہ وہ کس قسم کے اور کس درجہ کے کافر تھے اور کیونکر نہوں کہ اون کا
کلام ناطق بہ حلول و اتحاد ہے اور بلکہ شہرت انکی اور بھی اس سے زیادہ
مرتبہ تک ہے پس سب حاضرین مجلس میں سے فقط میں نے کہا حاشا للہ کفر
ہے اور حلول و اتحاد سے پس شیخ نے انکار مجھ پر اور اون پر سخت کیئے
پس میں بھی جواب میں سختی کیا اور شیخ کو بیماری ضیق الصدر کی تھی کہ اوس کی
وجہ سے وہ دن رات زمین کو پشت نہیں لگا سکتے تھے میں نے اون کو کہا
کہ یا سیدی میں ذمہ دار ہوتا ہوں اس امر کا اگر تم شیخ عمر ابن فارض اور
ابن عربی اور اون کے تابعین کے انکار سے توبہ کرتے ہو تم اس سخت مرض
سے شفا پاؤ گے پس اونہوں نے کہے کہ یہ قول تمہارا صحیح نہیں ہے۔ میں نے
کہا کہ میرے قول کی صداقت کا امتحان کرو کہ تھوڑے دن اس اپنے
عقیدۂ بد سے توبہ کرو پس اگر یہ مرض تمہارا جاتا رہے تو فبہا ورنہ تم کو اپنے
مذہب کی طرف پلٹ جانے کا اختیار ہے شیخ کہے کہ اچھا ہم تجربہ کریں گے
پھر ہمارے روبرو اپنے اعتقاد بد سے پلٹنا اور توبہ ظاہر کیے پس اون کا حال
درست ہوا اور مرض میں اون کے تخفیف ہوئی ایک مدت دراز تک اور میں
اون کو اس مدت میں کہتا تھا کہ یا سیدی کہ میری ذمہ داری صحیح ہوئی پس

وہ ہنستے تھے اور اون کو اس امر سے تعجب ہوتا اور اس مدت میں ہم اون سے اولیاء
کے حق میں سوائے نیک بات کے نہیں سنتے پھر وہ اپنی بد اعتقادی کی طرف
عود کیے پھر مرض اول سے بھی زیادہ سخت عود کیا اور زیادہ ہوتا گیا یہاں تک کہ
اوسی مرض سے مر گئے اور بہجۃ الاسرار میں باسناد متصل ابو الفرج حسن تلعفری
سے روایت ہے کہ ایک مرد ذی وجاہت بلدہ سنجار میں تھا کہ وہ بہت کلمات سوء
ادب کے بزرگان سلف کے حق میں بلا سبب کہا کرتا پس جب اوس کی موت کا
وقت آیا تو سب باتیں کرتا مگر کلمۂ توحید کے تکلم پر قادر نہ ہوتا جبکہ اوس کو
تلقین کلمۂ توحید کی کیجاتی تو کہتا کہ اس کے کہنے کا مجھ کو اذن نہیں ہے۔
پس اس امر کا لوگوں میں شور ہوا اور آئے وہ لوگ خدمت میں شیخ سدید
رضی اللہ عنہ کی جو ولی کامل تھے پس شیخ اوس شخص کے پاس آئے اور بہت
دیر تک مراقبہ کیے پھر آپ کلمۂ توحید کی اوس کو تلقین فرمائے تو پھر چند بار
کلمۂ توحید اوس کی زبان سے جاری ہوا پس شیخ نے فرمائے کہ بباعث سوء
ادب اولیاء اللہ کے اوس کو یہ سزا دیگئی پس میں نے اوسکی
شفاعت خدا سے کیا خدا کی جانب سے ارشاد ہوا کہ تمھاری شفاعت اسکے
باب میں اوس وقت ہم قبول کریں گے جب کہ ہمارے اولیاء سلف اوس سے
راضی ہوں پس میں مقام حضرت میں داخل ہوا جو اولیاء کی حاضری کی جائے
ہے اور میں اوس شخص کی جانب سے معافی چاہا معروف کرخی اور سری سقطی
اور جنید بغدادی رضی اللہ عنہم سے پس اوس کی زبان سے کلمۂ شہادت جاری
ہوا اور اوس مرد نے کہا کہ جب میں کلمۂ شہادت کا ارادہ کرتا تو ایک شئے سیاہ

میری زبان پر ثقیل آتی اور کلمۂ شہادت کی حائل ہوتی اور کہتی کہ میں تیری بے ادبی ہوں جو تو نے اولیاء سلف کے ساتھ کیا پھر بعد اس کے ایک نور روشن آیا اور اس سیاہ شے کو دور کر دیا اور کہا کہ میں خوشنودی خدا کی ہوں بسبب رضامندی اولیاء اللہ کے تجھ سے اور میں اب دیکھتا ہوں کہ نور کے گھوڑوں سے فیما بین زمین و آسمان کے بھر گیا ہے اور اوس پر نور کے لوگ سوار ہیں کہ وہ ہیبت الٰہی سے سر جھکائے ہیں اور کہتے ہیں سبوح قدوس ربنا ورب الملئکة والروح پس ہمیشہ وہ شخص کلمۂ شہادت پڑھتا یہاں تک کہ مر گیا

ایضاً بہجۃ الاسرار میں باسناد متصلہ شیخ محمد ابن عبد اللطیف سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں سید السادات محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ نے فرمائے کہ میرے کلام کی تصدیق نہ کرنا تمہارے لئے زہر قاتل ہے۔ جو ایک ساعت میں ہلاک کرتا ہے تمہارے دین کو اور باعث ہے تمہاری دنیا اور آخرت تلف ہونے کا۔

ایضاً بہجۃ الاسرار میں باسناد متصلہ ابو الفضل احمد ابن قاسم بزاز سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس خادم سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا آیا اور کہا کہ میں اوس قیمت کا کپڑا چاہتا ہوں کہ جس کا ایک ذراع ایک دینار کی قیمت ہو نہ اس سے کم نہ زیادہ ہو میں نے ایسا کپڑا اوس خادم کو دیا اور میرے دل میں یہ خطرہ آیا کہ حضرت نے خلیفۂ وقت کے لئے بھی کوئی لباس نہیں چھوڑے پس یہ خطرہ میرے دل کا ابھی تمام نہیں ہوا تھا کہ میں نے اپنے پیر میں ایک میخ پایا اور اوس کا درد اس شدت سے ہوا کہ

موت پیش نظر ہوئی اور لوگ مجھ پر جمع ہوئے اور نکالنا چاہے مگر نکال نہیں سکے پس میں نے کہا کہ مجھ کو حضرت کے پاس اُٹھا کر لے چلو پس جب میں حضرت کے روبرو حاضر ہوا تو آپنے فرمائے کہ اے ابو الفضل تم نے اپنے باطن میں ہم پر اعتراض کیوں کیئے اے ابو الفضل قسم ہے عزتِ معبود کی نہیں پہنا میں یہاں تک کہ مجھ کو کہا گیا کہ پہنو تم ایسے قمیص کہ ایک ذراع اوس کا ایک دینار کی قیمت ہو اے ابو الفضل یہ کفن ہے اور کفن میّت کا درست ہوتا ہے اور یہ کفن بعد ہزار موت کے ہے پھر حضرت نے اپنے دست شریف کو میرے سر پر سے پھیرے درد اور میخ فوراً جاتی رہی۔ اور قسم ہے خدا کی کہ نہیں جانا میں نے کہ وہ میخ کہاں سے آئی اور کہاں گئی نہیں دیکھا میں اوس کو مگر میرے پیر میں اور میں اوٹھ کر دوڑنا شروع کیا۔ پس حضرت نے فرمائے کہ اوس کا اعتراض جو ہم پر کیا وہ میخ کیصورت پکڑا۔ رضی اللہ عنہ۔

کسی نے شیخ ابن حجر ہیتمی رضی اللہ عنہ سے پوچھے کہ قوم فقہاء سے جو انکار کرتے ہیں صوفیہ پر اجمالاً یا تفصیلاً کیا وہ معذور ہیں یا نہیں پس آپ نے جواب دیئے کہ چاہیئے ہر ایک عاقل دیندار کے لئے کہ اون پر انکار کر کے طوفان ہلاکت میں نہ پڑے اس لئے کہ یہ امر سمّ قاتل ہے جیسا کہ دیکھا گیا ہے زمانہ قدیم میں اور زمانہ قریب میں جیسا کہ یہ امر صحت کو پہنچا ہے کہ امام العارفین و تاج الخلفاء الوارثین محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور ابن السقا اور ابو سعید بن ابی عصرون آئے ایک ولی کے پاس آئے۔ پس سیدنا سیدی عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ اوس ولی کے ساتھ ادب اختیار کیے۔ پس وہ

فاضل مصنف نے ے کا استعمال ٹھیک نہیں کیا۔

آپ کے لئے دعا کئے۔ اور کہے قریب ہے کہ اون کا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر رہے گا اور ابن سقا نے کہا کہ ہم اون ولی سے ایسا مسئلہ پوچھیں گے کہ اوسکا جواب وہ نہیں دے سکیں گے پس وہ ولی نے ابن سقا کے لئے بددعا کیے کہ وہ کافر مرے گا ایسا ہی ہوا کہ نصرانی ہوکے مرا۔ اور ابوسعید سے بھی ایک نوع کا قلت ادب اون ولی کے حق میں ہوا اون کے لئے وہ ولی نے کہے کہ وہ کان تک دنیا میں غرق ہوں گے ویسا ہی ہوا باوجودیکہ ابن سقا اپنے عصر میں علم اور شہرت اور زکاوت اور تقدم میں یکتا تھا اور اپنے عصر کے امام شافعیہ تھے اور بعض فقہاء بعض مشائخ پر انکار کیے پس درپیش ہوا اون فقہاء کے لئے شیر پس منع کئے وہ ولی نے شیر کو فقہاء کے ایذا دینے سے اور کہے وہ ولی نے اون فقہاء کو کہ تم اصلاح ظاہر کی کئے پس شیر سے خوف کیے اور ہم اصلاح باطن کی کیے پس شیر نے ہم سے خوف کیا۔

کسی نے شیخ ابن حجر ہیتمی سے پوچھا کہ کیا ہے معنے توحید کے نزدیک صوفیہ کے جو وہم میں ڈالتا ہے حلول و اتحاد کو جو موجب ہوا بہت سے فقہا کے انکار کا اون پر یہاں تک کہ تکفیر تک نوبت پہنچی۔ پس اونہوں نے جواب دیے کہ جان تو کہ خدا کی توحید ایک تو لسان علمی ہے جو کتب علم کلام میں لکھی گئی ہے مع اوس کے شبہات اور جوابات کے اور ایک توحید ہے باحوال شہودیہ اور مواجید عرفانیہ کے پس یہ توحید حال ہے ائمہ تصوف کا کہ خدا نے اس توحید کا اون کو ہدیہ دیا ہے کہ سوائے اُن کے کسی کو نہیں دیا اس لئے اہل علم کلام کو نہیں ہے حضور حق اور آثار شہود صفات حق اور حقائق تجلیات حق جمیع اون کے

احوال اور افعال اور اقوال میں جیسا کہ ہے ائمۂ عارفین کو جو صوفیہ ہیں اور مستغرق ہیں بحار شہود توحید میں پس توحید اون کی وہی توحید معتمد علیہ ہے اور حال اونکا وہی اکمل ہے جو اون کے حال میں تغیر نہیں ہے بلکہ وہ لوگ خدا کے ظل ظلیل میں ہمیشہ ہیں کہ وہ حضرت شہودیت سے ہٹتے نہیں ہیں پر اون کے بعض محققوں نے کہا ہے کہ علمائے کلام مشغول ہوئے رسم توحید کی طرف اور ذات توحید سے غافل ہیں اور یہ لوگ ذات توحید کی طرف مشغول ہیں اور رسم توحید سے غافل ہیں اسی وجہ سے علمائے کلام کے لئے نہ شہود ہے نہ استحضار ہے اکثر قلوب اونکی مملو ہیں اغیار سے مستغرق ہیں شہوات میں اگر اون کو استحضار ہے تو کوئی مسئلہ تو کے ذکر کے وقت اور یہ استحضار بھی نادر ہے لیکن اکثر اون کے لئے نہیں ہے استحضار مگر الفاظ اور اوس کی معانی کا فقط نہ سوائے اس کے اور حلول و اتحاد ذات باری تعالی کا مخلوقات میں صالح البطلان ہے اس لئے معنے اتحاد کے دو چیزوں کا ایک ہونا ہے۔ پس اگر خالق واجب تعالے مخلوقات کے ساتھ متحد ہوا پس یا واجب ممکن ہوا یا ممکن واجب ہوا اور یہ باطل ہے صریحا۔ دوسرا حلول ہے اسکو ایک حال دوسرا محلول فیہ ہونا ضرور ہے جیسا کہ حال ہونا پانی کا گلاب کے پھول میں پس گلاب کے پھول کا تجزیہ ہے تو حال اور محلول فیہ کا بھی تجزیہ ہے پس ذات باری تعالے کا تجزیہ لازم آیا یہ بھی باطل ہے اور بہت دلائل ہیں جو حلول اور اتحاد کو بارے تعالے کے سات مخلوق کے باطل کرتے ہیں۔ پس حلول و اتحاد عارفین کے پاس بھی باطل ہے جیسا کہ علمائے ظاہر کے پاس باطل ہے کہ ہر دو میں دوئی پیدا ہے عارفین کے پاس تو دوئی کفر طریقت ہی کہے علاوہ

امامِ علامِ نقلیہ وعقلیہ سعدالدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ جس وقت کہ سلوک سالک کا منتہی ہوتا ہے ایک مرتبہ قرب حق تک تو مضمحل ہوتی ہے ذات سالک کی شہود میں ذات حق تعالےٰ کی اور مضمحل ہوتے ہیں۔ صفات سالک کے شہود صفات حق تعالےٰ میں۔ پس غائب ہوتا ہے سالک اوس چیز سے جو غیر حق تعالےٰ ہے اور نہیں دیکھتا ہے سوائے ذات حق تعالےٰ کے وجود میں اور اوس کو حضرات صوفیہ فنا فی التوحید نام رکھتے ہیں اور اس کی طرف اشارہ ہے جو حدیث قدسی میں خدا فرماتا ہے کہ ہمیشہ میرا بندہ قرب ڈھونڈتا ہے نوافل کیساتھ یہاں تک کہ میں اوس کے سماعت اور بصارت ہوتا ہوں آخر حدیث تک اور اس حالت میں ولی سے وہ عبادات صادر ہوتے ہیں جس سے حلول واتحاد سمجھ میں آتا ہے واسطے قاصر ہونے عبارت کے اُس حالت کے بیان سے اور دور ہے واضح کرنا اوس کا ساتھ بیان کے اور ہم کنارہ پر تمنا کے ہیں کہ بحر توحید سے ایک ایک چلو بھر پانی لیویں بقدر امکان کے اور یہ اعتراف کرتے ہیں کہ طریقہ تمنا کا اس میں مشاہدہ ہے نہ دلیل ہے کہے سعدالدین تفتازانی نے کہ اس جائے دوسرا مذہب ہے جس سے وہم حلول اور اتحاد کا پیدا ہوتا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ بھی حلول واتحاد نہیں ہے وہ یہ ہے کہ واجب تعالےٰ وجود مطلق ہے کہ وہ ایک ہی اوس میں کثرت نہیں ہے اصلا سوائے اس کے نہیں کہ کثرت اضافات اور تعینات میں ہے کہ وہ بمنزلہ خیال اور سراب کے ہے اس لئے کہ حقیقت سب کی ایک ہے کہ مکرر ہے۔ بظاہر مرتبہ بطریق محافظت کے اور متکثر ہوتا ہے بواطن میں نہ بطریق انقسام کے پس نہ حلول ہے

اس جاوے ہیں نہ اتحاد ہے یہانتک کلام سعد تفتازانی کا ختم ہوا پھر علا ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پرہیز کر تو انکار سے کہ انکار منکرین کو لغزش ہیں ڈالتا ہے اور ہو تو درست اعتقاد کا نہایت درجہ پس منکر محروم اور سرکش مذموم اور حق مستحق ہے اس امر کا کہ اتباع کیا جاوے اور باطل دفع ہو اور خلل کرے ہم کو حق تعالےٰ زیر لوا ظاہر اونکی جو غالب ہے تمام مرتبوں پر پس ہم اون سے اعتقاد اور محبت رکھتے ہیں اور جو شخص جن کو دوست رکھے اوس کا حشر اوس کے ساتھ ہوگا آمین یارب العالمین کذا فی فتاوی حدیثیہ۔

برکت حاصل کرنا آثار صالحین کے ساتھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موے مبارک سے جو برکات حاصل ہوے وہ احادیث سے ثابت ہیں اور ابھی تک موے مبارک جنکے پاس ہیں اون سے جو جو برکات حاصل ہوتے ہیں اور قیامت تک حاصل ہونگے وہ بدیہیات سے ہیں اور مؤلف بچشم خود دیکھا کہ اون سے ہر سال ایک نئی شاخ برآمد ہوتی ہے چنانچہ خواجہ حفیظ اللہ خانصاحب قادری جو مؤلف کے اہل قرابت قریب ہیں ہر سال ہیں موئے مبارک کو برآمد کرتے ہیں خاکسار ہر ماہ مبارک ربیع الاول میں مشرف ہوتا ہے اور اون کے لئے بہت کچھ اوس سے برکات حاصل ہوتے ہیں اور شاخہائے جدید جو موے مبارک سے ہر سال برآمد ہوتے ہیں اوس سے بھی مشرف ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب مبارک سے جو برکات اور معجزات ظاہر ہوئے وہ احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں اور آپ کی غسالہ وضو کے لئے صحابائے کرام رضی اللہ عنہم کا اژدحام ہوتا رہا جو احادیث سے ثابت ہی اور آپ کے نقش نعال مبارک کے برکات میں ایک کتاب فتح المتعال فی مدح النعال ایک بڑے عالم نے تصنیف کئے اور کتاب روضۃ الاحباب جو ایک بڑے

عالم کی تصنیف ہے ایسا ہی کتاب جواہر البحار جو علامہ مجدد عصر شیخ یوسف نبہانی
کی تصنیف ہے اوس میں نقشہ نعال مبارک آپ کے مع اوس کے برکات کے
تحریر ہے خاکسار نقشہ نعال مبارک اپنے پاس بطور تعویذ رکھتا ہے اوس سے بہت کچھ
برکات اور معجزات دیکھتا ہے ایسا ہی آپ کے آئینہ مبارک اور رومال دست پاک
اور دوسرے اشیائے استعمالی سے جو برکات اور معجزات ظاہر ہوئے بزرگان دین
اپنے اپنے تصنیفات میں لکھے ہیں۔ قرآن شریف میں تابوت سکینہ کا حال مذکور
ہے کہ خدا نے فرمایا فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل
ھارون تحملہ الملٓئکۃ یعنے تابوت سکینہ میں ملبوسات انبیا موسیٰ اور ہارون
علیہما السلام کے ہیں کہ اوسکو فرشتے اُٹھائے ہوئے لائے اور اوس کے برکات کا
بھی ذکر ہے۔ پس کیا عزت ہے خدا کے پاس آثار انبیاء علیہم السلام کی جسکو فرشتے
اوٹھائے ہوئے لائے اور کیا برکات اوس سے ظاہر ہوئے جسکا ذکر خدا نے
قرآن میں فرمایا پس آثار صالحین کی حرمت وکرامت اور اوس کے برکات قطعی الثبوت
ہیں جسپر قرآن مجید ناطق ہے۔ کہے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنے کتاب المضنون بہ علی غیر اھلہ میں کہ قرب سات قالب شریف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو اخص الخواص اور وسیلہ تامہ
ہے اور موجب شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہے اور قرب سات فرزند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آپکے جز ہیں اگرچہ
چند واسطوں کے ساتھ ہوں اور قرب سات مشہد شریف آپ سے اور بلدہ مبارک
ومسجد منیف اور عصا اور کوڑے اور نعل مبارک اور تکیہ آپکے اور قرب

ساتھ عادت اور سیرت آپ کے اور قرب اوس چیز کے ساتھ جس کو آپ کی ذات
شریف سے مناسبت ہے یہ ایسا قرب ہے کہ باعث آپ کی شفاعت کا ہے اس
لیے کہ انبیاء علیہم السلام کا دنیا میں ہونا یا عالم آخرت میں ہونے میں کچھ فرق نہیں ہے
مگر طریق معرفت میں پس آلہ معرفت اون کا دنیا میں حواس ظاہرہ ہیں اور آخرت میں
وہ آلہ ہے جس سے غیب جانا جاتا ہے یا لباس ہیں عالم مثال کی یا علی سبیل التصریح
لیکن دوسرے احوال جو وہ آپ سے نزدیکی چاہتے ہیں اور آپ سے قرب حاصل
کرنے میں ہے پس حال متغیر نہیں ہے برابر ہے کہ آپ دنیا میں ہوں یا عالم آخرت میں ہوں
اور رکن اعظم اس باب میں مدد چاہنا ہے اور اہتمام ہے مدد چاہنے میں جانب سے
مدد چاہنے والوں کے اس وقت آپ کی جانب سے مدد پہونچتی ہے اگرچہ مدد چاہنے
والوں کو آپ کے مدد کا حال معلوم نہو. پس تحقیق کہ اگر موئے مبارک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا یا آپ کا تکیہ یا آپ کا کوڑا کسی گنہگار کی قبر پر رکھا جائے تو نجات
پاتا ہے۔ گنہگار بہ باعث اس ذخیرہ کے عذاب سے اگر یہ چیزیں کسی کے گھر میں یا
بلد میں ہوں تو نہیں پہونچتی ہے مکان اور صاحب مکان کو اور بلدہ اور ساکنان بلدہ کو
بلا اگرچہ اسکو صاحب مکان اور ساکنان بلدہ نہ جانیں پس تحقیق کہ اہتمام نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا جو آپ عالم آخرت میں ہیں مصروف ہے طرف اوس چیز کے جو آپ کی
طرف منسوب ہے اور دفع کرنا مکروہات اور امراض اور عقوبات کا مفوض ہے خدا کی
جانب سے فرشتوں کی طرف اور ہر فرشتہ مصروف ہے طرف پورا کرنے اوس چیز کے
جس بات کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حریص ہیں جیسا کہ آپ دنیا میں جس بات کے
حریص تھے یعنے امت مرحومہ کی رفاہیت کی جیسا کہ خدا نے فرمایا حریص علیکم

بالمؤمنین روف رحیم روایت ہے کہ آپ نے کسی مومن امتی کی قبر پر ایک شاخ سبز بودیئے اور فرمائے کہ خدا اس صاحب قبر کے عذاب کو دور کریگا جب تک کہ یہ شاخ تازہ ہے اور یہ امر آپ کی دست شریف کے برکات ہیں اور جو شخص کہ کسی بادشاہ کا مطیع ہوتا ہے اور اوس کی تعظیم کرتا ہے جب کہ وہ شخص اوس بادشاہ کی شہر میں داخل ہوا اور اوس بادشاہ کے ترکش کا تیر یا اوس کا کوڑا دیکھے پس وہ اوس بلدہ کی اور وہ سب چیزوں اور بادشاہ کی تعظیم کرتا ہے۔ پس ملائکہ علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں جب وہ آپ کے اس ذخائر کو دیکھتے ہیں کسی گھر میں یا بلدہ میں یا قبر پر تو صاحب قبر کی تعظیم کرتے ہیں اور اوس سے عذاب کو دور کرتے ہیں اور اوس کو عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ پس بسبب اس امر کے میت کو نفع پہونچتا ہے کہ اموات کے قبور پر مصاحف رکھے جائیں اور بالین قبور پر قرآن پڑھا جاوے اور قرآن کاغذ پر لکھ کر میت کے ہاتھ میں دیا جاتا ہے انتہی۔ مؤلف کہتا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منسوبات چیزوں میں یہ برکات کیوں نہ ظاہر ہوں کیونکہ آپ کے صالحین امت کی منسوبات چیزوں میں تبرکات ظاہر ہوتے ہیں۔

کتاب مشرب روی میں بحوالۂ قول بعض علما لکھے ہیں کہ جو عالم پرہیزگار جن کا قول اور علم موافق اون کے عمل کے ہو تو لائق تر ہے کہ اون کے انوار سے فیض حاصل کیا جائے اور ان کے آثار سے برکات حاصل کیجائیں کسی نے پوچھا عارف باللہ شیخ عبد اللہ ابن ابی بکر عیدروس رضی اللہ عنہ سے کہ آثار صالحین سے برکات حاصل کرنے کے کیا معنے ہیں اونہوں نے فرمائے اس لئے کہ اون کی سکونت کی جائیں ملی ہوئی ہیں اون کے لباسوں کی ساتھ

اور اُن کے لباس اونکی ارواح کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ارواح اونکی ملابس ہیں
حضرت پروردگار سے پھر یہ شعر پڑھا ہے شعر

تفوح ارياح بنجد من ثيابہم عن القدوم لقرب العهد

اور کہا ہے بعض عارفین نے تحقیق کہ مشائخ جس وقت وفات پاتے ہیں تو اپنی ہمّت کو اون لوگوں کے طرف چھوڑتے ہیں جو لوگ کہ اون کی طرف منسوب ہیں جیسا کہ لوگ برکت حاصل کرتے ہیں صالحین کے زاویوں کے ساتھ جن کو وہ آباد بذکر الٰہی کرتے تھے اور اسی وجہ سے جو شخص کہ اوس جائے میں داخل ہوتا ہے جس جائے میں کوئی اولیاء کبار سے رہتے تھے وہ رقت قلبی اور توجہ الی اللہ اوس جائے میں پاتا ہے جو دوسری مقامات میں نہیں پاتا انتہیٰ۔ تسبیح اور سجادہ اور عصاء وغیرہ یہ بھی بزرگان دین کے آثار اور تبرکات سے ہیں۔ جن کو شیوخ اپنے اپنے خلفاء کو دیا کرتے ہیں اور تسبیح رکھنے کو متبعین فرقہ نجدیہ وہابیہ بدعت ممنوعہ کہتے ہیں لہذا تسبیح رکھنے کا اصل سنت اور طریقۂ سلف سے بیان کیا جاتا ہے۔

اصل تسبیح رکھنے کا عہد نبویہ اور سنت صحابا رضی اللہ عنہم اور سلف سے

جاننا چاہیئے کہ اصل تسبیح رکھنے کا یہ ہے کہ سوائے شمار قلبی اور لسانی کے کسی اور چیز سے شمار تسبیحات اور صلوات وغیرہ کا کیا جائے پھر وہ قرأت انگلیوں سے یا اور کسی چیز سے ہو لیکن شمار انگلیوں سے ہو وہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقد انامل فرمائے ہیں اور سوائے انگشتان دست

سے کھجور کے گٹھلیوں پر شمار فعل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے عہد نبوی میں ہوا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ فرما کر منع نہیں فرمائے۔
خزینۃ الاسرار میں لکھے ہیں واخرج الطبرانی والترمذی عن صفیۃ
ام المومنین رضی اللہ عنہا انہا اجتمعت عندہا اربعۃ آلاف نواۃ لتعد بہا
تسبیحہا فجاء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال صلی اللہ علیہ
والہ وسلم قد سبحت منذ وقفت علی راسک اکثر من ہذا العدد
من غیر طی اللسان او بسط الزمان فقالت علمنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم فی زمانٍ یسیرٍ تسبیحی بعدد کثیر فقال صلی اللہ علیہ والہ
وسلم قولی سبحان اللہ عدد خلقہ ترجمہ اور روایت کئے طبرانی
اور ترمذی نے صفیہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے کہ وہ جمع کئے چار ہزار تخم خرما
اپنے نزدیک تاکہ شمار کریں اوس کے سات قرأت سبحان اللہ کو پس تشریف فرما
ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمائے کہ میں نے سبحان اللہ اس سے
زیادہ قرأت کیا جس قدر تمہارے پاس تخم خرما جمع ہیں بغیر طے لسان اور
بسط زمان کے پس اونہوں نے کہے مجھکو آپ سکھائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کہ میرے قرأت سبحان اللہ تھوڑے زمانہ میں عدد کثیر کے سات ہو
پس آپ نے فرمائے کہ تم کہو سبحان اللہ عدد خلقہ انتہی۔ اور یہ تسبیح کا رکھنا
بعینہ عہد صحابہ میں ہوا اور یہی سنت سلف ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی نے اپنی کتاب الانتباہ فی سلاسل الاولیاء میں لکھے ہیں لیکن تسبیح پس
دئے مجھکو سید عمر نواسے شیخ عبد البصری مکی کے اونہوں نے کہا کہ مجھکو تسبیح دئے

پھر سے جد شیخ عبداللہ اون کو دیئے اون کے شیخ محمد ابن محمد بن سلیمان نے اونھون نے کہے کہ مجھکو تسبیح دئے ابو عثمان جزائری نے وہ لئے ابو عثمان حضرمی سے وہ سیدی احمد حجی سے وہ سید ابراہیم تازی سے وہ ابو الفتح راعی سے وہ ابو العباس احمد بن بکر بزاز سے وہ مجد الدّین محمد بن یعقوب بن محمد فیروز آبادی بغدادی سے وہ جمال الدّین یوسف بن محمد الدمیری سے وہ تقی الدّین ابن ابو الثنا محمد بن یعلی سے وہ مجد الدین بن عبد اللہ بن ابو الجیش مقری سے وہ اپنے والد سے وہ ابو الفضل محمد بن ناصر سے وہ ابو محمد عبد اللہ سمرقندی سے وہ ابو بکر محمد بن علی سلامی حداد سے وہ ابو نصر عبد الوہاب بن عبد اللہ بن عمر سے وہ ابو الحسن علی ابن الحسن بن قاسم صوفی سے اونھوں نے کہے کہ میں سنا ہوں ابو الحسن مالکی سے اوس حال میں کہ اونکے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ پس میں نے کہا اے استاد آپ ابھی تک تسبیح رکھتے ہو۔ پس انھوں نے کہے کہ میں نے اپنے استاد جنید کو دیکھا ہوں اور اون کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ پس میں اون کو کہا کہ اے میرے استاد تم اب تک تسبیح رکھتے ہو انھوں نے کہے کہ میں اپنے اوستاد سری ابن مغلس سقطی کو دیکھا کہ اون کے ہاتھ میں تسبیح تھی پس میں نے اونکو کہا اے استاد آپ تسبیح رکھتے ہو۔ پس اونھوں نے کہے کہ میں نے اپنے استاد معروف کرخی کو دیکھا کہ اون کے ہات میں تسبیح تھی۔ پس میں نے اون سے پوچھا جو تم نے مجھ سے پوچھے اونھوں نے کہے کہ میں نے ایسا ہے بشر حافی کو دیکھا کہ اون کے ہاتھ میں تسبیح تھی پس میں نے اون سے پوچھا جو تم نے مجھ سے پوچھے انھوں نے مجھ سے کہے کہ میں نے عمر مکی کو دیکھا کہ اون کے ہاتھ میں تسبیح تھی پس میں نے اون سے پوچھا جو تم نے مجھ سے پوچھے اونھوں نے کہے کہ میں نے اپنے

اوستاد حسن بصری کو دیکھا کہ اون کے ہاتھہ میں تسبیح تھی میں نے اون کو کہا
اے اوستاد باوجود عظمتِ شان اور حسنِ عبادت کی اب تک آپ تسبیح
رکھتے ہو۔ اونہوں نے کہے کہ یہ شئے ہے کہ ہم اس کا استعمال ابتداء حال میں
کرتے تھے تو ہم اس کو نہایت حال میں بہی نہین چھوڑینگے۔ میں اس امر کو دوست
رکھتا ہوں کہ خدا کو دل سے اور ہاتھ اور زبان سے یاد کروں۔ شیخ ابو العباس
اللہ داد نے کہے ظاہر ہوتا ہے قول سے حسن بصری کے کہ تسبیح کا استعمال
عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود تھا بسبب قول حسن بصریؒ کے
کہ ہم تسبیح کا استعمال ابتداء حال میں کرتے تھے۔ اور ابتداء حال حسن بصری
رضی اللہ عنہ کا بے شک ساتھ صحابہ کرام کے تھا رضی اللہ عنہم اس لئے
کہ وہ پیدا ہوے اوس وقت میں جو دو سال تھی خلافت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ
سے اور دیکھے حسن بصری رضی اللہ عنہ نے عثمان اور علی اور طلحہ رضی اللہ عنہم
کو اور موجود تھی زمانہ محاصرہ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ میں اور عمر آپکی
اوس وقت میں چودہ ۱۴ سال کی تھی اور روایت کیے حدیث کو عثمان اور علی اور
عمران ابن حصین اور معقل ابن یسار اور ابو بکرہ اور ابو موسیٰ اور ابن عباس
اور جابر ابن عبد اللہ اور خلق کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے
اور خلاف روایت حدیث میں حسن بصری کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
مشہور ہے فتاوے حدیثیہ میں لکھے ہیں کہ کہے امام ابن حجر ہیتمی مکی نے کہ
روایت ہے کہ جنید رضی اللہ عنہ کے پاس تسبیح تھی کسی نے آپ کو کہا کہ
اے امام کیا آپ کو تسبیح کی حاجت ہے۔ پس آپ نے فرمائے کہ جس طریق

سے ہم خدا کی طرف پہونچے اوسکو ہم چھوڑیں گے نہیں انتہیٰ مؤلف کہتا ہے کہ سید الطائفہ جنید رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے کس قدر تسبیح رکھنے کا فائدہ معلوم ہوا کہ آپ نے اپنے وصول الی اللہ کا طریق تسبیح رکھنے کو فرمائے۔

رویت الٰہی صالحین کیلئے

امام علامہ قشیری اپنے رسالہ میں لکھے ہیں کہ آیا جائز ہے خدا کی رویت بصر سے آج کے روز دنیا میں بطریق کرامت کے پس جواب اس سوال کا یہ ہے کہ قوی تر اس میں یہ مذہب ہے کہ یہ جائز نہیں ہے بسبب حاصل ہونے اجماع کے اس پر اور بہ تحقیق کہ میں سنا ہوں امام ابو بکر ابن فورک سے کہ وہ اس باب میں ابو الحسن اشعری سے دو قول نقل کرتے ہیں۔ فتاویٰ حدیثیہ میں لکھا ہے کہ امام ابن حجر ہیتمی سے کسی نے سوال کیا کہ رویت خدائے تعالےٰ کی موقف حشر میں عورتوں کو مثل مردوں کے ہوگی پس اونہوں نے جواب دئے کہ ہاں رویت الٰہی موقف حشر میں عورتوں کو مثل مردوں کے ہوگی بلکہ ایک جماعت اہل سنت کی اس بات کی قائل ہے کہ رویت الٰہی منافقین کو بھی موقف حشر میں ہوگی اور ایک جماعت اہل سنت کی اس امر کی قائل ہے کہ رویت الٰہی موقف حشر میں کافروں اور منافقین کو بھی ہوگی لیکن رویت الٰہی جنت میں پس اجماع کئے اہل سنت اس بات پر کہ وہ حاصل ہے انبیاء علیہم السلام اور مرسلین کو مطلقاً اور صدیقین کو ہر امت اور مردوں کو مومنین بشر کے اس امت کو اور مختلف ہوئے علماء نساء میں پس بعضوں نے کہا کہ عورتیں جنت میں خدا کو نہیں دیکھیں گی اس لئے کہ وہ مقصورات فی الخیام میں یعنی پردہ نشین ہیں اور اون کی رویت الٰہی

کے باب میں شرع میں تصریح نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ اون کو رویت الٰہی جنت میں ہوگی واسطے عام ہونے نصوص کے یعنے شرع میں تخصیص رویت الٰہی کی مردوں کے لئے نہیں ہے بلکہ مومنین کا ذکر ہے اوس میں عورتیں بھی داخل ہیں بعضوں نے کہا کہ وہ اعیاد میں خدا کو دیکھیں گے اور جمعہ اور اعیاد میں مثل مردون کے خدا کو نہیں دیکھیں گے اور یہی مذہب راجح ہے اور ابن رجب بھی اسی مذہب کی طرف مائل ہیں بسبب وارد ہونے حدیث کے اس باب میں روایت کیے دارقطنی نے جس وقت روز قیامت کا ہوگا مومنین اپنے پروردگار کو دیکھیں گے اور مومنات یوم فطر و اضحیٰ کو دیکھیں گے اس حدیث میں اگرچہ رویت جنت کا ذکر نہیں ہے بلکہ ظاہر حدیث رویت موقف معلوم ہوتا ہے لیکن جبکہ ذکر یوم فطر اور یوم اضحیٰ کا ہوا تو یہ قرینہ ہوا اس بات کا کہ مراد اس رویت سے رویت جنت ہے فطر و اضحیٰ قیامت میں کہاں ہے البتہ جمعہ جنت کا رویت الٰہی میں مذکور ہے ویسا ہی فطر و اضحیٰ بھی جنت میں ہونا ممکن ہے۔ علامہ سیوطی نے کہا کہ صدیقات عورتیں بھی مردوں کے برابر ہیں رویت الٰہی میں بباعث اعزاز و اکرام اون کے خدا کی جانب سے۔ معلوم رہے کہ یہ خلاصہ دو جوابوں کا ہے کہ علامہ ابن حجر نے جو دو سوالوں کے جواب میں فرمائے ہیں۔

ایضاً فتاوے حدیثیہ میں لکھا ہے کہ کسی نے علامہ ابن حجر سے پوچھا کہ فرشتے بھی خدا کو دیکھیں گے۔ پس اونہوں نے جواب دئے کہ ذکر کئے عزالدین عبدالسلام نے کہ نہیں دیکھیں گے اور اوس پر طولانی تقریر سے دلیل لائے اور اُن کے تابع ایک جماعت ہوئی اور امام اہل سنت ابو الحسن اشعری نے رضی اللہ عنہ

اپنی کتاب ابانت فی اصول الدیانت میں کہے ہیں کہ فرشتے خدا کو دیکھیں گے امام بیہقی
بھی اون کے تابع ہوئے اور اس باب میں حدیث عمرو ابن العاص اور ایک صحابی سے
روایت کئے اور موافق اوس کے ابن قیم اور جلال الدین بلقینی کا قول آیا ہے اور ایک حدیث
میں وارد ہے جسکو حاکم نے تصحیح کئے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اس وقت تک خدا کو
نہیں دیکھینگے جبتک کہ موقف حشر میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کیلئے
سجدہ نکریں گے لیکن اس سے یہ امر لازم نہیں آتا کہ بعد سجدہ کرنے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بھی جبرئیل علیہ السلام اور بقیہ ملائکہ خدا کو نہیں دیکھیں گے
لیکن جلال الدین بلقینی نے کہے کہ ملائکہ خدا کو دیکھیں گے اور مومنین جن بھی خدا کو
دیکھیں گے کیونکہ حدیث میں جو رویت الٰہی مومنین کے لئے ہے وہ مومنین جن و
انس کو شامل ہے۔

ایضاً فتاوے حدیثیہ میں لکھا ہے کہ کسی نے علامہ ابن حجر سے پوچھا کہ مومنین
امم سابقہ کے مثل مومنین اس امت کے خدا کو دیکھیں گے تو آپنے جواب دئے کہ
ابن مالک کی اس میں دو احتمال ہیں لیکن ابن مالک نے کہے کہ ظاہر تر یہ ہے کہ امت ہائے
سابقہ بھی مثل اس امت کے خدا کو دیکھیں گے۔

انبیاء علیہم السلام کو حالت خواب اور بیداری میں دیکھنا

دیکھنا انبیا علیہ السلام کو حالت خواب اور بیداری میں حدیث اور واقعات
متواتر اولیاء اللہ سے ثابت ہے بموجب حدیث قولی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی جو کہ مجھکو خواب میں دیکھے وہ قریب ہے کہ بیداری میں دیکھے گا۔

بہجۃ الاسرار میں چند روایات ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

سیدنا سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں خود آپ اور اولیاء حاضرین مجلس آپ کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے ہیں خلیفہ نصر ملکی اور شیخ ابوالواہب شاذلی اور شیخ شمس الدین حنفی رضی اللہ عنہم اور بہت سے اولیاء اللہ کثیر الرؤیا ربقظۃ ومناماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے ہیں۔ جس سے بہجۃ الاسرار اور طبقات کبریٰ علامہ شعرانی اور کتب تراجم اولیاء اللہ مملو ہیں اور خاص اسباب میں کواکب ظاہرہ بروئیۃ سید الدین والاخرۃ یقظۃ ومناماً جو مستقل تصنیف ہے۔ کتب خانہ شیخ الاسلام مدینۂ طیبہ میں موجود ہے جو چاہیں ملاحظہ کریں

سماع کا بیان

جامع اصول اولیاء میں لکھا ہے کہ سماع میں اختلاف ہے بعضے اشعار کا سننا خوش الحانی سے مباح کہتے ہیں اور یہ مذہب مالک ابن انس و ابن جریج اور کل اہل حجاز کا ہے اور حسن اور قبح سماع کا امور اضافیہ سے ہے کہ بعضے اشیاء بہ نسبت ایک شخص حسن اور بہ نسبت دوسرے شخص کے قبیح ہوتے ہیں کسی نے ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کا حال پوچھا کہ جائز ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ سماع ایک حال ہے کہ خدا کے جانب سے آتا ہے اور متوجہ کرتا ہے قلوب کو طرف حق تعالےٰ کے۔ پس جو شخص سنے سماع کو ساتھ رجوع کے طرف حق تعالےٰ کے وہ مرتبہ تحقیق کو پہونچا اور جو شخص اسکو خواہش نفسانی کے ساتھ سنا تو زندیق ہوا علامۂ شعرانی طبقات میں لکھے ہیں کہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ ایک قوم وجد کرتے ہیں اور جھکتے ہیں آپ نے فرمائے کہ اون کو اون کے حال پر چھوڑ دو اور مت انکار کرو تم مگر اس امر پر جو شریعت میں علانیہ گناہ ہے لیکن

سلوک طریق نے اون لوگون کے جگروں کو پارہ پارہ کیا ہے پس اون پر کچھ حرج نہیں جبکہ وہ راحت لیویں اپنے حال کے دوا کے واسطے۔ اے برادر اگر میں اونکا حال کہوں اور مذاق اون کا بیان کروں تو تم اون کو معذور رکھوگے اون کی چیخوں میں اور کپڑے پھاڑنے میں پس خدا عطا کرے اے میری اولاد طریقِ نیک کا سلوک تحقیق کہ وہ سمیع مجیب ہے۔

ایضاً طبقات میں شیخ ابوالعباس مرسی شاذلی سے روایت ہے کہ کامل وہ ہے کہ وہ حال کا مالک ہو اور علم اوس کا وسیع ہو جیسا کہ کسی نے کسی عارف سے پوچھا کہ کل کے روز آپ نے سماع میں کیوں حرکت نہیں کئے اونہوں نے فرمائے کہ مجلس میں ایک بڑے مرتبہ کی ولی تھے۔ پس میں نے اون کی تعظیم اور ادب کیا اگر میں اپنے وجد میں تنہا ہوتا تو اپنے حال کو چھوڑتا اور وجد کرتا پس نظر کرو تم کہ کیسا اون کا حال اون کے زمامِ اختیار میں تھا کہ اگر چاہیں روکیں اگر چاہیں چھوڑیں اور جبوقت کہ وسیع ہو قلب اللہ کی معرفت کے ساتھ تو آتے ہیں اوس قلب میں واردات ربانیہ اسی لئے نہیں معلوم ہوئے احوال اکابر کے جو صاحب مقامات ہیں اور مشہور ہوے صاحب احوال بسبب ظاہر ہونے آثار مواہب الٰہیہ کے اون پر بباعث ضعف اون کے اوس احوال کے چھپانے سے اور بہ سبب تنگ ہونے اون کی وسعت سے اون کے احوال اور بسا وقت صاحب حال خدا اور خلق کے پاس بباعث رجوع ہونے خلق کے مشہور زیادہ ہے۔ صاحب مقام سے باوجودیکہ درمیان صاحب حال اور صاحب مقام کے فرق مثل آسمان اور زمین کے ہے اور کہے ابن عطا نے

کہ جب مرد علوم الٰہیہ اور معارف ربانیہ میں مستحکم ہوتا ہے تو اس عالم میں نامعلوم ہوتا ہے۔ پس کم ہوتے ہیں وہ لوگ جو اوس کو جانیں۔ اور مفقود ہیں وہ لوگ جو اوس کے علم کا احاطہ کریں۔

ایضاً طبقات میں جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کسی نے اون سے سوال کئے کہ انسان ہری کہتا ہے۔ ہدی اشعار بالحان ہے کہ جس سے اونٹ مست ہوتا اور طے مسافت اوس پر آسان ہوتی ہے انتہیٰ۔ اور جب وہ سماع سنتا ہے تو مضطرب ہوتا ہے اونہوں نے کہے کہ جب خدا روز میثاق میں بقول الست بربکم ارواح سے مخاطب ہوا تو خدا کے کلام کی شیرینی ارواح میں جا گیر ہوی۔ پس جس وقت وہ سماع سنتے ہیں تو خدا کے کلام کی شیرینی اون کو متحرک کرتی ہے۔ خدا کی رحمت تین وقت فقراء پر نازل ہوتی ہے وقت سماع کے کہ وہ سماع نہیں سنتے ہیں۔ مگر واردات حق تعالےٰ سے اور وقت کھانیکے کہ وہ نہیں کھاتے ہیں مگر بوقت فاقہ کے اور وقت تذکرہ علم کے کہ وہ نہیں ذکر کرتے ہیں مگر احوال اولیاء اللہ کو۔ جامع اصول اولیاء میں لکھا ہے استاد ابو علی سے کہ سماع حرام ہے عوام پر بسبب باقی رہنے نفوس اون کے مباح ہے زاہدین کے لئے بسبب مجاہدات اون کے۔ فتاوی حدیثیہ میں امام ابن حجر ہیتمی نے شبلی رضی اللہ عنہ سے صوفی کی تعریف میں کہے ہیں کہ صوفی ساتھ خدا کے ہو بغیر علاقہ کی یعنی وہ خدا کی عبادت بغرض جنت نہیں کرتے اور وہ اوس چیز سے علیحدہ ہیں جو چیز کہ حق تعالیٰ سے غافل کرے اور وہ ذکر حق تعالےٰ بہ جمعیت خاطر کرتے ہیں اور وجد ساتھ سماع کے اور عمل ساتھ اتباع سنت کے کرتے ہیں۔

ذکر سماع سیدنا سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا

بہجۃ الاسرار میں باسناد صحیحہ شیخ ابو مسعود مدلل اور شیخ عمر بزاز اور شیخ ناصر الدین ابن قائد الاموانی نے شیخ علی ابن ہیتمی رضی اللہ عنہم سے روایت کئے ہیں کہ بغداد شریف میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ شیخ علی ابن ہیتمی اور شیخ ہنا ابن بطور اور شیخ ابو سعد قیلوی رضی اللہ عنہم ایک مکان میں جو باب ازج کے قریب تھا جمع ہوئے اور حضرت معارف الٰہیہ میں کلام باعظمت فرمائے پھر حاضرین نے اذن قوال کا چاہے پس آپ نے اذن قوال دئے۔ قوال نے جو اشعار محبت الٰہی میں پڑھے میں اختصاراً اوس کو حذف کیا پس حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہوا پر بلند ہوئے اور ہوا میں گردش فرمانے لگے پھر مدرسہ میں تشریف فرما ہوئے۔ فتح الربانی میں روایت ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سماع اور وجد میں تھے کہ آپ کے پاس ایک کاغذ آیا اوس میں یہ سوال تھا کہ نکاح میں اختلاف ہے کیا وہ واجب ہے یا سنت الی آخرہ۔

وجد صوفیہ کا اصل فعل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بحضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

فتاوے حدیثیہ میں لکھا ہے

کسی شخص نے ابن حجر ہیتمی سے پوچھا رضی اللہ عنہ کہ رقص صوفیہ کا وقت وجد کے ایا اس کے لئے کوئی اصل ہے تو آپ نے جواب دئے کہ ہاں اصل ہے۔ روایت ہے حدیث میں کہ جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رقص کئے روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ آپ نے اون کو فرمائے کہ

تم مشابہ ہو میرے خلق میں اور میرے ظاہر خلقت میں تو جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
کو وجد ہوا اور یہ مرلذت خطاب نبوی سے ہوا جو حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
جعفر ابن ابی طالب کو فرمائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن پر انکار نہیں
فرمائے اور یہ تحقیق کہ روایت صحیحہ سے ثابت ہوا کھڑا ہونا اور رقص مجالس ذکر اور سماع
میں کبار ائمہ رضی اللہ عنہم سے اُن میں سے شیخ عزالدین ابن سلام ہیں رضی اللہ عنہ
علامہ سیوطی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب دُرر المنتثرہ فی احادیث المشتہرۃ میں لکھے ہیں
یہ حدیث کہ ابو محذورہ نے یہ مصرع کو روبرو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑھے ع
لسعت حیۃ الھوی کبدی البین ترجمہ کاٹا محبت کا سانپ میرے جگر کو جو میرے
درمیان میں ہے پس وجد فرمائے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہے ابن تیمیہ نے کہ یہ حدیث
کذب موضوع ہے باتفاق علماء حدیث علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ روایت کئے
اوس کو دیلمی نے کہ منفرد ہوئے اس حدیث کی روایت میں ابو بکر عمار ابن اسحاق انتہیٰ

وجد بباعث بیہوشی اور مثل نوم ہو نیکے ناقض وضو مثل نوم ہے یا نہیں

فتاوی حدیثیہ میں لکھا ہے کہ علامہ ابن حجر مکی نے ایک شخص کے سوال کے جواب میں
فرمائے کہ انوار واردات اس قدر مستولی ہوں کہ عقل کو بالکلیہ پوشیدہ کردیں کہ جو سنتا
ہے اوس کو سمجھتا نہیں اور جو کرتا ہے اسکو جانتا نہیں پس انتقاض وضو کا اسحالت میں شک
نہیں ہے لیکن غیبت جو حالت اولیاء اللہ کی ہے جسکو ہم اولیاء اللہ کے احوال میں بیان
کرتے ہیں پس عقل اس حالت میں بحالہ باقی رہتی ہے اور نہیں ظاہر ہوتی ہے اون کو اس
حالت میں مگر وہ شے جو عقل کو مغلوب کرتی ہے اور انکو احاطہ اعتدال سے خارج کرتی ہے
بباعث استغراق کے انوار شہود میں پس وہ مثل غنودگی کے ہے کہ ناقص وضو نہیں ہے

اور اکثر ارباب احوال پر بقا شعور اور عدم انحراف اون کا طریقہ کمال سے ہوتا ہے قدس اللہ اسرارہم۔

احادیث اباحت سماع کی

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعض غزوات سے عود فرماے پس ایک لڑکی سیاہ فام حسب نذر اپنی دف بجا کر گا رہی تھی کہ صحابۂ ثلثہ حاضر ہوے اور اوسی حالت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوے تو وہ دف کو زمین پر رکھکر اوس پر بیٹھ گئی الیٰ آخرہ روایت کئے اوس کو ترمذی نے کذا فی المشکوۃ حاشیہ میں فتاوی عالمگیری سے نقل کئے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ آواز عورت کا راگ کے ساتھ مباح ہے جبکہ خوف فتنہ کا نہو۔ حدیث ثانی ایضاً مشکوۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قرابت کے ایک لڑکی کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شادی کی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے تشریف فرما ہو کر فرمائے کہ کیا تم نے لڑکی کو شوہر کے مکان میں بھیجدئے اونہوں نے عرض کئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاں بھیجدی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ کیا اوس کے ساتھ گانے والی کو بھی بھیجے اونہوں نے عرض کئے کہ نہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ قوم انصار غزل کو دوست رکھتے ہیں (کہ وہ لڑکی قوم انصار سے تھی) پس کیوں نہیں بھیجے تم اوس لڑکی کے ساتھ اوسکو جو کہتی اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم اور دوسری روایت ہے جو ابن حبان نے عائشہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے اسی واقعہ میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے حضرت عائشہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کو تم نے راگ کیوں نہیں گوائے کہ قبیلہ انصار راگ پسند کرتے ہیں ایضاً مشکوۃ میں ترمذی

نے عائشہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ اعلان کرو تم نکاح کا اور کرو تم اسکو مسجدوں میں اور نکاح میں دف بجاؤ ایضاً احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے محمد ابن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمائے کہ فرق درمیان حلال اور حرام کے خوش آوازی اور دف نکاح میں ہے ایضاً نسائی نے عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کئے اونہوں نے کہے کہ گیا میں قرظہ ابن کعب اور ابو مسعود انصاری کی پاس شادی میں اور دیکھا لڑکیوں کو کہ گا رہی تھیں پس میرے اعتراض پر انہوں نے کہے کہ اگر تمہارا دل چاہے ہمارے پاس بیٹھو اگر چاہو چلے جاؤ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شادی میں لہو کی اجازت دی ایضاً ابو داود نے عمر بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے جد سے روایت کئے کہ ایک عورت نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نذر کی ہوں کہ آپ کی بالیں مبارک پر دف بجاؤں آپ نے فرمائے کہ تو اپنے نذر کو پورا کر کذا فی المشکوۃ۔

احادیث جسمیں منع سماع اور مزامیر وارد ہے

امام احمد نے ابو امامہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے اونہوں نے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمائے کہ خدا نے مجھے رحمت اور ہدایت عالمین کیلئے مبعوث کیا کہ میں مزامیر کو مٹا دوں مسلم نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے کہ ایک شاعر شعر کہہ رہا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ یہ شیطان ہے اوس کو پکڑو اگر کسی مرد کا شکم پیپ سے بھرے تو بہتر ہے کہ شعر سے بھرے بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے کہ راگ نفاق کو اگاتا ہے قلب میں

جیسا کہ پانی زراعت کو اگاتا ہے مروی ہے نافع سے وہ کہتے ہیں کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک راستہ سے جارہے تھے اونہوں نے آواز مزمار کی سن کر اپنے ہر دو انگشت کو اپنے دونوں کانوں میں رکھے اور اوس راستہ سے دور ہو گئے دوسری جانب پھر کہے کہ تم اب آواز مزمار کی سنتے ہو میں نے کہا کہ نہیں پس اونہوں نے انگلیاں اپنے کانوں سے اوٹھائے اور کہئے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے آواز مزمار کا سنے پس کئے آپ نے جیسا کہ میں نے کیا۔ روایت کئے اس کو احمد اور ابو داؤد نے کذا فی المشکوٰۃ مولف کہتا ہے کہ جو لوگ سماع کو بغیر تقریب نکاح کے بھی مباح جانتے ہیں احادیث منع کو محمول کرتے ہیں حل احتیاط اور تنزہ پر نہ حرمت پر کیونکہ اگر سماع حرام قطعی ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکاح میں کیوں اجازت دیتے بلکہ اوسکو منع بہ تشدد فرماتے کہ حرام کی ساتھ نذر جائز نہیں پس مزمار کی آواز پر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کان میں انگلیاں رکھنا بھی حرمت مزمار پر دلالت نہیں کرتا بلکہ تنزہ اور احتیاط پر دلالت کرتا ہے کہ آپ احتیاط اور تنزہ میں بدرجہ اعلیٰ ہیں اگر آواز مزمار حرام ہوتا تو آپ اوسکو بہ تشدد منع فرماتے جیسا کہ آپ نے شراب کو منع بہ تشدد کئے اور پھنکوا دئے نہ یہ کہ فقط کان میں انگلیاں رکھ کر راستہ سے علیحدہ ہوتے اور جو لوگ کہ سماع کی حرمت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ محض تقریب نکاح میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماع جو جائز رکھے یا نذر میں آپ کے بوجہ قدوم مبارک جائز ہوا باقی اور حالات میں منع ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

اقوال فقہا سماع کے باب میں

حاشیہ مشکوٰۃ میں بحوالہ فتاوے قاضی خاں لکھے ہیں کہ

سننا آواز ملاہی کا مثل استماع مزامیر ہے۔

مروی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ سننا آواز ملاہی کا معصیت ہے اور بیٹھنا اوس میں فسق ہے اور لذت حاصل کرنا اوس سے کفر ہے۔ کہے قاضی خاں نے کہ یہ کفر بر طریق تشدد ہے اور واجب ہے کہ کوشش تمام کرے یہ کہ نہ سنے بسبب اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لئے انتہیٰ۔ مؤلف کہتا ہے کہ فقہ اور حدیث میں منع صوت ملاہی سے ہے یعنے جو آواز غنا اور مزامیر کے بطریق لہو ولعب ہو وہ اولیاء اللہ کے پاس بھی حرام ہے بلکہ اولیاء اللہ کے پاس بہت سی ایسی چیزیں حرام ہیں جو فقہا کے پاس حلال اور مباح ہیں وہ یہ کہ جو کام کہ نفس کے خواہش سے کئے جائیں خواہ وہ کھانا ہو یا پینا ہو یا چلنا ہو یا پھرنا ہو یا جو کام ہوں وہ فرماتے ہیں ماکان للہ فھو زین وماکان بغیر اللہ فھو شین یعنی جو کام خدا کے لئے ہو وہ بہتر ہے جو کام غیر حق کے لئے کیا جائے وہ بُرا بلکہ اونکے پاس عبادت آلہی اگرچہ بے شائبہ ریا کیا جائے مگر بخوفِ دوزخ یا بخواہش جنت کیا جائے یہ بھی اون کے پاس خواہش نفس میں داخل ہے خدا تعالےٰ جنت کی صفت میں فرمایا ہے فیھا ماتشتھیہ الانفس وتلذ الاعین اولیاء اللہ کے پاس وہ عبادت قابل شمار ہے جو خالص خدا کی محبت سے بلا اغراض نفسانیہ کی جائے جناب احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

احمد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است ہردم رضائے جاناں رضوان شد است ما را

اور وہ فرماتے ہیں ان کان الجنۃ بغیر لقائہ فوا ویلاہ وان کان للنار بلقائہ فوا اشوقاہ یعنے بغیر لقاء آلہی کے اگر جنت ملی تو بس ویل اور خرابی ہے اگر دوزخ اوسکی لقا کے ساتھ ملے تو ہمکو بہت اشتیاق ہے حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک کتاب فتح الربانی میں منقول ہے کہ آپ نے فرمائے

جنة القوم قربه وبعده نارهم یعنے قوم اولیاء اللہ کی جنت نسبت رب ہے اور
حسن خدائے تعالےٰ کی دوری دوزخ ہے۔ لا یتمنون الا جنتهم ولا یخافون الا
نارهم نہیں تمنا کرتے ہیں اولیاء اللہ مگر اپنی جنت کی جو وہ تقرب الٰہی ہے اور نہیں خوف
کرتے ہیں وہ مگر اپنی دوزخ سے جو وہ خدائے تعالےٰ کی دوری ہے خدائے تعالےٰ
ہمکو اپنے اولیاء کی محبت میں رکھے اور اون کی محبت پر ہمارا خاتمہ کرے اور مقاصد
دارین اور مرام کونین سے ہم کو کامیاب کرے۔ اسی امید سے اس خاکسار نے
اس مختصر کا نام فوز المرام رکھا پس اس رؤف ورحیم کی رحمت سے ہمیشہ کبھی محروم نہیں رہتا
وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ
واصحابہ لاسیما علی ولدہ سیدنا ومرشدنا الغوث الاعظم محی الدین
ابو محمد السید عبد القادر جیلانی وبارک وسلم۔ تمت هذه
النسخة المبارکة بید المولف الحقیر فی سنہ ۱۳۳۲ھ من الف وثلثمائة وثلثین واثنین
هجرة النبویة فی بلدة حیدر آباد دکن صانها اللہ عن الشر والفساد والفتن آمین یارب العالمین

تمت بالخیر

سنہ ۱۳۳۸ھ

صحت نامہ فوز المرام فی طبقات اولیاء الکرام

سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴	الطوفیه	الصوفیه					۲۸	۵	دارثت	وراثت
۱۳	خلایق	خلائق	۱۹	۱۲	کفاروال کے	کفارہ دینے کے	//	//	نانت	ثابت
+	+	برحاشیہ	۲۰	۴	زوحانیة	روحانیہ	//	۶	بوجہ	کا بوجہ
		ف	//	۱	+	برحاشیہ	//	۱۴	ہدایت	بدایت
		ولایت ولی				ف	۲۹	۱۱	الاحض	الاخص
		کا عال تمام				اولیاء اللہ کو	۳۰	۱۳	ہوسے	ہونے سے
		مخلوق آسمانی				جو فیضان ہوتا ہے	۳۱	۱	وحراسه	وحراسته
		وزمینی کو معلوم				سے بواسطہ انبیا	//	۱۱	وهذا	لهذا
		ہے۔				نبی کے ہوتا ہے	//	۱۷	الموءمن	المؤتمن
	+	برحاشیہ	//	۵	هه بنا	ههنا	۳۲	۱	شیخه	مشیخه
		ف	۲۱	۱۱	القلب	القطب	//	۷	لجاة	للنجاة
		قصہ عجیبہ	//	۱۲	لا	الا	//	۴	ویرا لیاک	یری الیک
۱	ملا	الا	//	۱۵		اعطنی	//	۱۹	الا المحرمون	الا المجرمون
//	تلهیتهم	تلهیهم	//	۱۷	وابدناه	واتبعناه	//	//	محذرون	مخذرون
۱۸	کے	+	//	//	والمتقی	والتقی	۳۳	۱	لایراهم	لاترایهم
//	کا	کے	۲۲	۳	نعبثا	نعبث	//	۱۳	ان	عن
۱۸	لمضله	المضلة	//	//	امنة	أئمة	//	۱۴	السامی	السلمی
//	اولا	اوّلاً	//	۱۹	امانیت	انانیت	۳۴	۴	نیابتیه	نیابتیة
۱	نلور	محلہ	۲۴	۵	الاستاد	الاستاذ	//	۵	وقورہ	وقراره
-	گرہ	مگر	//	۸	لمرینز	لمریکن	//	۱۰	والنعمة	والعظمة
۱	ببسکة	ببکة	//	۱۰	[illegible]	السلام	//	۱۲	القرانی	القرافی
//	میارکا	مبارکا	۲۵	۱۲	یوذن	یوذن	//	۱۷	فانی	فاتی
۲	نوصیع	فوضع	//	۱۹	امن	أمن	۳۵	۸	علیہم	عظیم
			۲۶	۱۸	رکھتا ہوں	کہتا ہوں	۳۶	۱۰	مسوب العقل	مسلوب العقل
۱	لبتر جانی	لبشر جانی	۲۷	۴	میں سے	میں نے	۳۸	۱۴	دل	ولی
۴	مسئلة	مسئلته	//	۱۶	اکیا	کیا	۴۰	۲	خیال	حال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰	۱۲	خرن	خرق	۱۴۸	۶	آپر	اور	۲۶۷	۳	ور	ورثہ
۴۱	۱	منکیر	منکو	۱۵۲	۵	اکثیرج	النثر	″	۹	اورکو	اورکون
۴۶	۱۴	اورجاہ کے	جاہ ور	۱۵۵	۱۱	رحمہ اللہ	رحمہم اللہ	″	۱۸	مینہاج	منہاج
۴۷	۴	اسیے	ایسے	۱۵۶	۱۰	الی الخلافہ	الی الخلافۃ	۲۷۱	۱۹	کہ	x
″	″	کہ	+	۱۵۸	۱۲	علاہم	اعلاہم	۲۷۲	۵	بنجار	سنجار
۴۸	۱۰	وہ	مہ	۱۸۰	۱۷	صنایع	صنائع	۲۸۴	۱۶	ایسے	ایساہی
″	۱۷	مساذ	مسافر	۱۸۴	۸	+	نہ				
۶۷	۵	امیرالمومنین	امیرالمومنین علی	۱۸۸	۳	سئی	شئ	۲۹۱	۵	ھدی	ہدی
		رضی اللہ عنہ	رضی اللہ عنہ	″	۴	خرف	خرقت	″	″	ایضاً	ایضاً
۷۹	۱۰	دقیری	دمیری	″	۹	رومیہاں تک	رورکھیہاں تک	″	″	لست	الست
۸۰	۶	وبجی	وبجبی	۲۰۳	۱۴	خا	خارجۃ	۲۹۲	۱۷	وجہہ	وجہ
″	″	تی	کی	۲۰۶	۱۳	کی	+	۲۹۳	۱۹	استغراق	استغراق
۸۹	۴	کے	کہ	۲۱۰	۷	بالخاصہ	بالخاصہ	۲۹۴	۷	الہ آخرۃ	الی آخرہ
۹۱	۱۴	ہوا	ہو	۲۱۲	۳	تھیں	+	۲۹۷	۱۶	للنار	النار
۹۴	۱	جمع ہے	جمع کے ہے	۲۱۵	۸	لفظوں کا	نقطوں کا	۲۹۸	۹	لغوث	الغوث
۱۰۱	۱۷	ہیں	+	۲۲۶	۱۲	فتوا دے	فتویٰ دے	″	۱۴	لدہ	بلدہ
۱۱۶	۴	نالدخول	بالدخول	۲۲۷	۱۷	ہتے	کہتے				
۱۱۸	۸	بلحقا قبلما	بلحق حقا قبلها	″	۱۹	لیٹے	کیٹے				
۱۱۹	۲	اھین	اعین	۲۳۰	۶	سے مشکوٰۃ	نے شرح مشکوٰۃ				
۱۲۲	۱۲	سے	سہے	۲۵۷	۱۶	کہ کہ	کر				
″	۱۶	من حذبات	من جذبات	″	″	تیر	تیرے بکار آنہ				
۱۲۴	بر حاشیہ	نکتاب	کلکتا ب	۲۵۹	۱۲	ستکمرین	متکبرین				
″	″	خرمابن	خرابن	۲۶۲	″	اور	اور				
″	۱۲	فافضلۃ	افضلیۃ	۲۶۴	۹	نا باسی	نالبسی				
۱۳۵	۱	فتسخم	فتسخم	۲۶۵	۱۷	ستکبرہ	مستکبرہ				
″	۱۲	فانبعونی	فاتبعونی	۲۶۶	۱۰	ملیرالتوحید	منیرالتوحید				
۱۴۱	۱۵	نے	نے کہا	″	۱۲	نے	اور				
۱۴۸	۳	الکرۃ	کثرت	″	۱۸	کے انکار کو جو	+				